ایس قریشی

کی

عمران سیریز

کالا



جب زندگی تھک جاتی ہے اور لمحے سست پڑ جاتے ہیں تو ماحول میں گھٹن کا احساس شدید تر ہو جاتا ہے۔

— ایسے ہی تھکے تھکے سے اور بوجھل لمحات کے لیے آکسیجن، عمران کا ایک قہقہہ بار کارنامہ —

عمران سیریز نمبر ۱۵۲

352

مکمل ناول

کالا سایہ

مصنف

ایس قریشی

قیمت

اسکے عادی

خط و کتابت و آرڈر بھیجنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

○

اس ناول کے نام مقام کردار افراد واقعات اور تشبیہ دی جانے والی چیزیں فرضی ہیں کسی سے مطابقت محض اتفاقیہ ہے جس کے لئے مصنف پرنٹر پبلیشر یا ادارہ ذمے دار نہیں۔

○

○

ـٹ پریس کراچی میں چھپ کر شائع ہوتی۔

○

خط و کتابت و آرڈر بھیجنے کا پتہ

یوب اکیڈمی۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

اپنی باتیں :۔

کالا سایہ پیش خدمت ہے۔ اپنی طرز کی ایک نئی کہانی نئی اس لئے کہ اس کہانی میں ایک ایسے مسئلے کو چھیڑا گیا ہے جو ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔

ایک نیا نشہ ایک نئی لت جسے ہیروئین کے تاجروں وطن دشمنوں اور غیرت اور حمیت سے عاری لوگوں نے ایجاد کیا ہے اس نشے کی وبا کو نہیں روکا گیا تو نشے کا ایک نیا طوفان اٹھ کھڑا ہوگا۔ افیم۔ چرس۔ گانجا۔ بھنگ اور اسکے بعد راکٹ۔ مینڈریکس پیتھیڈین اور ایل ایس ڈی نے ہزاروں گھر برباد کئے تھے پھر ہیروئن آئی اور تباہی بڑھ گئی اور اب۔؟ یہ نیا نشہ سامنے آیا ہے اگر اسے نہیں روکا گیا تو۔؟ نجانے قوم کے معصوموں کا کیا حشر ہوگا۔ شاید ہر گھر میں دو چار افراد اسکے عادی نظر آئیں گے پھر۔؟

اگر ہم ایسا نہیں چاہتے تو اس نشے اور اس کے کاروبار کرنے والوں کو جہنم میں پہونچانا ہوگا۔ ناول پڑھیے اور رائے سے مطلع کیجئے۔

والسلام

الیسو قریشو

ایس قریشی کے اور سامنے کے صفحے پر دیئے گئے سارے ناول اب کراچی بکڈپو۔ ۴۸۔ اردو بازار کراچی سے مل سکتے ہیں۔

فیاض کو دیکھتے ہی عمران کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں وہ تیر کی طرح سے فیاض کی طرف بڑھا جو کونے کی ایک میز پر دو خوبصورت لڑکیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس وقت فیاض کے جسم پر مکمل یونیفارم تھی اور وہ جس انداز میں دونوں لڑکیوں سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا وہ اس بات پر دال تھی کہ وہ اجنبی نہیں ہیں۔

"سلام علیکم ...." عمران نے میز کے قریب پہنچ کر بڑے زور سے کہا۔

"کون ...؟ فیاض نے سر اٹھا کر دیکھا اور عمران پر نگاہ پڑتے ہی پہلے اس کا خون خشک ہوا پھر چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہوئے۔

"میں ہوں میں تسویرے" عمران نے میں پر زور دیتے ہوئے کہا اور ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"تم ...؟ فیاض نے اسے گھورا۔

"ہاں میں سوپر عبدالمنان" عمران نے بے ساختہ کہا۔
"ٹھیک ہے اس وقت تم جاؤ" اس نے عمران کو آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارا کیس کل دیکھوں گا۔"
"نو سوپر تو" عمران نے نفی میں سر ہلایا۔
"کیا مطلب۔؟" فیاض غرایا تھا۔
"میرا کیس بہت سیریس ہے ابھی دیکھنا ہوگا۔"
"شٹ اپ" فیاض غصے سے کھول کر رہ گیا دونوں لڑکیاں حیرت سے عمران کو گھور رہی تھیں شاید وہ عمران سے واقف نہیں تھیں ورنہ وہ اس طرح حیرت زدہ نہ ہوتیں۔
"آپ سے کہہ رہے ہیں" عمران نے ایک لڑکی سے کہا اور وہ ششدر رہ گئی اُسے اس بے تکلفی کی توقع نہیں تھی۔
"عبدالمنان خیریت چا۔۔۔" فیاض نے کہنا چاہا۔
"بالکل ٹھیک" عمران فیاض کی بات کاٹ کر بولا۔ خیریت ہی تو نہیں ہے اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ میرا کیس فوراً دیکھا جائے ورنہ ۔۔۔ ورنہ۔۔۔" کہتے کہتے وہ خاموش ہو گیا۔
"ورنہ کیا۔؟" فیاض غرایا۔
"ورنہ وہ رقم مجھے واپس کر دو جو میں نے تمہیں دلوائی ہے۔"
"کیا۔؟" فیاض خونخوار لہجے میں بولا۔
"رقم اور کیا۔" عمران نے کہا۔ پورے دس ہزار دیئے ہیں تم کو اس

کیس کے لئے اب نخرے مت بگھارو۔"
"شٹ اپ" فیاض خونخوار لہجے میں بولا لیکن اس کا لہجہ زیادہ بلند نہیں تھا۔ اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ"
"ورنہ تم مجھے دس ہزار واپس کر دو گے کیوں۔؟" عمران نے کہا۔ یہی کہنا چاہتے ہو نا تم۔ بولو۔؟
"میں تمہیں دس سال کے لئے اندر کر دوں گا۔"
"ارے واہ" عمران ہاتھ نچا کر بولا۔ ایک تو دس ہزار لے لئے اوپر سے دس سال اندر کرانے کی دھمکی دے رہے ہو۔؟
"دھمکی نہیں ہے یہ" فیاض غرایا۔ ایک منٹ میں یہاں سے چلے نہ گئے تو یاد رکھو جیل ہی بھجوا دوں گا۔"
"کیوں کیا تمہارا راج نافذ ہو گیا ہے سوپر۔؟"
"بکو مت۔؟" فیاض غرایا۔
"ارے۔ ارے" ان لڑکیوں میں سے ایک بولی۔ یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کیپٹن صاحب۔ اور یہ صاحب کون ہیں۔؟
"یہ صاحب" فیاض نے دانت پیس کر دہرایا پھر اچانک ہی اسکے ذہن میں آگیا کہ اس طرح وہ عمران سے نہیں جیت سکے گا الٹا اپنی ہی بے عزتی کرواتا رہے گا کیونکہ عمران اس شخصیت کا نام ہے جو بڑے بڑوں کو چٹکیوں میں اڑا دیتی ہے۔
"جی ہاں۔ اسی لڑکی نے کہا۔ اور آپ سے خاصے بے تکلف بھی معلوم

ہوتے ہیں ورنہ کوئی عام پولیس والے سے بھی اسطرح بات نہیں کرتا۔"

"اوہ ہاں۔" دفعتاً فیاض کو سوجھ گئی۔

"کیا ہاں۔؟" عمران نے اس کے لفظ پکڑے۔

"آپ انھیں نہیں جانتیں مگر انکا نام ضرور سنا ہوگا۔"

"نام۔؟" لڑکی نے دوہرایا۔

"جی ہاں۔" فیاض نے کہا۔ "یہ بڑی مشہور و معروف شخصیت ہیں۔"

"کون ہیں یہ۔؟" دونوں لڑکیوں نے بڑی حیرت سے بیک وقت پوچھا تھا انکی نگاہیں عمران پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"یہ ہمارے ڈائریکٹر جنرل ......" فیاض نے کہنا چاہا۔

"سوپر۔" عمران بات کاٹ کر بولا۔ "دس کے بیس ہزار ہو جائیں گے سوچ سمجھ کر بولنا۔ ہاں۔"

"آپ کے ڈائریکٹر جنرل۔" لڑکی نے فیاض کو ٹوکا۔

"جی ہاں۔" فیاض نے عمران کی گھورتی نگاہوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "یہ ڈائریکٹر جنرل رحمان کے لڑکے ہیں۔"

"کیا۔؟" وہ لڑکی حیرت زدہ لہجے میں بولی۔

"یہ عمران صاحب ہیں۔؟" دوسری کا لہجہ اس سے بھی زیادہ حیرت سے بھرپور تھا وہ اب ٹکٹکی عمران کو گھور رہی تھیں۔

"جی ہاں یہ علی عمران ہی ہیں۔" فیاض نے کہا۔ "ہمارے ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب کے صاحبزادے۔"

"ہم ہی بیوقوف نکلے فیاض صاحب۔" ایک لڑکی بولی۔

"میں سمجھا نہیں۔" فیاض نے حیرت سے کہا۔

"ہمیں پہلے ہی سمجھ لینا چاہیے تھا کہ آپ سے اس طرح بے تکلف ہونے والا صرف علی عمران ہی ہو سکتا ہے۔" اسنے کہا۔

"اوہ ہاں۔" فیاض نے سر ہلایا۔ "دوسرا کوئی اس طرح بولتا تو میں اب تک اسے جیل بھجوا چکا ہوتا۔"

"یقیناً۔" دوسری بولی تھی۔

"میں حیرت زدہ تھی کہ یہ کون صاحب ہیں جو اتنی دیدہ دلیری سے محکمہ خفیہ کے کیپٹن کو دھمکا رہے ہیں۔" پہلی نے کہا۔

"مس پہلی اور دوسری۔" عمران نے کہنا چاہا۔

"پہلی دوسری نہیں۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "میرا نام راحیلہ ہے اور یہ میری دوست شمیلہ ہے۔"

"اور یہ دونوں شہر کے مشہور سرمایہ دار اور صنعتکار رضوان بھٹی اور جاوید کاظمی کی بیٹیاں ہیں۔" فیاض نے تعارف مکمل کرا دیا۔

"ہائے۔" عمران نے ہائے کر کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔

"کیا ہوا۔؟" راحیلہ نے جلدی سے پوچھا۔

"بیڑہ غرق۔" عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔" شمیلہ نے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ اب میرے بیس ہزار روپے ڈوب گئے۔"

"کونسے بیس ہزار۔؟" راحیلہ نے پوچھا۔

"وہی جو میں فیاض سے وصول کرنے والا تھا۔"

"ڈوب کیسے گئے۔؟" شمیلہ نے پوچھا۔

"جیسے آدمی ڈوب جاتا ہے۔" عمران آہ بھر کر بولا۔

"تم اس وقت یہاں کیسے۔؟" فیاض نے پوچھا۔ وہ اس وقت شہر کے مشہور ہوٹل تاج کے ریکریشن ہال میں بیٹھے تھے۔

"ایسے ہی جیسے تم یہاں آئے ہو۔" عمران نے کہا۔

"میں تو ایک کیس کے سلسلے میں یہاں آیا ہوں۔" فیاض نے جلدی سے کہا۔ عمران نے سر ہلایا اور بولا۔

"ایک نہیں دو کیس کہو اور دونوں ہی خاصے حسین ہیں۔"

"کیا۔؟" فیاض اس جملے پر غرا کر بولا۔ اور راحیلہ و شمیلہ جھینپ گئیں۔ عمران کا جملہ تھا ہی ذومعنی۔

"ہاں دونوں کیس حسین ہیں کسے سکریٹری بنا رہے ہو۔؟" عمران نے پھر کہا اور فیاض بگڑتے ہوئے موڈ سے بولا۔

"جب بھی بولو گے احمقانہ ہی انداز میں بولو گے اس سے تو یہ اچھا ہے کہ تم خاموش ہی رہا کرو۔"

"خاموشی کی فیس بیس ہزار ہے سویٹ۔"

"بکو مت۔" فیاض غرایا۔ "راحیلہ اور شمیلہ یہاں اپنے والد کے سلسلے میں مجھ سے ملنے کے لئے آئی ہیں۔"

"کیوں۔؟" عمران نے پوچھا۔ "کیا انکے والدین گم ہو گئے ہیں۔؟"

"نہیں" فیاض نے کہا۔ "دوسرا مسئلہ ہے۔"

"تیسرا بھی ہو سکتا ہے" فیاض کی بات کے جواب میں عمران لاپرواہی سے بولا اور فیاض دانت پیس کر رہ گیا۔

"ٹھہریئے آپ لڑیئے مت۔" راحیلہ نے کہا۔ "میں بتاتی ہوں کہ اصل مسئلہ کیا ہے اور ہم کیوں فیاض صاحب سے ملنے آئے ہیں۔"

"آپ ہی بتلا دیجئے۔" عمران نے فیاض کو گھورتے ہوئے کہا جو بُرے بُرے منہ بناتا ہوا عمران کو گھور رہا تھا۔ اسکی آنکھوں سے گویا چنگاریاں چھوٹ رہی تھیں مگر وہ لڑکیوں کے سامنے بے بس تھا۔

"میرے اور شمیلہ کے والد ایک بُری لت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔" راحیلہ نے کہا۔ "غالباً آپ میرا مطلب سمجھ رہے ہونگے۔"

"تفصیل سے بتاتی چلئے۔" عمران نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

"ہم دونوں کے والد ہیروئین پینے لگے ہیں۔"

"اچھا۔" عمران نے اسطرح کہا جیسے یہ کوئی بات ہی نہ رہی ہو۔

"جی ہاں اور اب تک ساری نقدی ہم اس ہیروئین کی بھینٹ چڑھا چکے ہیں۔" راحیلہ نے کہا۔ "صرف مل فیکٹریاں اور جائیداد باقی ہے اور اگر ان کو ہیروئین کی لت سے چھٹکارہ نہ دلایا گیا تو وہ سب کچھ اسکی بھینٹ چڑھا دینگے اور ہم فقیر ہو جائیں گے۔"

"پھر۔؟" عمران نے پوچھا۔ "آپ کیا چاہتی ہیں۔؟"

"یہی کہ کسی طرح وہ ہیروئن چھوڑ دیں۔"

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلایا پھر فیاض سے پوچھا۔ "تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے سوپر۔ کیا کرو گے تم۔؟"

"علاج۔" فیاض نے کہا۔ "کسی اچھے ہسپتال میں انکا علاج کروا دوں گا"

"علاج کروانے سے پہلے ان سے پوچھ لینا۔"

"وہ کیوں۔؟" فیاض نے پوچھا۔

"اس لئے کہ اگر وہ اس لعنت سے چھٹکارہ نہ پانا چاہیں تو دنیا کی کوئی بھی طاقت انھیں اس کے استعمال سے باز نہیں رکھ سکتی۔"

"میں انکے کمرے کے باہر پہرہ لگوا دوں گا۔" فیاض نے کہا۔ "اور جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتے پہرہ لگا رہے گا۔"

"تم ساری زندگی انکے لئے گارڈ مقرر نہیں کر سکتے سوپر۔"

"کیا مطلب۔؟" فیاض نے پوچھا۔

"جب بھی گارڈ ہٹاؤ گے وہ ہیروئن کو پھر منہ سے لگا لینگے۔"

"اوہ۔" فیاض کے منہ سے نکلا۔

"اسی لئے کہا تھا کہ پہلے ان سے پوچھ لو کہ وہ اس لعنت سے چھٹکارہ پانا چاہتے ہیں یا نہیں۔؟" عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔" فیاض نے سر ہلا دیا۔ عمران کی باتوں میں وزن تھا اس لئے وہ اس پر غور کرنے پر مجبور تھا۔

"وہ دن بھر میں کتنی استعمال کرتے ہیں۔؟"

"بیس سے پچیس گولیاں۔" راحیلہ نے بتایا۔

"کیا۔؟" عمران نے حیرت سے کہا۔ "گولیاں۔؟"

"ہاں۔" راحیلہ نے سر ہلا کر کہا۔

"مگر ہیروئن گولیوں کی شکل میں نہیں ہوتی۔" عمران نے کہا۔

"وہ ہیروئن کی گولیاں ہی کھاتے ہیں۔"

"کھاتے ہیں۔؟" عمران پھر چونکا۔

"جی ہاں۔ کبھی پانی سے کبھی شراب سے۔"

"اوہ۔" فیاض کے منہ سے نکلا اتنا وہ بھی جانتا تھا کہ ہیروئن پی جاتی ہے وہ بھی سگار، سگریٹ یا پائپ میں بھر کر کھائی نہیں جاتی اسی لئے وہ بھی حیرت زدہ تھا۔

"تمہیں غلط فہمی تو نہیں ہوتی۔" عمران نے راحیلہ سے کہا۔

"کیسی غلط فہمی۔؟" راحیلہ نے جواباً پوچھا۔

"یہی کہ وہ کھاتے کوئی اور چیز ہوں اور تم اسے ہیروئن سمجھ رہی ہو۔" عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔" راحیلہ نے کہا۔ "وہ اسے ہیروئن ہی کہتے ہیں۔"

"وہ جو گولیاں کھاتے ہیں وہ کیسی ہوتی ہیں۔؟"

"کبھی بھورے رنگ کی کبھی سیاہ رنگ کی۔؟"

"حالت کیسی ہوتی ہے گولیوں کی۔؟"

"نرم ایسی ہی جیسی چبانے کے بعد چیونگم کی گولی ہوتی ہے۔"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا اور بولا۔ "محترمہ وہ ہیروئن نہیں ہے۔"

"پھر ہیروئن کیسی ہوتی ہے۔" شمیلہ نے پوچھا۔

"بھورے یا سفید پوڈر کی شکل میں۔" عمران نے بتایا۔

"پھر یہ کیا چیز ہے جو ڈیڈی کھاتے ہیں۔" راحیلہ نے پوچھا۔

"کھانے سے پہلے اور بعد میں انکی کیا حالت ہوتی ہے۔؟"

"اگر گولیاں کھانے میں دیر ہو جاتی تو ڈیڈی کو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہاتھ پیروں میں جان نہ رہی ہو۔"

"اور کچھ۔" عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔" راحیلہ نے کہا۔ "اسکے ساتھ ہی پورے جسم میں سنسنی سی دوڑنے لگتی ہے مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے اور اگر اس حالت میں چلنا پڑے تو پیر کانپنے لگتے ہیں۔ ہاتھ پیروں میں اینٹھن ہونے لگتی ہے لیکن گولیاں کھانے کے چند منٹ بعد ہی وہ چاق وچوبند ہو جاتے ہیں۔"

"سنا تم نے سوپر۔" عمران نے فیاض سے کہا۔

"ہاں۔" فیاض نے کہا۔

"اس کا مطلب سمجھتے ہو۔" عمران نے پھر کہا۔

"غالباً مینڈریکس یا ایل ایس ڈی۔" فیاض نے کہا۔

"بالکل ٹھیک۔" عمران نے سر ہلا دیا۔

"نہیں۔" راحیلہ نے کہا۔ "وہ مینڈریکس کی گولیاں نہیں ہیں۔"

"تم نے مینڈریکس کی گولیاں دیکھی ہیں۔" فیاض نے پوچھا۔

"ہاں۔" راحیلہ نے کہا۔ "کالج میں میری ایک دوست کھایا کرتی تھی تب میں نے مینڈریکس اور ایل ایس ڈی کے کیپسول دیکھے تھے۔"

"ہونہہ۔" فیاض نے سر ہلا دیا۔

"وہ گولیاں لاتے کہاں سے ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"کہیں سے بھی نہیں۔" شمیلہ نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔" عمران نے پوچھا۔

"ایک آدمی کار میں آتا ہے اور گولیاں ڈیڈی کو دے جاتا ہے۔" راحیلہ نے کہا۔ "یہی طریقہ شمیلہ کے ڈیڈی کے سلسلے میں بھی اختیار کیا جاتا ہے ویسے ہر روز نیا آدمی آتا ہے۔"

"اب تم کیا چاہتی ہو۔" عمران نے پوچھا۔

"یہی کہ میرے اور شمیلہ کے ڈیڈی اس تباہی سے بچ جائیں۔"

"کیا وہ گولیاں اتنی ہی قیمتی ہیں کہ ان کی وجہ سے تمہارے ڈیڈی تباہی کے کنارے پر پہونچ جائیں گے کیوں۔" فیاض نے پوچھا۔

"ہاں یہی سمجھ لیجئے۔" راحیلہ نے کہا۔

"سمجھ لیجئے سے کیا مراد ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"وہ گولیوں کی قیمت اب وصول نہیں کرتے۔"

"پھر۔" عمران نے پوچھا۔

"وہ دوسرے طریقے سے ڈیڈی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔"

"یعنی۔" فیاض نے پوچھا۔

"بعض مرتبہ دو دو دن ڈیڈی کو گولیاں نہیں ملتیں۔"

"اوہ۔" فیاض کے منہ سے نکلا تھا۔

"جب گولیاں نہیں ملتیں تو ڈیڈی پاگلوں کی سی حرکتیں کرتے ہیں اور ہر وقت فون کے پاس بیٹھے رہتے ہیں۔"

"کسی کے فون کے انتظار میں۔؟" فیاض نے پوچھا۔

"ہاں۔" راحیلہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"انہی کے جو گولیاں لاکر دیتے ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔" راحیلہ نے کہا۔ "وہ اس طرح ڈیڈی سے۔۔۔" جملہ مکمل نہیں ہو سکا تھا ہال میں فائر کی آواز گونجی راحیلہ کو ایک جھٹکا لگا اور وہ میز پر اوندھی چلی گئی اسکے ماتھے سے خون کی دھار گر رہی تھی۔

/

"ہاں ہاں بولو جھجکو مت۔" باریش شخص نے اپنی کرخت دار آواز میں سامنے بیٹھے ہوئے نوجوان سے کہا۔

"کیا میرا علاج ہو جائے گا۔؟" نوجوان نے بے ساختہ کہا۔

"کیوں نہیں۔" باریش شخص نے جواب دیا۔

"تو پھر میرا علاج شروع کر دیجئے۔" نوجوان جلدی سے بولا۔

"پہلے تفصیل بتلاؤ بیٹے۔" باریش شخص نے نرمی سے کہا۔ "تم کون سا نشہ کرتے رہے ہو۔ چرس۔ افیون۔ مارفیا۔ مینڈریکس یا کچھ اور۔؟"

"جی۔۔۔ وہ۔۔۔" نوجوان جھجکتے ہوئے بولا۔۔۔ "میرا مطلب ہے۔۔"

"اسی طرح جھجکتے رہے تو علاج نہیں ہو سکے گا۔"

"ڈاکٹر صاحب میں ہیروئن پیتا ہوں۔" دفعتاً نوجوان نے کہا اور باریش شخص کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑتی چلی گئی۔

"کب سے پی رہے ہو۔؟"

"دو سال ہو چکے ہیں۔" نوجوان نے بتایا۔

"کس طرح پینا شروع کی تھی۔؟"

"دوستوں نے پلائی تھی۔" نوجوان نے کہا۔

"اب کتنی پی جاتے ہو۔؟"

"جتنی بھی مل جاتے۔" نوجوان نے جلدی سے کہا۔

"کوئی تعداد تو ہوگی۔؟"

"پانچ گرام تک ایک دن میں پی جاتا ہوں ڈاکٹر صاحب۔"

"اتنی رقم کہاں سے آتی ہے۔؟"

"میرے والد کا کاروبار بہت اچھا ہے۔"

"تو کیا وہ تمہیں نشے کے لئے رقم دے دیتے ہیں۔؟"

"نہیں۔" نوجوان نے جواب دیا۔ "میری حالت دیکھ کر میری ماں چپکے سے رقم مجھے دیتی رہتی ہے۔"

"گویا چار پانچ سو روپے روز کی استعمال کر لیتے ہو۔؟"

"جی ہاں مگر اب یہ ممکن نظر نہیں آ رہا۔"

"وہ کیوں۔؟ باریش شخص نے پوچھا۔

"ماں کا کہنا ہے کہ اسکا بینک بیلنس ختم ہو گیا ہے اور اب وہ مزید رقم باپ کے علم میں لائے بغیر نہیں دے سکتی۔"

"ہونہہ۔" باریش شخص نے نوجوان کو گھورتے ہوئے کہا۔ علاج کا مشورہ تمہیں کس نے دیا ہے۔؟ ماں نے یا۔؟

"ماں نے۔" نوجوان نے کہا۔ اسی نے کہا ہے کہ علاج کرا لوں۔"

"ہونہہ۔" اسنے سر ہلایا۔

"میرا علاج ہو جائے گا نا ڈاکٹر صاحب۔؟ نوجوان نے پوچھا اسکے لہجے میں امید اور نا امیدی دونوں جھلک رہی تھیں۔

"کیوں نہیں۔" باریش شخص نے جیسے وہ بار بار ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہا۔

ہاں یہ تو بتاؤ کہ تم کس طرح پیتے ہو سگریٹ میں۔؟

"سگریٹ میں بھی اور پنی میں بھی۔"

"کبھی ہیروئن کے علاوہ بھی کوئی نشہ کیا ہے۔؟

"نہیں کبھی نہیں۔" نوجوان نے نفی میں سر ہلایا۔

"دیکھو نوجوان۔" باریش شخص نے نرمی سے کہا۔ تمہارا مرض اس مرحلے میں ہے کہ جہاں علاج ناممکن ہوتا ہے۔"

"کیا۔؟ نوجوان نے مایوسی سے کہا۔ تو آپ میرا علاج نہیں کریں گے میں

اسی طرح نشے کی لت میں مبتلا رہوں گا۔؟

"نہیں۔" باریش شخص نے کہا۔ تمہارا علاج ہو جائے گا مگر۔۔۔"

"مگر کیا ڈاکٹر صاحب۔؟ نوجوان نے بے تابی سے پوچھا۔

"اس پر خرچہ بہت آئے گا۔"

"کتنا۔؟ نوجوان نے پوچھا۔

"فی الحال دو ہزار کافی رہیں گے اسکے بعد مزید خرچہ ہوگا۔"

"دو ہزار۔" نوجوان نے دوہرایا۔

"ہاں۔ اس رقم میں تمہیں چار کیپسول دیئے جائیں گے تم روز صبح شام ایک ایک۔۔۔ کیپسول کھا لینا اس سے تمہیں نیند بھی آئے گی اور آرام بھی ملے گا یہ دو دن کی دوا ہوگی تیسرے دن تم یہاں آ جانا۔"

"پھر۔؟ نوجوان نے پوچھا۔

"تیسرے دن سے تمہیں اٹھارہ گولیاں روز ملا کریں گی جو کہ چھ چھ گولی صبح دوپہر شام کے اوقات میں کھانی ہونگی۔"

"ان سے کیا ہوگا ڈاکٹر صاحب۔؟

"تمہاری ہیروئن پینے کی عادت چھوٹ جائے گی۔"

"واقعی ایسا ہو جائے گا ڈاکٹر صاحب۔؟ نوجوان نے بے تابی سے پوچھا۔

"سو فیصدی۔" باریش شخص نے کہا۔ اگر تمہاری ہیروئن نہ چھوٹے تو اپنا ایک ایک پیسہ واپس لے جانا۔"

"نہیں ڈاکٹر صاحب مجھے اعتماد ہے۔" نوجوان جلدی سے بولا۔

"گولیاں جب شروع کرو تو دو باتوں کا خیال رکھنا۔

"وہ کون کون سی ڈاکٹر صاحب۔؟

"پہلی یہ کہ گولیاں کھانے کے ڈیڑھ سے دو گھنٹے بعد تک تم کچھ نہیں کھاؤ گے ورنہ قے ہو جائے گی اور گولیاں اثر نہیں کریں گی"

"ٹھیک ہے" نوجوان نے کہا۔ اور دوسری بات۔؟

"دوسری بات یہ کہ کوئی گرم چیز دوران علاج تم استعمال نہیں کرو گے جیسے انڈا مرغی۔ کافی وغیرہ"

"میں اس پر سختی سے عمل کرونگا ڈاکٹر صاحب"

"شادی شدہ ہو۔؟

"نہیں ابھی شادی نہیں ہوئی"

"ٹھیک ہے۔ اگر تمہاری کوئی دوست ہے تو اس سے بھی تم دوران علاج کسی قیمت پر نہیں ملو گے۔ سمجھ گئے۔؟

"جی ہاں" نوجوان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب کیا کہتے ہو۔؟" باریش شخص نے پوچھا۔

"جی۔؟" نوجوان نے کہا۔

"بھئی یہ بتاؤ علاج شروع کیا جائے یا نہیں۔؟

"جی ہاں علاج شروع کر دیں" نوجوان نے جلدی سے کہا۔

"رقم لائے ہو۔؟" باریش شخص نے پوچھا۔

"جی یہ لیجئے" نوجوان نے کہا اور سو روپے والے نوٹوں کی گڈی نکال

کر اس میں سے بیس نوٹ نکالے اور باریش شخص کی طرف بڑھا دیئے۔ باریش شخص نے نوٹ جیب میں رکھتے ہوئے اپنے پاس کھڑے ہوئے شخص کو اشارہ کیا اور وہ عقبی دروازے سے اندر چلا گیا چند لمحے بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پلاسٹک کی ایک خوبصورت ڈبیہ تھی۔

"یہ لو" باریش شخص نے ڈبیہ لے کر نوجوان کو دیتے ہوئے کہا۔ اس میں چار کیپسول ہیں کل صبح سے کھانے شروع کر دو"

"بہت بہتر" نوجوان نے ڈبیہ لے کر جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"بس جاؤ اور ہدایت پر عمل کرو"

"جی شکریہ ڈاکٹر صاحب" نوجوان نے کہا اور اٹھ کر سلام کیا اور کمرے سے نکلا چلا گیا۔ اندرونی کمرے سے ڈبیہ لانے والا بھی اسکے ساتھ ہی چلا گیا تھا کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو باریش شخص نے پوچھا۔

"اب اور کون کون باہر ہے باقر۔؟

"صرف پیٹر اور اسکی بہن ہے" باقر نے جواب دیا۔

"تو وہ اسے پھر لے ہی آیا۔؟" باریش شخص نے کہا اور اپنے چہرے پر لگی ہوئی داڑھی اتار کر ایک طرف رکھ دی پھر سفید بالوں کی وگ اور چہرے پر سے ایک جھلی بھی اتار ڈالی جسکے بعد باریش بوڑھے چہرے کی جگہ ایک جوان چہرہ سامنے آ گیا۔ اسنے وگ اور داڑھی باقر کو تھما دی۔

"جی ہاں" باقر نے کہا۔ وہ اسکے ساتھ موجود ہے"

"اس سے تمنے بات کی ہے۔؟

"جی" باقر نے کہا۔ اور میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ہماری ترکیب سو فیصد کامیاب رہی ہے وہ اب مجبور ہے"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ پیٹر اسے گولیاں کھلاتا رہا ہے۔؟"

"جی ہاں ورنہ ایک بار کی زبردستی کے بعد وہ دوبارہ کبھی نہ آتی"

"ٹھیک ہے اسے اب جوزفین کے سپرد کر دو" اسنے کہا۔ اور اسے فون کر کے کہدو کہ وہ اس کا خاص خیال رکھے"

"رائٹ باس" باقر نے سر ہلا دیا وہ اسے ہی گھور رہا تھا انداز ایسا تھا کہ جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو مگر ہمت نہ پڑ رہی ہو۔

"کیا بات ہے۔؟ اسنے باقر سے پوچھا۔ کچھ کہنا چاہتے ہو۔؟

"ہاں" باقر نے سر ہلایا۔

"کہو کیا بات ہے۔؟ اسنے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

"جوگندر بھی آیا ہوا ہے اسے میں نے عقبی کمرے میں بیٹھا رکھا ہے"

"وہ کیوں آیا ہے" وہ غصیلے لہجے میں بولا۔ کیا اسے بتایا نہیں تھا کہ جب تک رقم نہیں دے گا گولیاں نہیں ملیں گی"

"جی ہاں بتا دیا تھا مگر۔۔۔۔"

"مگر کیا۔؟ وہ غرا کر بولا۔ پہیلیاں کیوں بجھواتے ہو کھل کر بتاؤ"

"جوگندر اپنے ساتھ سفارش کے لئے اپنی بیوی کو بھی لایا ہے"

"ہونہہ" اسکی ہنکار معنی خیز تھی۔

"میں نے اسے طریقہ کا بتلا دیا تھا جسکے بعد ہی وہ اسے لے کر آیا ہے"

"کیسی ہے وہ۔؟ اسنے پوچھا۔

"پچیس کے لگ بھگ عمر ہو گی" باقر نے کہا۔ اور پیٹر کی بہن سے زیادہ خوبصورت ہے ویسے دیکھنے میں اٹھارہ بیس کی لگتی ہے"

"ہونہہ" اُسنے سر ہلایا چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔ جوگندر اسکے بارے میں کیا کہتا ہے۔؟ اور کس حد تک آگے بڑھنے کے لئے تیار ہے۔؟

"جوگندر گولیاں لے کر واپس جانے پر تیار ہے"

"اور اسکی بیوی۔؟ اسنے ٹہلتے ہوئے پوچھا۔

"وہ جوگندر کی صحت اور زندگی کے لئے سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہے"

"ٹھیک ہے آؤ" اسنے کہا اور باقر کے ساتھ دوسرے کمرے میں داخل ہو گیا یہاں ایک طرف پڑے ہوئے صوفوں پر ایک عورت اور ایک مرد بیٹھے ہوئے تھے ان کو اندر آتے دیکھ کر وہ دونوں کھڑے ہو گئے تھے۔ اس نے عورت کا جائزہ لیا اور اندازہ لگایا کہ باقر صحیح کہہ رہا تھا۔

وہ اٹھارہ بیس سے زیادہ کی نہیں لگ رہی تھی اسکے چہرے پر ایک عجیب سی کشش تھی ایسی کہ اسے دیکھنے والی نگاہ اسکے چہرے پر چپک کر رہ جاتے۔ اس وقت وہ کچھ سہمی ہوئی سی لگ رہی تھی اور اس سہم جانے والی کیفیت نے اُسے کچھ اور بھی خوبصورت بنا دیا تھا۔

"سلام ڈاکٹر صاحب۔؟ جوگندر نے اسے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"تو تم اصل راستے پر آ ہی گئے" وہ جوگندر کو گھور کر بولا۔

"آپ کا حکم کیسے ٹال سکتا تھا ڈاکٹر صاحب" جوگندر نے عاجزی

سے کہا اسکا جسم دبلا پتلا کمزور سا اور چہرہ زرد تھا آنکھوں کے نیچے سیاہ داغ پڑے ہوئے تھے اور مجموعی طور پر وہ ایک ایسا فرد لگ رہا تھا جسے منشیات نے اندر اور باہر دونوں طرف سے کھوکھلا کرکے رکھ دیا ہو۔

" اب کیا چاہتے ہو۔ ؟" اسنے رعبدار لہجے میں پوچھا۔

" باقر صاحب کو بتادیا ہے ڈاکٹر صاحب "

" ہونہہ " وہ چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا " تم نے اپنی بیوی کو ہر بات سمجھادی ہے نا۔ ؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بعد میں ۔۔۔ "

" نہیں ڈاکٹر صاحب۔" جوگندر جلدی سے بات کاٹ کر بولا۔ " میں نے کشوری کو سب کچھ بتادیا ہے اور یہ ہر طرح راضی ہے "

" کیوں کشوری۔ ؟" اسنے عورت کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" میں اپنے شوہر کی خاطر سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہوں " عورت جسکا نام اُسنے کشوری بتایا تھا بولی۔

" ٹھیک ہے " اسنے کہا پھر باقر سے بولا۔ " اسے بیس گولیاں دے دو اور کشوری کو لیکر آجاؤ۔ جلدی کیونکہ ہم لیٹ ہو گئے ہیں "

" پانچ منٹ میں آیا " باقر نے کہا اور وہ عقبی کمرے کا اگلا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ یہ ایک تاریک گلی تھی جس میں وہ عقبی دروازے سے نکلا تھا دروازے کے پاس ہی ایک سیاہ لیموسن کھڑی تھی وہ اس میں جا بیٹھا پھر پانچ منٹ بعد ہی وہ تینوں برآمد ہوئے جوگندر گلی میں آگے بڑھتا چلا گیا تھا جبکہ باقر دروازہ مقفل کرنے لگا تھا۔

دروازہ مقفل کرکے وہ عورت کے ساتھ کار کی طرف آگیا۔ اسنے کشوری کو پچھلی سیٹ پر بٹھایا اور خود اسٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔ باقر کے گاڑی حرکت میں لاتے ہی وہ کشوری کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔

" آج سے پہلے باقر کے علاوہ کتنے دوست بناتے ہیں۔ ؟"

" کک ... کیا ... " کشوری اپنے خیالات سے چونک کر بولی۔

" آج سے پہلے ...... " اسنے سوال دوہرا دیا۔

" اے ... ایک بھی نہیں " اسنے جلدی سے کہا مگر اسکا لہجہ بتارہا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔

" جھوٹ نہیں بولو ہمیں سب معلوم ہے " وہ غراہٹ بھرے لہجے میں بولا۔ " لیکن ہم تمہاری زبان سے سننا چاہتے ہیں "

" وہ ... وہ ... " کشوری جملہ پورا نہیں کرسکی تھی۔

" جھجکو مت " اسنے دلاسا دینے والے انداز میں کہا۔

" تت ... تین ... " اسنے ہکلا کر کہا۔

" کون کون۔ ؟" اسنے پھر نرمی سے پوچھا۔

" جوگندر کا بڑا بھائی۔ جوگندر کا ماموں اور دوکان کا منیجر "

" انکے علاوہ۔ ؟" اسنے پوچھا۔

" نن ... نہیں " اسنے جلدی سے کہا۔

" پھر جھوٹ۔ ؟" اسنے کہا اور وہ سہم کر اسے دیکھنے لگی۔

" دیکھو کشوری " باقر نے کہا۔ " سب کچھ ڈاکٹر صاحب کو بتلادو کیونکہ ان سے

جی چھپا ہوا نہیں ہے سمجھیں اسی میں تمہاری بہتری ہے۔"
"دو اور ہیں" کشوری نے کہا۔ ایک میرے پڑوسی کا لڑکا اور ایک میری خالہ کا بیٹا وہ اکثر گھر آتے رہتے ہیں۔"
"کیا جوگندر بالکل ناکارہ ہے۔" اسنے پوچھا۔
"ہاں" کشوری نے جلدی سے سر ہلا دیا۔
"ہونہہ" وہ ہنکارہ بھر کر خاموش ہو گیا گاڑی تاریک سڑکوں پر فراٹے بھرتی رہی کچھ دیر بعد وہ ایک نائٹ کلب کے عقبی دروازے پر جا کر رک گئی اور وہ گاڑی سے اتر آئے باقر گاڑی آگے بڑھا لے گیا تھا۔ اسنے آگے بڑھ کر عقبی دروازے پر دستک دی مخصوص دستک۔
فوراً ہی دروازے کے پٹوں میں بنے ہوئے ہولوں میں سے ایک کھلا ایک چہرہ اس میں نظر آیا پھر نوجوان پر نظر پڑتے ہی ہول بند ہو گیا اور دروازہ کھلتا چلا گیا وہ اندر پہونچ گئے۔
"کیا رپورٹ ہے۔" اسنے اندر داخل ہونے کے بعد دروازہ کھولنے والے سے پوچھا لہجہ سرد اور سفاکی سے بھرپور تھا۔
"سب ٹھیک ہے باس" اسنے کہا۔
"مال آیا۔" اسنے پوچھا۔
"ہاں" اسنے اثبات میں سر ہلایا۔ دو پیٹیاں تیار ہو کر آئی ہیں۔"
"یہ لوگ بہت سست کام کر رہے ہیں" وہ بڑبڑایا۔
"باس مشین لگالیں تو کام تیزی سے ہونے لگے گا۔" اسنے کہا،

مشین سے ایک دن میں کئی لاکھ گولیاں بن جائیں گی۔"
"ضرور بن جائیں گی مگر" وہ رکا پھر بولا۔ ان کا وہ اثر کھانے والوں پر نہیں ہوگا جو اب ہوتا ہے۔"
"کیا مطلب باس۔" اسنے پوچھا۔
"مطلب یہ کہ میں یونانی ڈاکٹر ہوں اور گولیاں۔۔۔۔"
"سمجھ گیا باس۔" وہ جلدی سے بات کاٹ کر بولا۔
"بس تو آئندہ مشورہ دینے میں محتاط رہو۔"
"یس باس" اسنے جلدی سے کہا اور وہ کشوری کو ساتھ آنے کا اشارہ کرتا ہوا زینے طے کرنے لگا پہلی منزل پر پہونچ کر وہ ایک کمرے میں داخل ہو گیا یہ ایک خوبصورت سی خوابگاہ تھی مگر ایک جانب سیاہ ٹاپ والی ایک میز بھی نظر آ رہی تھی جس پر دو رنگ کے فون سیٹ رکھے ہوئے تھے۔ اسنے کشوری کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔
پھر جیسے ہی وہ دیوار گیر بار کیبنٹ کی طرف مڑا فون کی گھنٹی بول پڑی اسنے ایک نگاہ فون پر ڈالی پھر بار کیبنٹ سے ایک بوتل اور دو گلاس اٹھائے اور میز کی جانب پلٹ آیا دونوں گلاسوں میں اسنے شراب ڈالی پھر ایک گلاس کشوری کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔
"پہلے کبھی پی ہے۔"
"دو۔ ایک مرتبہ۔" کشوری نے بلا جھجک کہا اب وہ اس سے مانوس ہوتی جا رہی تھی اسی لئے اسکے سوال کا فوراً جواب دیا تھا۔

"پھر بیٹھو" اسنے کہا اور اپنے گلاس سے دو تین گھونٹ بھرے پھر بار بار گھنٹی بجنے والے فون کا ریسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"ہیلو" دوسری جانب سے ایک آواز ابھری۔

"کون ہے۔؟" اسنے آواز پہچاننے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

"اتنی جلدی بھول گئے" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"اوہ تو یہ تم ہو" وہ مسکرا کر بولا۔

"ہاں" دوسری جانب سے کہا گیا۔ کیا جواب ہے کیا فیصلہ کیا تمنے۔؟

"وہی جو پہلے کہہ چکا ہوں"

"یعنی۔؟ دوسری جانب سے کہا گیا۔ غداری سے باز نہیں آؤ گے۔؟

"یہ غداری نہیں ہے" وہ غرا کر بولا۔ اپنا اپنا کاروبار ہے اگر میں تمہارا ملازم رہ کر کام نہیں کرنا چاہتا تو تمہیں اعتراض کیوں ہے۔؟

"ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا اگر تم ہمیں ڈبل کراس نہ کرتے"

"میں نے کسی کو ڈبل کراس نہیں کیا"

"احمق۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ ہمارے راستے کی رکاوٹ بن کر تم نے غداری کی ہے اور ہماری پالیسی اپنا کر تم نے ہمیں ڈبل کراس کیا ہے اور اب تمہیں اسکی سزا بھگتنی پڑے گی"

"دھمکی دے رہے ہو۔؟" وہ غرایا۔

"دھمکیاں کمزور دیا کرتے ہیں"

"کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہارے کتنے رازوں سے واقف ہوں" وہ

سرد اور سفاک لہجے میں بولا۔ ایک لمحے میں تمہارا سارا کاروبار چوپٹ کر کے رکھ دونگا اور تم ایک پیسہ نہیں کما سکو گے"

"اس کا موقع تمہیں نہیں ملے گا"

"ہونہہ" اسنے غرا کر کہا اور ریسیور کریڈل پر رکھ دیا پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ احمق گدھے الو سمجھتے ہیں دوسروں کو"

"ہم... مجھ سے کچھ کہا۔؟ کشوری چونک کر بولی۔

"نہیں" اسنے کشوری کو گھورتے ہوئے کہا۔ ادھر میرے پاس آؤ"

"جی۔؟ کشوری کے منہ سے نکلا پھر وہ کرسی سے اٹھی اور میز کے گرد گھوم کر اسکے پاس پہونچ کر رک گئی۔ وہ اسے بری طرح گھور رہا تھا۔

"تم واقعی ..." اسنے کہنا چاہا مگر جملہ پورا نہیں ہو سکا تھا دروازے کا ایک پٹ بے آواز کھلا تھا پھر ایک سب مشین گن کی نال نظر آئی دوسرے ہی لمحے کمرے میں سب مشین گن کا قہقہہ ابھرا اور وہ دونوں چھلنی ہو کر فرش پر گر پڑے ان کے جسموں سے بے تحاشہ خون بہہ رہا تھا۔

/

عمران نے جھپٹ کر میز کو اس طرح دھکیلا کہ فیاض اور شمیلہ دونوں ہی کی کرسیاں الٹ گئیں اور وہ فرش پر گر پڑے۔

گرتے گرتے بھی عمران نے دوسرے فائر اور اسکے ساتھ ہی ایک کریہہ چیخ سنی تھی اسنے فائر کرنے والی سمت دیکھا ایک جانا پہچانا چہرہ نظر آیا تھا اسے دیکھتے ہی دیکھتے وہ چہرہ گیلری میں غائب ہوگیا۔ عمران نے اسکے پیچھے جانا فضول ہی سمجھا تھا کیونکہ وہ ہاتھ نہیں آتا۔

عمران جانتا تھا کہ گیلری سے سڑک پر کودنا زیادہ مشکل کام نہیں ہے جب تک وہ گیلری میں پہونچ پاتا قاتل سڑک پر کود کر فرار ہوچکا ہوتا کیونکہ سڑک پر یقیناً کوئی نہ کوئی گاڑی اسکی منتظر ہوتی لہذا اسنے اٹھ کر فیاض اور شمیلہ کو کھڑے ہونے میں مدد دینے پر اکتفا کیا تھا۔

راحیلہ کی لاش اب فرش پر پڑی تھی اسکا پورا چہرہ خون سے لتھڑا ہوا تھا اور وہ ختم ہوچکی تھی۔ شمیلہ کا چہرہ زرد ہوگیا تھا اور وہ بری طرح سے کپکپا رہی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے جاڑے سے بخار چڑھ آیا ہو عمران نے اسے پکڑ کر ایک کرسی پر بیٹھا دیا۔

"ایمبولینس کو فون کرو سوپر" وہ فیاض سے بولا۔

"ابھی لو" فیاض نے کہا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہال میں بھگدڑ مچی ہوئی تھی اور کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ راحیلہ کے قتل اور فائرنگ نے لوگوں کو خوفزدہ کردیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہال خالی ہوگیا اور وہاں کاؤنٹر کا عملہ فیاض عمران اور شمیلہ رہ گئے۔ فیاض فون کرکے تیر کی طرح اسکی طرف آیا تھا۔

"تم نے قاتل کو دیکھا ہے۔؟" اسنے آتے ہی پوچھا۔

"نہیں تو کیوں۔؟" عمران نے انکار کرتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے یقیناً قاتل کو دیکھا ہے" فیاض اسے گھور کر بولا۔ "اگر دیکھا نہ ہوتا تو ہمیں دھکا دے کر ہرگز نہیں گراتے"

"احمق ہی رہو گے" عمران ہنسا۔

"کیا مطلب۔؟" فیاض غرایا۔

"مطلب یہ کہ راحیلہ کے قتل ہوتے ہی میرے ذہن میں یہی خیال آیا تھا کہ قاتل ان کی زبان بند رکھنا چاہتا ہے اور دوسری گولی یقیناً شمیلہ کے لئے ہوگی لہذا میں نے میز سے دھکا دے کر تم دونوں کی کرسیاں گرا دی تھیں" عمران نے کہا۔ "قاتل کو میں ہرگز نہیں دیکھ سکا ہوں"

"ہونہہ" فیاض غرایا تھا چند لمحے وہ بے اعتباری سے عمران کو گھورتا رہا پھر بولا۔ "راحیلہ کا قتل بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہا ہے"

"یقیناً مگر پہلے شمیلہ کی خبر لو" عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔؟" فیاض چونک کر بولا اور دائیں بائیں دیکھا مگر اسے شمیلہ کہیں بھی نظر نہیں آئی تھی۔

"وہ باہر گئی ہے" عمران نے اسے پریشان دیکھ کر کہا۔

"تم نے اسے روکا کیوں نہیں۔؟" فیاض نے کہا۔

"دیکھا ہی اس وقت ہے کہ جب وہ دروازے کے باہر نکل چکی تھی" عمران نے کہا۔ "بہرحال اب تم کیا کرو گے۔؟"

"شمیلہ کو دیکھتا ہوں" فیاض نے کہا۔

"بیکار ہے وہ اب تک جا چکی ہو گی۔" عمران نے کہا۔ ویسے اگر تم ٹامک ٹوئیاں مارنا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔"

"ہونہہ۔" فیاض دانت پیس کر بولا۔ تم بہت زیادہ سبز قدم ہو جہاں جاتے ہو۔ لاشیں گرنے لگتی ہیں۔"

"اس میں میرا کیا قصور ہے سوپر۔" عمران نے کہا۔

"پھر میرا قصور ہے کیا۔" فیاض غرایا۔

"یقیناً۔" عمران نے کہا۔ اگر تم مجھے دس ہزار روپے دے دیتے تو میں فوراً ہی اپنے سبز سرخ نیلے پیلے قدم لے کر واپس لوٹ جاتا اور راحیلہ کی جان نہیں جاتی لیکن تم کنجوسی کر گئے اور......"

"بس بس زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" فیاض بات کاٹ کر بولا۔ میں تمہارے سلسلے میں ڈائریکٹر صاحب سے بات کروں گا۔"

"اچھا۔" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں اور ان کو بتاؤں گا کہ اگر تمہاری گوشمالی نہ کی گئی تو چند دن بعد پورا شہر غنڈہ گردی اور قتل و غارت سے بھر جائے گا۔"

"ضرور کہو۔" عمران نے کہا۔ لیکن اس سے پہلے راحیلہ کی خبر لو۔"

"وہ مر چکی ہے اور میں نے ایمبولینس کو فون کر دیا ہے۔" فیاض جھلا کر بولا۔ ایمبولینس آجائے تو لاش پوسٹ مارٹم کے لئے بھجوا دوں گا۔"

"اور اس کا باپ تمہارا پوسٹ مارٹم کروا کر رکھ دے گا۔" عمران نے کہا۔ اور فیاض چونک کر بولا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو تم۔؟"

"یہی کہ وردی نہیں اتروانی تو پوسٹ مارٹم سے پہلے راحیلہ کے باپ کو واقعے کی اطلاع ضرور کر دو آگے تم خود اُلو ہو... مم... میرا مطلب ہے سیانے ہو۔" عمران نے کہا اور کاؤنٹر کی طرف دیکھنے لگا پھر کوئی خیال آنے پر مڑا اور اپنی گری ہوئی میز سے آگے بڑھ کر دوسری گری ہوئی میز کے عقب میں جھانکا۔

پھر طویل سانس لے کر سیدھا ہو گیا اس طرف ایک ادھیڑ عمر کی لاش موجود تھی گولی اسکے سینے پر لگی تھی اور اس کا پورا لباس خون سے لتھڑا ہوا تھا یہ اس دوسری گولی کا شکار تھا جو شمیلہ پر چلائی گئی تھی۔

"کیا بات ہے۔؟" فیاض نے پوچھا۔

"ادھر ایک لاش اور موجود ہے سوپر۔" عمران نے کہا۔

"کیا۔؟" فیاض اسی طرف جھپٹا تھا پھر لاش دیکھ کر بولا۔ اسے بھی گولی لگی ہے مگر یہ گولی کب چلی۔؟"

"تم اس دوسرے فائر کو کیوں بھول رہے ہو جو شمیلہ پر کیا گیا تھا اور میں نے تم لوگوں کو بچانے کے لئے تم دونوں کو فرش پر گرا دیا تھا۔"

"تو یہ اس دوسرے فائر کا شکار ہے۔"

"ہاں۔" عمران نے کہا۔ اب بھی وقت ہے سوپر فائدہ اٹھا لو۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو تم۔؟" فیاض اُسے گھور کر بولا۔

"یہی کہ راحیلہ کے باپ کو اطلاع دینی ضروری ہے ورنہ..." ورنہ کے بعد عمران خاموش ہو گیا تھا۔

"ہونہہ" فیاض نے سر ہلایا اور کار اسٹارٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا جیسے ہی اسکی پشت عمران کی طرف ہوئی عمران لمبے لمبے قدم رکھتا ہوا خارجی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا پھر مڑ کر دیکھے بغیر وہ پارکنگ لاٹ تک آیا تھا چند لمحے بعد اسکی کار ڈی سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی۔

دو ڈھائی فرلانگ دور نکل آنے کے بعد اس نے ڈیش بورڈ کھول کر ٹرانسمیٹر باہر نکالا اور جولیا کو کال کرنے لگا رابطہ فوراً ہی ملا تھا۔

"اٹ از جولیا نافٹز واٹر چیف" فوراً ہی جولیا کی آواز آئی۔

"ایکسٹو" عمران ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں غرایا۔

"یس چیف۔ کوئی حکم۔؟" جولیا کی آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

"جاوید کاظمی کا نام سنا ہے کبھی۔؟" عمران نے کہا۔

"اگر آپ کا اشارہ مشہور صنعتکار جاوید کاظمی کی جانب ہے تو یقیناً نہ صرف نام سنا ہوا ہے بلکہ صورت آشنا بھی ہوں جناب"

"جاوید کاظمی کی بیٹی شمیلہ کی نگرانی کرانی ہے"

"ابھی صفدر کو بھیجے دیتی ہوں جناب عالی" جولیا کی آواز آئی۔ "کیا اسکی صرف نگرانی ہی کرنی ہے یا ...." جولیا نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"نگرانی کے ساتھ ہی اسکی جان کی حفاظت بھی کرنا ہے" عمران نے کہا۔ "ابھی چند منٹ پہلے اسکی سہیلی راحیلہ کو ہوٹل تاج کے ریکریشن ہال میں قتل کر دیا گیا ہے اور خود اس پر بھی قاتلانہ حملہ ہوا ہے"

"اوہ" جولیا کے منہ سے نکلا تھا۔

"اگر عمران وہاں نہ ہوتا تو راحیلہ کی طرح شمیلہ بھی مار ڈالی جاتی"

"کوئی نیا کیس جناب عالی۔؟"

"ہاں شاید یہ ہمارا ہی کیس بن جائے"

"ٹھیک ہے میں ابھی صفدر کو روانہ کئے دیتی ہوں"

"راحیلہ کے والد رضوان بھٹی کی بھی نگرانی کروانی ہے نگرانی کرنے والے کو یہ دیکھنا ہوگا کہ رضوان بھٹی کو کون شخص گولیاں دے کر جاتا ہے اسکی گاڑی کا نمبر بھی نوٹ کرنا ہوگا"

"کیا گولیاں دینے والے کا تعاقب نہیں کیا جائے گا۔؟"

"فی الحال نہیں" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"یہ گولیوں کا کیا چکر ہے جناب عالی۔؟"

"فی الحال کسی قسم کا نشہ ہی تصور کر لو ابھی تفصیلات سامنے نہیں آسکی ہیں" عمران نے کہا۔ "لیکن اسکے خواص منشیات جیسے ہی ہیں"

"بہت بہتر جناب عالی"

"شمیلہ کے والد کی بھی اسی طرح نگرانی کروانی ہے" عمران نے کہا۔ "کوئی آدمی روزانہ ان دونوں کو نشے آور گولیاں فراہم کرتا ہے ممکن ہے وہ ایک آدھ دن نہ آئے مگر وہ آئے گا ضرور"

"ٹھیک ہے جناب عالی میں پوری طرح ہدایت دینے کے بعد ہی ان لوگوں کو روانہ کروں گی" جولیا کی آواز آئی۔

"راحیلہ کا قتل بتاتا ہے کہ یہ لوگ خاصے خطرناک ہیں" عمران نے کہا۔

لہٰذا جو بھی نگرانی کرے وہ مسلح بھی ہو اور ہر لمحے چوکنا بھی رہے۔"

"بہت بہتر" جولیا نے کہا۔

"اور......" عمران نے کچھ کہنا چاہا پھر خاموش ہو گیا۔

"اور کیا جناب عالی۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"فی الحال اتنا ہی کافی ہے" عمران نے کہا۔ "ان لوگوں کو روانہ کر دو میں خود ہی تم سے رپورٹ لے لونگا۔"

"بہت بہتر جناب عالی" جولیا کا جواب سن کر عمران نے رابطہ منقطع کیا پھر بلیک زیرو کی فریکوئنسی ملائی۔

"ایکسٹو ہیلو۔ ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز آئی۔

"ادھر بھی ایکسٹو ہی ہے" عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اوہ ہو جناب یہ آپ ہیں۔؟ بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"ہاں" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔

"کوئی حکم جناب۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں سنگ سنگ نائٹ کلب جا رہا ہوں۔"

"خیریت جناب عالی" بلیک زیرو نے حیرت سے کہا۔ "وہ تو بے حد بدنام اور خطرناک کلب ہے۔"

"اسی لئے تو تمہیں کال کر کے خبردار کر رہا ہوں۔"

"میں سمجھا نہیں جناب" بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"سنگ سنگ نائٹ کلب سے میری لاش اٹھوا لینا۔"

"کیا۔؟ بلیک زیرو کی آواز میں حیرت تھی۔

"ہاں البتہ اگر میرے لاش بننے سے پہلے وہاں پہونچ سکو تو پھر میک اپ زدہ چہرے کے ساتھ مجھ سے چھ فٹ دور رہنا۔"

"اوہ سمجھ گیا جناب عالی" بلیک زیرو کی آواز آئی اس مرتبہ اسکی آواز میں ہنسی بھی شامل تھی۔

"ہائیں" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔ "میرے مرنے کی خبر سن کر تم ہنس رہے ہو کالے صفر سمجھ لونگا تم سے۔ ہاں"

"اور کوئی حکم جناب۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"بس اتنا ہی کافی ہے" عمران نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا چند لمحے سوچتا رہا پھر اس طرح سر ہلایا جیسے کسی خیال سے متفق ہو گیا ہو۔

پندرہ بیس منٹ بعد وہ سنگ سنگ بار کی ایک میز پر بیٹھا احمقانہ انداز میں ہال کا جائزہ لے رہا تھا چہرے پر ماسک میک اپ تھا اس لئے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ علی عمران ہے پھر وہ اس وقت چونکا تھا جب اپنے قریب کسی کی موجودگی محسوس کی تھی اسنے بڑے احمقانہ انداز میں اسے دیکھا تھا۔

"یس سر" میز کے قریب کھڑے ویٹر نے پوچھا تھا۔

"بال بچے خیریت سے ہیں۔؟ عمران نے کھڑے ہو کر بڑے لہک کر پوچھا تھا۔

"جج... جی..." ویٹر کے چہرے پر حیرت ابھر آئی۔

"ہاں بھئی وہ ٹنو کیسا ہے ٹنو کو تو تم نے بتایا تھا کہ شاید بخار آ رہا ہے اور وہ چچہ... مم... میرا مطلب ہے شمسہ کو کھانسی تھی یہ سب اب کیسے ہیں۔؟"

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے جناب" ویٹر نے جلدی سے کہا اس کے چہرے پر عجیب و غریب قسم کے تاثرات تھے۔

"نہیں" عمران نے حیرت سے کہا۔ "تو کیا کل تم نے یہ سب نہیں بتایا تھا"

"جی نہیں" ویٹر نے نفی میں سر ہلایا۔

"اوہ۔ تو یہ تاج ہوٹل نہیں ہے۔؟" عمران پھر بولا۔

"جی نہیں یہ سنگ سنگ نائٹ کلب ہے"

"اوہ مائی باپ" دفعتاً عمران کے منہ سے نکلا اور وہ دھپ سے کرسی پر گر سا پڑا ساتھ ہی اس کا سر میز پر اوندھ گیا تھا۔

"صاحب... صاحب... ہوش کریں" ویٹر جلدی سے بولا۔ اس نے یہی سمجھا تھا کہ شاید وہ بیہوش ہو گیا ہے۔

"ہوش ہی میں ہوں بھائی" عمران سیدھا ہوتے ہوئے بولا آس پاس کی میزوں والے بڑی حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"کیا چکر آ گیا ہے جناب آپ کو۔؟" ویٹر نے پھر پوچھا۔

"چکر نہیں ڈکر آیا ہے" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"ڈکر....؟" ویٹر نے دہرایا۔ "یہ کیا ہوتا ہے۔؟"

"وہی ہوتا ہے جو ابھی مجھے ہوا ہے" عمران نے کہا۔ "تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا پیارے تم ایک کوک لے آؤ جلدی"

"ابھی لایا صاحب" ویٹر نے کہا اور حیرت زدہ سا آگے بڑھ گیا۔ اس کی زندگی میں آج تک ایسا کوئی گاہک نہیں آیا تھا۔ ویٹر دو منٹ کے اندر

کوک لے آیا تھا عمران نے اسے ایک دو سانسوں میں پیا پھر بولا۔

"اب ڈنر سرو کر دو۔ بھوک لگ رہی ہے"

"کیا پسند کیجئے گا۔؟" ویٹر نے پوچھا۔

"کیکڑے کا سوپ اور کاہی کی سلاد"

"جی۔؟" ویٹر کا چہرہ پھر حیرت کی آماجگاہ بن گیا تھا۔

"جلدی سے لے آؤ" عمران نے کہا۔

"یہ چیزیں ہمارے ہاں نہیں مل سکیں گی صاحب"

"اوہ تو پھر وہیل مچھلی کی کڈنی اور سلو فش کے پائے لے آؤ"

"یہ بھی نہیں ملیں گے سر"

"ہونہہ" عمران نے ہنکارہ بھرا پھر بولا۔ "بیگن کا بھرتہ اور چولائی کا ساگ اور جوار کی روٹی لے آؤ جلدی کرو"

"یہ بھی نہیں ہے صاحب" ویٹر نے کہا پھر مینو آگے کرتا ہوا بولا۔ "آپ اس میں سے پسند کر لیجئے کہ کیا کھائیے گا"

"اسے ہٹاؤ" عمران نے مینو ہٹا کر کہا۔ "اور جو تمہیں پسند ہو اس میں سے دو تین چیزیں لے آؤ"

"یس سر" ویٹر نے کہا اور جلدی سے کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران یہاں بلاوجہ نہیں آیا تھا راحیلہ کو گولی مارنے والے کا چہرہ اب تک اس کی آنکھوں میں پھر رہا تھا اور وہ چہرہ سنگ سنگ نائٹ کلب ہی کا ملازم تھا اور عمران اسی لئے یہاں آیا تھا کہ یہ دیکھ سکے کہ سنگ سنگ نائٹ کلب

والوں کا اس معاملے سے کیا تعلق ہے۔؟ کیا وہ گولیوں کے اس کاروبار میں ملوث ہیں یا انکی لاعلمی میں سب کچھ ہو رہا ہے۔

یہ بھی ممکن تھا کہ صرف قاتل ہی اس میں ملوث ہو اور باقی لوگوں کا اس میں کوئی ہاتھ نہ ہو۔

وہ سوچتا رہا اور وقت تیزی سے گزرتا رہا ویٹر نے اسکے لئے اسکی پسند کا ڈنر سرو کر دیا تھا اور وہ ڈنر کھاتے ہوئے بھی مطلوبہ چہرے کی تلاش میں چاروں طرف نگاہیں دوڑا رہا تھا۔ لیکن وہ چہرہ اُسے کہیں نظر نہیں آ رہا تھا ڈنر ختم کرکے وہ ہاتھ دھونے اٹھ گیا تھا۔

ہاتھ دھو کر واپس آتے ہوئے بھی وہ جائزہ لیتا رہا تھا مگر اُسے مطلوبہ فرد نظر نہیں آیا میز پر بیٹھ کر اسنے کافی کے لئے کہا اور سوچنے لگا کہ اس کا پتہ کس طرح لگایا جائے۔؟ ممکن ہے وہ ابھی یہاں نہ پہونچا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ یہاں کسی کمرے میں چھپا بیٹھا ہو۔

اسنے کاونٹر پر نگاہ ڈالی اسکے برابر سے بھی ایک راہداری اندر جا رہی تھی اور اس پر منیجر روم کی تختی لگی ہوئی تھی گویا اگر وہ منیجر کے کمرے میں جانا چاہتا تو نگاہوں میں ضرور آ جاتا مگر ..... جلد ہی اسکی یہ غلط فہمی دور ہو گئی ایک آدمی میز سے اٹھا تھا اور منیجر کے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا تھا اسے نہ کاونٹر والے نے ٹوکا نہ اسکی طرف دیکھا۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ کوئی بھی اس راہداری میں جا سکتا تھا۔

وہ کافی پیتے ہوئے منیجر روم والی راہداری کا جائزہ لیتا رہا اور یہ

دیکھ کر چونک پڑا کہ پندرہ منٹ کے عرصے میں بارہ آدمی اس راہداری میں گئے تھے راہداری چند قدم چلنے کے بعد گھوم گئی تھی اس لئے وہ یہ نہیں دیکھ سکا تھا کہ وہ لوگ کس کمرے میں گئے تھے ہو سکتا تھا کہ وہاں اور بھی کمرے ہوں۔

اور دفعتًا ایک خیال عمران کے ذہن میں اُبھرا۔ کہیں ایسا تو نہیں تھا کہ یہ سب لوگ وہی گولیاں لینے باری باری منیجر کے کمرے کی طرف جا رہے ہوں کہ جن کے بارے میں بتلاتے ہوئے راحیلہ ماری گئی تھی۔؟ یقینًا ایسا ہی تھا کچھ دیر سوچنے کے بعد عمران نے فیصلہ کیا تھا۔

کیونکہ اس دوران چھ سات آدمی اور اندر جا کر واپس آ چکے تھے۔

اسنے بل ادا کیا اور اس وقت تک اپنی جگہہ بیٹھا رہا جب تک ویٹر کچن میں نہ داخل ہو گیا اسکے کچن میں جاتے ہی وہ اٹھا اور منیجر روم والی راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا موڑ گھوم کر وہ رک گیا۔

دوسری جانب صرف ایک ہی دروازہ تھا اور اسکے بعد راہداری پھر گھوم گئی تھی وہ آگے بڑھا پھر چاہتا ہی تھا کہ کی ہول سے جھانک کر اندر کا جائزہ لے کہ قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ ٹھٹھک گیا پھر تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرا موڑ گھوم کر رک گیا۔

نہ رکتا تو جاتا کہاں۔؟ یہاں راہداری ایک دروازے پر ختم ہو گئی تھی مگر یہ اس کمرے کا دروازہ نہیں تھا جس کے اندر وہ جھانکنا چاہتا تھا یہ دوسرا دروازہ تھا البتہ مطلوبہ کمرے کی کھڑکی ادھر ضرور موجود تھی۔

اسنے کھڑکی کا ایک پٹ کھسکا کر درز پیدا کی اور اندر جھانکا دوسرے ہی

لمحہ اسکے لئے حیران کن تھا۔ اندر وہ قاتل موجود تھا اسکے ساتھ ہی سنگ بار کا منیجر بھی بیٹھا ہوا تھا اور انکے سامنے میز کے دوسری طرف ایک آدمی کھڑا نوٹ گن رہا تھا پھر اسنے نوٹ قاتل کی طرف بڑھا دیئے تھے۔

قاتل نے نوٹ منیجر کو دیئے اور میز کی دراز سے سیاہ رنگ کا ایک لفافہ نکال کر نوٹ دینے والے کو تھما دیا وہ لفافہ لے کر کمرے سے نکل گیا۔ لمحے بعد دوسرا آدمی کمرے میں موجود تھا۔

اسکے جانے کے کئی منٹ بعد تک جب کوئی نہیں آیا تو منیجر نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال لیا۔

پھر دونوں نے سگریٹیں سلگائیں اور دھیرے دھیرے کش لینے لگے عمران ان کا بغور جائزہ لے رہا تھا اسنے کھڑکی کا پٹ اتنا کھول لیا تھا کہ اگر وہ گفتگو کریں تو اسے سنائی دے سکے۔

"آج کل کیش کم آ رہا ہے" دفعتاً منیجر نے کہا۔

"کم" قاتل نے جسے عمران سالومن کے نام سے جانتا تھا بولا "عام دنوں کے مقابلے میں ایک ہفتے سے کیش زیادہ آ رہا ہے"

"مگر باس چاہتا ہے کہ کیش دگنا ہو جائے"

"ہو جائے گا" سالومن نے کہا۔ مگر اسکے لئے ترکیب کرنا پڑے گی"

"وہ کیا۔؟" منیجر نے پوچھا۔

"دو تین دن کے لئے سپلائی بند کرنا پڑے گی"

"نہیں" منیجر نے کہا۔ "یہ مناسب نہیں ہو گا"

"کیوں۔؟" سالومن نے پوچھا۔

"اس لئے کہ سپلائی ٹوٹنے پر کسٹمر اودھم مچا دیں گے اور باس کلب میں کسی قسم کی ہنگامہ آرائی کو ہرگز پسند نہیں کرے گا"

"سپلائی روکے بغیر قیمتیں نہیں بڑھائی جا سکتیں" سالومن نے کہا۔ "اور قیمتیں بڑھائے بغیر کیش دگنا نہیں ہو سکتا"

"سوچنا پڑے گا" منیجر نے کہا پھر بولا۔ "تم اس وقت راحیلہ کے بارے میں کچھ بتانے والے تھے کیا بات تھی۔؟"

"میں نے راحیلہ کو گولی مار دی ہے" سالومن نے کہا اور عمران نے منیجر کو چونکتے دیکھا لیکن اس کا یہ چونکنا سالومن کی بات پر نہیں تھا بلکہ وہ کھڑکی کی جانب دیکھ رہا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ اسنے عمران کو یا تو کھڑکی سے جھانکتے دیکھ لیا تھا یا پھر اسے کسی قسم کا شبہ ہو گیا تھا۔

پھر عمران نے منیجر کو سالومن سے کچھ کہتے دیکھا اسکے بعد منیجر اٹھا اور کھڑکی کی طرف آنے لگا عمران پیچھے ہٹ گیا پھر وہ دوسرے کمرے کی طرف بڑھا فی الحال اس دوسرے کمرے کے علاوہ اسکے پاس چھپنے کے لئے کوئی اور جگہ نہیں تھی مگر دوسرا دروازہ یا تو لاک تھا یا پھر اندر سے چٹخنی لگی ہوتی تھی۔

عمران نے دو تین مرتبہ کوشش کی کہ دروازہ کھل جائے مگر بے سود پھر وہ مڑا اور سکتے میں رہ گیا۔ سالومن اس سے صرف تین فٹ کے فاصلے پر کھڑا ہوا تھا اور اسکے ہاتھ میں دبے ہوئے ریوالور کی نال کا رخ عمران کے سینے کی طرف تھا اور ہونٹوں پر بڑی خونخوار مسکراہٹ۔

عمران کے پورے جسم میں سنسنی سی دوڑتی چلی گئی سالومن کی انگلی آہستہ آہستہ حرکت کر رہی تھی اور ٹریگر پر اسکا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ عمران کے ماتھے پر پسینہ سا پھوٹ نکلا موت اس سے صرف چند قدموں کے فاصلے پر سالومن کی شکل میں کھڑی تھی۔

خاور جاوید کاظمی کی کوٹھی کے سامنے ٹھیک اس وقت پہونچا تھا جب ایک سیاہ کار اسکے گیٹ میں داخل ہو رہی تھی اسنے اپنی گاڑی خاصی دور ایک جگہ روکی اور اتر کر جاوید کاظمی کی کوٹھی کی طرف آ گیا۔ گیٹ بند ہو چکا تھا۔ خاور نے چاروں طرف دیکھا پھر گیٹ سے اندر جھانکنے لگا۔

سیاہ کار پورچ میں رک چکی تھی اور اس کی ڈرائیونگ سیٹ سے ایک آدمی اتر رہا تھا پھر اسنے اگلا دروازہ بند کر کے عقبی نشست کا دروازہ کھول کر ایک بریف کیس نکالا اور برامدے کی طرف بڑھ گیا۔ خاور نے اندر کا جائزہ لیا اور گیٹ پر چڑھنے لگا۔

اسے چوکیدار نما ٹائپ کی کوئی چیز نظر نہیں آئی تھی مگر یہ اس کی بھول تھی وہ جیسے ہی گیٹ سے اندر اترا بری طرح چونک پڑا۔

"اے خدائی خوار تو کون اے" عقب سے ایک کرخت آواز

سنائی دی تھی وہ آواز کی جانب مڑا۔ چوکیدار دیوار کے سہارے رکھے اسٹول پر بیٹھا اسے گھور رہا تھا چونکہ وہ بالکل دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا اس لئے وہ اسے نظر ہی نہیں آیا تھا لیکن اب۔" خاور نے سوچا کہ بری طرح پھنس کر رہ گیا ہے چوکیدار کے ہاتھ میں رائفل تھی۔

اور نال کا رخ خاور ہی کی جانب تھا جبکہ خاور اس سے الجھے بغیر اندر جانا چاہتا تھا دفعتاً اسے سوجھ گئی۔

"بول کون اے تو۔" چوکیدار پھر اپنے مخصوص لہجے میں بولا۔

"تیرا باپ" خاور غرایا اور اچانک بجلی کی طرح اچھلا اور فلائنگ کک چوکیدار کو دے ماری۔ دونوں لاتیں ہتھوڑے کی طرح چوکیدار کے منہ پر پڑی تھیں دوسرے ہی لمحے وہ اچھلا اور اڑتا ہوا دیوار سے ٹکرایا اور نیچے گر کر، ساکت ہو گیا وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

خاور تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھا برآمدے تک پہونچنے سے پہلے اسنے سیاہ گاڑی کے نمبر ذہن نشین کئے تھے ساتھ ہی یہ بات بھی کہ سیاہ گاڑی کا اگلا بمپر ٹیڑھا ہو چکا ہے شاید گاڑی کہیں ٹکرائی تھی۔ برآمدے میں پہونچ کر وہ محتاط ہو گیا۔

اب وہ ایک ایک کمرہ دیکھتا ہوا چل رہا تھا پھر تیسرے کمرے کے دروازے سے اندر جھانکتے ہی وہ چونک پڑا۔ اسی کمرے میں سیاہ گاڑی سے اترنے والا موجود تھا اور اسکے سامنے مشہور صنعتکار جاوید کاظمی بیٹھا ہوا تھا اور کچھ کہہ رہا تھا۔

خاور نے دروازے میں ذرا سی درز پیدا کی اب وہ انکے درمیان ہونے والی
گفتگو سن سکتا تھا۔ سیاہ کار والا کہہ رہا تھا۔

"اسے اچھی طرح سمجھا دو۔"

"مگر میری بیٹی نے کیا کیا ہے۔؟" جاوید کاظمی کہہ رہا تھا۔

"یہ پوچھو کیا نہیں کیا۔" سیاہ کار والا غرایا۔

"کچھ معلوم تو ہو۔؟" جاوید کاظمی نے کہا۔

"اسے اپنی اور تمہاری موت کا سامان کر دیا تھا۔"

"میں تمہارا مطلب بالکل نہیں سمجھا۔" جاوید کاظمی نے کہا۔ جو کچھ کہنا ہے
وہ کھل کر کہو تاکہ میں سمجھ سکوں۔"

"وہ محکمہ خفیہ کے کیپٹن کے ساتھ بیٹھی ہوتی تھی۔"

"کون۔؟" جاوید کاظمی نے کہا۔ شمیلہ۔؟"

"ہاں شمیلہ اور راحیلہ دونوں تھیں اور وہ کیپٹن فیاض کے سامنے الٹی
سیدھی بکواس کر رہی تھیں۔"

"کیسی بکواس۔؟" جاوید کاظمی غرایا تم خود الٹی سیدھی باتیں کر رہے
ہو مسٹر ایسی بات کرو جو میں سمجھ سکوں۔"

"وہ دونوں کیپٹن فیاض کو تمہارے اور رضوان کھٹی کے بارے میں
بتا رہی تھیں۔" سیاہ کار والے نے کہا۔

"وہ کیا۔؟" جاوید کاظمی نے پوچھا۔

"یہی کہ ان گولیوں کی خاطر تم نے ساری دولت تباہ کر دی ہے اور اب

جائیداد کو برباد کرنے کے درپے ہو۔"

"اسنے یہ کہا ہے۔" جاوید کاظمی غرایا میری بیٹی شمیلہ نے کہا ہے۔؟"

"ہاں شمیلہ اور راحیلہ دونوں یہی باتیں کیپٹن فیاض سے کر رہی تھیں۔"
سیاہ کار والے نے کہا۔

"یہ جھوٹ ہے۔" جاوید کاظمی نے کہا۔ اسے اس بارے میں کچھ بھی نہیں
معلوم وہ میری اس عادت کے بارے میں ذرہ بھر نہیں جانتی۔"

"یہ تمہاری غلط فہمی ہے جاوید کاظمی۔" سیاہ کار والا بولا۔ وہ نہ
صرف تمہارے ان گولیوں کے استعمال سے واقف ہے بلکہ اسکے خلاف کیپٹن
فیاض سے مدد بھی مانگ رہی تھی۔ کیا سمجھے۔"

"کیسی مدد۔؟" جاوید کاظمی نے پوچھا۔

"یہی کہ وہ تمہیں ان گولیوں سے نجات دلا دے اور تمہیں جیل کی آہنی
سلاخوں کے پیچھے پہنچا دے۔" سیاہ کار والا بولا۔

"ہو تو تم لوگ اسی قابل۔" جاوید کاظمی نے کہا۔

"کیا۔؟ سیاہ کار والا غرایا۔ کیا اپنی اور اپنی بیٹی کی زندگی تمہیں
اب عزیز نہیں رہی مسٹر جاوید کاظمی۔"

"ہے اسی لئے تو میں کچھ نہیں کرتا۔"

"تم کر بھی کیا سکتے ہو۔؟" سیاہ کار والا غرایا۔ اگر تم نے ذرا سی بھی غلط
حرکت کی تو گولیوں کی سپلائی بند کر دی جائے گی اور مجھے معلوم ہے کہ تم ان
کے بغیر چوبیس گھنٹے بھی نہیں گذار سکتے۔"

"کیا یہی بکواس کرتے جاؤ گے ۔؟ جاوید کاظمی غرایا۔

"میں یہ باتیں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اگر باس کے کانوں تک یہ پہنچ
گئیں تو تم دونوں کے لئے بہت بُرا ہو گا۔"

"ہونہہ" وہ غرایا۔ "تمہارے باس کی حیثیت کیا ہے چند ہزار روپے
مسٹر جاوید کاظمی زیادہ غلط فہمی میں مبتلا مت ہو اور نہ ہی یہ
سمجھو کہ ہر چیز کا حل صرف پیسہ ہے۔"

"کیا مطلب ۔؟" جاوید کاظمی نے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ باس کے بارے میں تم ابھی کچھ بھی نہیں جانتے۔"

"اب تم یہ کہو گے کہ میں نے باس کو دیکھا بھی نہیں ہے" جاوید کاظمی
نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "وہ ایک زمانے میں میرا کلاس فیلو رہا ہے۔"

"بس یہی غلط فہمی ہے تمہاری۔ سیاہ کار والا بولا۔ "جو تمہارا
کلاس فیلو تھا وہ کالا سایہ کا ایک معمولی کارکن ہے۔"

"کالا سایہ" جاوید کاظمی چونکا۔

"ہاں کالا سایہ جو ہم سب کا باس ہے" سیاہ کار والے نے کہا۔ "اب
اگر چاہو تو کالے سائے کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہو تاکہ تمہیں
پتہ ہو جاتے کہ باس کیا ہے۔"

"ان سب باتوں سے تمہارا کیا مقصد ہے ۔؟"

"یہی کہ تم اپنی بیٹی کو قابو میں رکھو ایسا نہ ہو کہ وہ بھی راحیلہ کی
طرح سے ٹھکانے لگا دی جائے۔"

"کیا۔؟ جاوید کاظمی چونکا۔ تم نے راحیلہ کو قتل کر دیا ہے -؟

"ہاں اور وہ اس لئے کہ وہ کالے سائے کے سلسلے میں کیپٹن فیاض کو کچھ
بتانا چاہتی تھی باس نے اسکی زبان بند کر دی۔"

"یہ تم لوگوں نے کیا کیا احمقوں وہ بہت اچھی بچی تھی۔"

" اپنی اچھی بچی کو قابو میں رکھو ایسا نہ ہو کہ ایک دن تمہیں اسکے لئے بھی
یہی الفاظ ادا کرنے پڑیں اور تمہاری سپلائی بھی بند ہو جاتے اور تم پاگل کتے
کی طرح سے کالا سایہ کو تلاش کرتے پھرو۔

"کتے تم خود ہو" جاوید کاظمی غرایا۔

"ٹھیک ہے میں کتا ہوں" سیاہ کار والا بریف کیس اٹھاتے ہوئے بولا۔
اور دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ جاوید کاظمی بول پڑا۔

"میری گولیوں کا پیکٹ تو دیتے جاؤ۔"

" کتوں سے کچھ مانگا نہیں کرتے ورنہ وہ کاٹ کھاتے ہیں" سیاہ
کار والا طنزیہ لہجے میں بولا۔

"بُرا مان گئے" دفعتاً جاوید کاظمی کا لہجہ نرم ہو گیا۔

"نہیں نرم مت پڑو کتا کہو مجھے" سیاہ کار والا غرایا۔ "ہم کتے ہیں
اب ہم سے اس طرح بات ....."

"بس" جاوید کاظمی بات کاٹ کر بولا۔ "مجھ سے غلطی ہوتی ہے معاف
کر دو میں شمیلہ کو بھی سمجھا دوں گا۔"

"آ گئے راہ راست پر ۔؟ وہ غرایا۔

"اب پیکٹ دے دو۔" جاوید کاظمی اسکا جملہ نظر انداز کرتے ہوئے بولا
"کتا کون ہے۔؟" سیاہ کار والا غرایا۔
"میں کتا ہوں۔" جاوید کاظمی نے کہا۔ اب تو غصہ تھوک دو۔"
"آئندہ خیال رکھنا۔" سیاہ کار والے نے کہا اور بریف کیس کھول کر ایک پلاسٹک بیگ نکال لیا۔ یہ بیگ ایسا ہی تھا جیسے اکثر لوگ چابیاں رکھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔"

"لاؤ۔" جاوید کاظمی نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ سیاہ کار والا نفی میں سر ہلانے لگا پھر بولا۔

"جس کام کے لئے تم سے کہا گیا تھا وہ ہوا۔؟"

"ہاں۔" جاوید کاظمی نے کہا اور ایک لفافہ سیاہ کار والے کی جانب بڑھا دیا جسے لینے کے بعد اسنے کھول کر دیکھا اور مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے بیگ جاوید کاظمی کی طرف بڑھا دیا۔ جاوید کاظمی نے بیگ اسطرح سے جھپٹا تھا کہ جیسے ذرا بھی سستی دکھائی تو وہ غائب ہو جائے گا۔"

"اوہ۔ خدا۔" جاوید کاظمی نے بیگ لینے کے بعد لمبا سا سانس لیتے ہوئے کہا پھر بے تابی سے بیگ کھول کر دیکھنے لگا۔

"شمیلہ کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس پر عمل کرنا ورنہ تم دونوں ہی کالے سائے کے عتاب کا شکار ہو جاؤ گے۔"

"میں اسے سمجھا دونگا۔" جاوید کاظمی نے کہا اور سیاہ کار والا بریف کیس سنبھال کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ خاور اسکے باہر آنے سے پہلے مڑا

اور بڑی تیزی سے برآمدے میں نکل آیا پھر دوڑتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھا اور گیٹ چوپٹ کھول کر وہ اپنی گاڑی کی طرف دوڑنے لگا۔ گاڑی میں بیٹھنے کے بعد اسنے اطمینان کا سانس لیا تھا۔

چند لمحے بعد جاوید کاظمی کی کوٹھی سے سیاہ کار برآمد ہوئی اور ایک طرف مڑ کر دوڑنے لگی خاور نے اپنی گاڑی آگے بڑھائی اور سیاہ کار کے تعاقب میں ڈال دی پھر رسٹ واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور ایکسٹو کو کال کرنے لگا۔

"ایکسٹو۔ ہیلو۔" رابطہ فوراً ہی ملا اور ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز سنائی دی لہجے میں سختی تھی۔

"اٹ از خاور چیف۔" خاور نے جلدی سے کہا۔

"ہاں کیا بات ہے۔؟" ایکسٹو نے پوچھا۔

"رپورٹ۔" خاور نے کہا۔ میں آپ کے حکم کے مطابق جاوید کاظمی کی کوٹھی ٹھیک اس وقت پہنچا تھا کہ جب ایک سیاہ کار کوٹھی میں داخل ہو رہی تھی۔

"آگے کہو۔" غراہٹ بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میں نے اندر جا کر جس کمرے میں وہ لوگ باتیں کر رہے تھے وہاں انکی گفتگو سنی وہ سیاہ کار والا کسی کالے سائے کا ایجنٹ تھا۔"

"کالا سایہ۔؟" ایکسٹو کی آواز آئی۔

"یس چیف۔" خاور نے کہا اور سیاہ کار والے اور جاوید کاظمی کے درمیان ہونے والی ساری گفتگو دوہراتا چلا گیا۔

"تو یہ بات ہے۔" ایکسٹو کی آواز آئی۔ "کالا سایہ انکا باس ہے۔"

"جی ہاں جناب وہ یہی کہہ رہا تھا۔"

"اس لفافے میں کوئی رقم تھی جو جاوید کاظمی نے سیاہ کار والے کو دیا ہے"

"جی نہیں" خاور نے کہا۔ لفافہ پیلا سا تھا میرا جہاں تک خیال ہے اس میں کسی بڑی رقم کا چیک رکھا ہوا تھا۔"

"ہونہہ" ایکسٹو کی غراہٹ ابھری۔

"اب میں سیاہ کار کا تعاقب کر رہا ہوں جناب" خاور نے کہا پھر سیاہ کار کے نمبر بتاتے ہوئے کہا۔ آپ یہ نمبر نوٹ کر لیں۔"

"ٹھیک ہے" ایکسٹو کی آواز آئی۔ اسکے ٹھکانے سے واقف ہوتے ہی مجھے مطلع کرنا اور وہاں بے حد چوکنا رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ لوگ خطرناک ہی نہیں درندہ صفت قاتل بھی معلوم ہوتے ہیں۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے جناب عالی" خاور نے کہا۔ اور میں پوری طرح مسلح بھی ہوں اور چوکنا بھی۔"

"او۔ کے" ایکسٹو کی آواز کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔ خاور نے رسٹ واچ پہلی جیسی حالت میں کی اور نگاہ آگے دوڑنے والی سیاہ کار پر جما دیں پھر اچانک اسے خیال آیا کہ اسنے ہیڈ لیمپس نہیں جلائے۔ اگر اسٹریٹ لائیٹ کی روشنی میں انہوں نے اسکی کار دیکھی ہو گی تو۔؟

تو وہ چوکنا ہو گیا ہو گا سمجھ گیا ہو گا کہ وہ اسکا تعاقب کر رہا ہے پھر۔؟ لائٹ جلائے یا نہیں۔؟ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر یہی فیصلہ کیا کہ لائٹ بجھی ہی رہنے دینا زیادہ بہتر ہے۔

اس وقت وہ اسٹریٹ بیالیس کا چوراہا عبور کر رہا تھا سیاہ کار آگے بڑھ چکی تھی یہ جگہ کچھ زیادہ ہی سنسان تھی کیونکہ یہاں ابھی مکانات بن رہے تھے اور آبادی بھی زیادہ نہیں تھی۔ چوراہا عبور کر کے وہ دو ڈھائی فرلانگ ہی آگے بڑھا تھا کہ بری طرح سے چونک پڑا۔

عقب سے بڑی تیز لائٹ اسکی گاڑی پر پڑی تھی اسنے چونک کر مڑ کر دیکھا ایک بھاری ٹرک جو سڑک کے کنارے بلکہ کچے میں کھڑا ہوا تھا اب اسکے عقب میں آ رہا تھا اور تیز روشنی اسکے اوپر لگی ہوئی سرچ لائٹ سے خارج ہو رہی تھی خاور نے سامنے دیکھا اور ایک بار پھر چونک پڑا۔

بڑی تیزی سے اسنے گاڑی کے بریک لگاتے ہوئے دروازہ کھول کر باہر کی جانب چھلانگ لگائی تھی۔ کیونکہ ادھر بھی ایک بڑا ٹرک سڑک پر آڑا کھڑا ہوا تھا اور اسکی گاڑی سڑک کے اتنے قریب پہنچ گئی تھی کہ بریک لگانے کے باوجود وہ تصادم کو نہیں روک سکتا تھا۔

اسکے زمین پر گرتے ہی ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور اسکی گاڑی ٹرک سے ٹکرا گئی دوسرے ہی لمحے شعلے بھڑکے اور اسکی کار ٹرک سمیت دھڑا دھڑ جلنے لگی خاور زمین پر گرنے کے بعد اٹھا نہیں تھا بلکہ لڑھکتا ہوا ٹرک سے دور ہوتا چلا گیا تھا پھر وہ جھاڑیوں کے پاس رکا تھا۔

اٹھنے بھی نہیں پایا تھا کہ کسی سب مشین گن کی گرج ابھری اور گولیاں اسکے سر سے دو فٹ دور سے گزرتی چلی گئیں۔ وہ پھرتی سے اٹھا اور ایک ہی جست میں جھاڑیوں کے دوسری طرف جا رہا۔

سب مشین گن پھر گرجی تھی مگر وہ اس سے پہلے ہی زمین سے چپک چکا تھا پھر اسنے پھرتی سے ریوالور نکالا اور کسی سانپ ہی کی طرح آگے کی جانب رینگنے لگا وہ نہیں چاہتا تھا کہ سب مشین گن والا اسے آسانی سے مار لے اور ایسا اسی وقت ممکن تھا کہ جب وہ یہ جگہ چھوڑ دیتا۔

سب مشین گن سے پھر شعلے نکلے مگر اب خاور اس جگہ سے کافی دور نکل آیا تھا کہ جہاں جست لگا کر وہ گرا تھا۔ شعلوں کی چمک سے وہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ سب مشین گن والا کہاں ہے مگر وہ اس پر فائر کر کے انھیں اپنی پوزیشن سے آگاہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اسکی گاڑی اور ٹرک دھڑا دھڑ جل رہے تھے وہ ایک جگہ رکا اور سب مشین گن والے کا نشانہ لے کر انتظار کرنے لگا۔ اسے یقین تھا کہ چند لمحوں میں پٹرول ٹینک پھٹنے والے ہیں۔ اسکی کار اور ٹرک کے پٹرول ٹینک پھٹنے کا دھماکہ خاصہ تندر دار ہوتا اور وہ اسی موقعے کا منتظر تھا۔

دفعتاً پے در پے دو دھماکے ہوئے اور ٹرک اور کار کے چیتھڑے دور تک بکھرتے چلے گئے اور اسی لمحے خاور کے ریوالور سے شعلہ نکلا اور ایک لمحے بعد ہی ایک کریہہ چیخ ابھری اور خاور کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی خونخوار مسکراہٹ۔ وہ پھر آگے کی جانب رینگنے لگا اب وہ سڑک کے دوسری جانب جانا چاہتا تھا۔

کافی دور نکل آنے کے بعد بھی اسے سڑک کے دوسری طرف جانے کا موقعہ نہیں ملا تھا کیونکہ آگے جلتے ہوئے ٹرک سے کچھ فاصلے پر وہی سیاہ کار کھڑی تھی جس کا وہ تعاقب کرتا ہوا ادھر آیا تھا۔

وہ چند لمحے سوچتا رہا لگاہیں سیاہ کار والے پر جمی ہوئی تھیں پھر جیسے ہی سیاہ کار والا کار چھوڑ کر جلتے ہوئے ٹرک کی طرف بڑھا وہ بڑی تیزی سے کسی، پھرتیلے سانپ کی طرح کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیاہ کار والے کا رخ اب بھی جلتے ہوئے ٹرک اور کار کے ڈھانچے کی طرف تھا۔

شعلوں کی روشنی کے پیش منظر میں وہ اسے بخوبی نظر آرہا تھا۔ کار کے پاس پہونچ کر خاور نے عقبی سیٹ کا دروازہ کھولا اور نصف دھڑ سے اندر گھس کر عقبی سیٹ پائیدان اور عقبی شیشے کے ساتھ والی جگہ دیکھی پھر کچھ نہ ملنے پر اسنے دروازہ بے آواز بند کر دیا۔

ایک نگاہ سیاہ کار والے کو دیکھا پھر اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر گھسا اور دوسرے ہی لمحے اسکا دل مسرت سے اچھل پڑا۔ بریف کیس سیٹ پر موجود تھا اسنے بڑی تیزی سے ذرا سا اٹھ کر ڈیش بورڈ کھول کر اندر ہاتھ ڈال کے ٹٹولا۔

دوسرے ہی لمحے کچھ کاغذات اسکے ہاتھ میں تھے اسنے کاغذات جیب میں ٹھونسے اور ڈیش بورڈ بند کر کے بریف کیس سنبھالا اور کار سے اتر آیا پھر دروازہ بند کر کے وہ مڑا اور چونک پڑا۔ سیاہ کار والا اسکی طرف آرہا تھا وہ پھرتی سے آگے کی جانب رینگنے لگا۔

اسے توی امید تھی کہ سیاہ کار والا اسے نہ دیکھ سکا ہوگا۔ کیونکہ وہ کار کی طرف آتے ہوئے بھی بار بار مڑ کر شعلوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ خاور کچے میں جھاڑیوں کے پاس پہونچ کر رک گیا۔

مگر صرف ایک لمحے کے لئے دوسرے ہی لمحے وہ اٹھا اور جھک کر تیزی سے آگے کی جانب دوڑنے لگا۔ یہ سوچے بغیر کہ اگر کسی ابھرے ہوئے پتھر سے ٹھوکر لگی تو اسکا کیا حشر ہوگا یا یہ کہ کوئی گہرا گڑھا سامنے آگیا تو۔ بغیر کسی دشواری کے وہ تحت الثریٰ کی سیر کرتا ہوا نظر آئے گا۔

اسکے ذہن میں صرف یہی ایک خیال تھا کہ وہ جلد از جلد اتنی دور نکل جائے کہ سیاہ کار والا اور اسکے ساتھی اسے تلاش نہ کرسکیں۔ کیونکہ بریف کیس کی کار میں عدم موجودگی کا احساس ہوتے ہی وہ پاگل کتوں کی طرح اسے تلاش کرنے کے لئے دوڑ پڑتے۔

اور وہ اس سے پہلے ہی کسی محفوظ جگہہ پہونچ جانا چاہتا تھا۔ وہ دوڑتا رہا دوڑتا رہا۔۔۔ اب وہ جھک کر نہیں بلکہ سیدھا ہوکر دوڑ رہا تھا پوری قوت سے لحہ بہ لحہ وہ ان سے دور ہوتا جا رہا تھا۔ مگر۔ ؟ کیا واقعی وہ ان سے بچ نکلا تھا کیا وہ کالا سائے کو چوٹ دے چکا تھا۔ ؟

/

صفدر رضوان بھٹی کی کوٹھی پہونچا تو وہاں سناٹا چھایا ہوا تھا گیٹ بند ضرور تھا مگر جیسے ہی صفدر کا ہاتھ لگا ایک پٹ اندر کی جانب دب گیا اور صفدر کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں۔

”کیا میں دیر سے پہونچا ہوں۔ ؟ اسکے ذہن میں ایک سوال ابھرا تھا وہ چند لمحے گیٹ پر کھڑا سوچتا رہا پھر آہستہ سے گیٹ کا خلا بڑھایا اور اندر داخل ہوکر گیٹ بند کر دیا پھر بے آواز اسکا کھٹکا بھی لگا دیا تھا پورچ تاریک تھا اور برآمدے میں جلنے والی روشنی وہاں تک نہیں پہونچ پا رہی تھی۔

صفدر پودوں کی آڑ لیتا ہوا برآمدے تک پہونچ گیا پورچ میں ایک کار موجود تھی اسنے کار کا نمبر برآمدے سے آنے والی مدھم روشنی میں ذہن نشین کیا پھر برآمدے میں چڑھ گیا اب اسکے ہاتھ میں خاموش ریوالور موجود تھا اور وہ بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔

لیکن اتنا محتاط ہونے کے باوجود وہ یہ نہیں دیکھ سکا کہ راہداری کے ایک کمرے سے باہر آنے والا سیاہ پوش اسے دیکھتے ہی دوبارہ کمرے میں جا گھسا ہے وہ آہستہ آہستہ اسی کمرے کی طرف بڑھتا رہا پھر قریب پہونچ کر رک گیا اس کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

جس میں سیاہ پوش گھسا تھا سامنے ہی دروازے کی سیدھ میں ایک بوڑھے آدمی کی لاش پڑی ہوتی تھی گولی کہاں لگی تھی اسکا اندازہ وہ نہیں لگا سکا تھا کیونکہ لاش کا چہرہ اور سینہ خون میں لتھڑا ہوا تھا اور وہ کروٹ کے بل پڑا ہوا تھا۔

صفدر چند لمحے کمرے کے اندر سے کسی آہٹ کو سننے کی کوشش کرتا رہا پھر بڑے محتاط انداز میں اندر داخل ہوگیا۔ دروازے سے ایک ہی قدم آگے بڑھا تھا کہ کسی نے اسے دھکا دیا۔

وہ بری طرح لڑکھڑایا تھا اگر محتاط اور چوکنا نہ ہوتا تو یقیناً اوندھے منہ فرش پر جا گرتا۔ لیکن چوکنا ہونے کی وجہ سے صرف لڑکھڑا کر رہ گیا تھا پھر ایک سکینڈ اسے سنبھلنے میں لگا تھا سنبھلتے ہی وہ مڑا۔ اسنے سیاہ پوش کی جھلک دیکھی جو دروازے سے باہر نکل رہا تھا۔

وہ ایک ہی جست میں دروازے کے باہر تھا سیاہ پوش دروازے سے آگے بڑھ گیا تھا مگر دوسری ہی جست میں وہ سیاہ پوش پر جا گرا اور وہ دونوں تلے اوپر ڈھیر ہو گئے۔ نہ صرف سیاہ پوش بلکہ صفدر کے ہاتھ سے بھی ریوالور نکل کر جانے کہاں جا گرے تھے۔

وہ دونوں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے۔ لاتیں گھونسے تھپڑ ایکدوسرے پر پڑ رہے تھے صفدر کی کوشش تھی کہ وہ اسکا چہرہ دیکھ ڈالے اسکے لئے وہ بار بار سیاہ پوش کے نقاب کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا مگر ناکامی ہی اسکے حصّے میں آ رہی تھی اسکی ہر کوشش سیاہ پوش ناکام بنا رہا تھا۔

دفعتاً سیاہ پوش کا گھونسہ صفدر کے منہ پر پڑا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ سنبھل ہی رہا تھا کہ دوسرا گھونسہ شانے پر لگا اور صفدر کراہتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا ٹھیک اسی لمحے سیاہ پوش نے صفدر کے پیٹ میں گھونسہ مارنا چاہا تھا مگر۔

مگر صفدر نے پھرتی سے ٹانگ آگے کر دی اور سیاہ پوش کے منہ سے چیخ نکل گئی کیونکہ وہ پوری قوت سے گھونسہ مارنے کے چکر میں صفدر کی اٹھی ہوئی ٹانگ سے ٹکرا گیا تھا ضرب پیٹ کے نچلے حصّے پر لگی تھی۔

اور یہ ضرب ایسی ہی تھی کہ سیاہ پوش کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی تھی بس صفدر کو سنبھلنے کے لئے چند ہی لمحے درکار تھے اور وہ اس ضرب کے بعد اسے مل گئے۔ دوسرے ہی لمحے وہ سیاہ پوش پر ٹوٹ پڑا۔ پے در پے گھونسے وہ سیاہ پوش پر برسا رہا تھا دفعتاً سیاہ پوش کا پیر پھسلا اور وہ فرش پر گر پڑا۔

گرتے ہی اسنے دو تین قلابازیاں کھائیں اور تیزی سے اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا اسکی جانب نگاہ ڈالتے ہی صفدر چونک پڑا۔ اسکا ریوالور سیاہ پوش کی گرفت میں تھا اور وہ اسے خونخوار نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

"اب تمہیں مرنا پڑے گا خبیث کی اولاد" سیاہ پوش غرایا تھا۔

"اور میں تمہیں رضوان بھٹی کے قتل کے جرم میں جیل کی ہوا کھلاؤنگا"

صفدر جواباً غرایا تھا اور وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا پھر بولا۔

"ریوالور میرے ہاتھ میں ہے اور یک یکتم کر رہے ہو۔؟

"تہیں یک یکتم کر لو گولی میں چلا لونگا" ... صفدر نے بڑے خلوص سے کہا۔

"شٹ اپ" سیاہ پوش غرایا۔ بتاؤ تم کون ہو۔؟

"تمہیں کیا نظر آ رہا ہوں۔؟

"وقت گزارنا چاہتے ہو۔؟ وہ غرایا۔ اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا"

"اچھا" صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور وہ اس لئے کہ جیسے ہی کوئی آہٹ سنونگا تمہیں گولی مار دونگا"

سیاہ پوش نے کہا۔ ریوالور پر سائلنسر موجود ہے لہذا کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوگی کہ کیا ہوا ہے"

"اچھا" صفدر نے کہا۔ "تو میں ڈر گیا اب۔؟"

"ڈر کے بچے بتا کون ہے تو۔؟" سیاہ پوش غرایا۔

"اگر تم یہ بتا دو کہ تم نے رضوان بھٹی کو کیوں قتل کیا ہے تو میں تمہیں اپنے بارے میں سب کچھ بتلا دونگا"

"اچھا۔ تو سنو" سیاہ پوش نے کہا۔ "وہ ہمارے آڑے آرہا تھا اس لئے اسکی زبان بند کرنے کی خاطر اسے ٹھکانے لگانا پڑا"

"آڑے کیوں آرہا تھا۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"بس" وہ غرایا۔ "اب بتاؤ تم کون ہو۔؟"

"ایک آدمی" صفدر نے کہا۔ لہجہ تاؤ دلانے والا تھا۔

"پولیس سے تعلق ہے تمہارا۔؟"

"جس سے چاہو سمجھ لو" صفدر نے لاپرواہی سے کہا۔

"رضوان بھٹی سے کیا تعلق ہے۔؟"

"وہی جو ایک دوست کا دوسرے سے ہو سکتا ہے"

"تم اسکے دوست ہرگز نہیں ہو سکتے"

"وہ کیوں مائی ڈیئر۔؟"

"اس لئے کہ اسکے دوستوں کے بارے میں مجھے سب معلوم ہے"

"پھر میں کون ہو سکتا ہوں۔؟"

"پولیس" سیاہ پوش نے کہا۔ "تمہارا تعلق پولیس ہی سے ہو سکتا ہے ممکن ہے تمہیں کیپٹن فیاض نے بھیجا ہو"

"جب تمہیں اتنا معلوم ہے تو مجھ سے کیوں پوچھ رہے تھے۔؟"

"تو تم فیاض کے محکمے کے آدمی ہو۔؟" وہ صفدر کا جملہ نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔ "اسنے تمہیں یہاں نگرانی کرنے کے لئے بھیجا تھا۔؟"

"نہیں" صفدر نے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر۔؟" سیاہ پوش نے پوچھا۔

"میں یہاں خود ہی آیا تھا ایک کام تھا رضوان بھٹی سے"

"وہ کیا۔؟" سیاہ پوش نے پوچھا۔

"تمہارے بتانے کا نہیں ہے" صفدر نے کہا۔

"اوہ" سیاہ پوش کے منہ سے نکلا۔ "بتانا نہیں چاہتے۔؟"

"بتا بھی دوں تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا"

"وہ کیوں۔؟" سیاہ پوش نے پوچھا۔

"اس لئے کہ میں اس سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا"

"کس بارے میں۔؟" سیاہ پوش نے پوچھا۔

"راز کی بات ہے" صفدر نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"میں بتاتے دیتا ہوں" سیاہ پوش نے کہا۔ "تم یہاں راحیلہ کے قتل کے سلسلے میں آتے تھے اور رضوان بھٹی سے اس آدمی کے بارے میں پوچھنا چاہتے تھے جو اسے گولیاں سپلائی کرتا ہے کیوں ٹھیک ہے نا۔؟ یا اس سے بھی انکار کردوگے۔؟"

"چلو مان لیا کہ یہی بات ہے تو۔؟"

"تو یہ کہ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

"کس جرم میں میرے کانے پردہ پوش۔"

"کالا سایہ کی راہ میں آنے والوں کو موت کے گھاٹ اترنا پڑتا ہے اور تم بھی کالا سایہ کے لئے رکاوٹ بننا چاہ رہے تھے۔"

"اوہ کالا سایہ" صفدر نے دوہرایا۔ "یہ ہے کیا بلا۔؟"

"بلا ہی ہے" سیاہ پوش غرایا۔ "اگر تم زندہ رہتے تو نائٹ کلبوں کے مالکان ملازم اور دوسرے لوگوں سے اس بارے میں معلومات حاصل کر سکتے تھے مگر اب تم ایسا نہیں کر پاؤ گے۔"

"وہ کیوں۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"میں تمہیں گولی مار رہا ہوں" وہ غرا کر بولا۔

"چلو مار بھی دو" صفدر نے کہا۔ "مجھے ابھی بہت کام کرنے ہیں چلو کرو فائر اور مار ڈالو مجھے دیر کس بات کی ہے۔؟"

"کیا تم مذاق سمجھ رہے ہو۔؟"

"نہیں سچ سمجھ رہا ہوں مگر تم گولی کیوں نہیں مار رہے۔؟"

"مرنا ہی چاہتے ہو تو مرو" سیاہ پوش نے کہا اور ریوالور والا ہاتھ آگے کر کے نال صفدر کی طرف کی اور ٹریگر دبا دیا لیکن دوسرے ہی لمحے اس کی نگاہ بے ساختہ ریوالور پر چلی گئی کیونکہ نہ ٹریگر دبا تھا اور نہ ہی گولی چل سکی تھی۔

"اوہ" سیاہ پوش کے منہ سے نکلا وہ صفدر کے ریوالور کو گھور رہا

تھا جس کا سیفٹی کیچ ابھی تک لگا ہوا تھا اسے سیفٹی کیچ ہٹانا ہی چاہا تھا کہ دو لاتیں وزنی ہتھوڑوں کی طرح اسکے منہ پر پڑیں تھیں اور وہ اچھل کر دور جا گرا تھا ریوالور بھی ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

صفدر کی طرف سے غافل ہونا اسکی سب سے بڑی غلطی تھی پھر صفدر اس غلطی سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتا۔؟ اسنے فوراً ہی سیاہ پوش کو ایک زوردار فلائنگ کک ماری تھی۔ پھر سیاہ پوش اٹھ بھی نہیں پایا تھا کہ صفدر کی لات اسکی پسلیوں میں لگی۔

اور اس کے منہ سے کراہ نکل گئی۔ بس پھر صفدر نے اسے اٹھنے یا سنبھلنے کا موقع نہیں دیا تھا وہ اس وقت تک اسکی مرمت کرتا رہا جب تک کہ اسنے ہاتھ پیر نہ چھوڑ دیئے۔

"ہاں اب بولو تم کون ہو۔؟" صفدر غرایا تھا۔

"تم بہت برا کر رہے ہو" سیاہ پوش صفدر کی بات کا جواب دیئے بغیر بولا۔ "اس کے لئے تمہیں بھگتنا ہوگا"

"بھگت لونگا" صفدر غرایا۔ "تم کون ہو یہ بتاؤ اور یہ بھی کہ تم نے رضوان کو کیوں قتل کیا ہے۔؟"

"اگر تمہیں فیاض نے بھیجا ہے تو تم کو سب کچھ معلوم ہونا چاہیے۔"

"فرض کر لو کہ مجھے فیاض نے نہیں بھیجا۔"

"نہیں" وہ سر ہلا کر بولا۔ "تمہیں کسی نے بھی بھیجا ہو تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ مجھے جانے دو ورنہ۔"

"ورنہ کیا۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"کالا سایہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"کالا سایہ ہے کون یہ بھی بتادو۔"

"وہ جس سے سب کانپتے ہیں۔"

"مگر تم تو مجھے کانپتے ہوئے دکھائی نہیں دے رہے۔"

"مذاق مت سمجھو۔" سیاہ پوش نے کہا۔

"مذاق نہیں کر رہا۔" صفدر غرایا۔ "تم ایک لاش کے ساتھ یہاں موجود ہو اور قتل کے الزام میں دھرے جا سکتے ہو۔"

"اچھا۔" اسنے حقارت سے کہا۔

"ہونہہ۔" صفدر اسے گھورتا رہا پھر بولا۔ "کیا تم بغیر تشدد کے اپنے اور کالے سائے کے بارے میں نہیں بتاؤ گے۔"

"تشدد کون کرے گا مجھ پر تم۔؟" وہ حقارت سے بولا۔

"کچھ زیادہ ہی جیالے لگ رہے ہو۔"

"ابھی تو تمہارا قیدی ہوں۔"

"قیدی۔" صفدر ہنسا پھر پوری قوت سے گھونسہ اسکے منہ پر دے مارا اور بولا۔ "بتاؤ کالا سایہ کون ہے۔؟"

"تمہارا باپ۔" سیاہ پوش کراہ کر بولا۔

"کیا۔" صفدر غرایا اور پے در پے کئی گھونسے سیاہ پوش کے منہ پر جڑ دیئے۔ سیاہ پوش کے منہ سے کراہیں نکلنے لگی تھیں۔

"بولو کالا سایہ کون ہے۔؟ بولو۔" صفدر نے اسے جھنجھوڑا۔

"کوئی نہیں ... نہیں۔" وہ کراہ کر نشے کی سی کیفیت میں بولا۔

"ہونہہ۔" صفدر غرایا اور پھر اسکے گلے میں رومال ڈالا اور کستے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔ "میں رومال اس وقت تک کستا رہونگا جب تک تم سب کچھ بتانے کے لئے تیار نہیں ہو جاتے۔"

"مم... میں نہیں ... اوہ اوپ۔" اس کا سانس گھٹ سا گیا۔

"بولو کالا سایہ کون ہے کہاں ہے۔؟" صفدر غرایا۔

"مم ... بار ... نگ ..." اسکے منہ سے بے معنی جملے نکلے تھے۔

"بتاؤ کالا سایہ کون ہے کہاں ملے گا۔؟" صفدر نے رومال ڈھیلا کرتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔

"شیانگ بتائے گا۔" اسکے منہ سے نکلا پھر ایسا لگا جیسے اسنے کوئی چیز نگلی ہو اور دوسرے ہی لمحے اس کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔

"خودکشی۔" صفدر کے منہ سے نکلا تھا وہ اس کے اوپر سے ہٹ آیا اور کمرے کا جائزہ لینے لگا دفعتاً وہ چونکا۔

دروازے کے پاس دیوار سے لگا ہوا ایک بریف کیس رکھا ہوا تھا سیاہ رنگ کا بریف کیس صفدر اسے دیکھتا رہا پھر آگے بڑھا اور بریف کیس اٹھا کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

بریف کیس یقیناً سیاہ پوش ہی کا ہوگا اور وہ اسے دیوار کے پاس رکھنے کے بعد ہی صفدر سے بھڑا ہوگا۔

صفدر چند لمحے الٹ پلٹ کر بریف کیس دیکھتا رہا پھر اسنے بریف کیس کو کھول لیا بریف کیس کے اندر نگاہ ڈالتے ہی وہ چونکا تھا۔ بریف کیس کے اندر چھوٹے بیگ رکھے ہوئے تھے اور ربربینڈ سے بندھی بڑے چھوٹے نوٹوں کی کئی گڈیاں رکھی ہوئی تھیں دو تین لفافے بھی تھے۔

صفدر نے ایک لفافے کو کھول کر دیکھا اسکے اندر بڑی رقم کا ایک بیرر چیک تھا چیک پر کسی کا نام نہیں تھا سیلف تھا وہ۔ صفدر نے بریف کیس بند کیا ایک نگاہ رضوان بھٹی کی لاش پر ڈالی پھر سیاہ پوش پر جھک گیا سب سے پہلے اسنے سیاہ پوش کی نقاب الگ کی تھی۔

وہ اسکے لئے انجانا چہرہ تھا صفدر چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر اسکے لباس کی تلاشی لینے لگا مگر اسے اس کے لباس سے سوائے کرنسی کے اور کوئی چیز نہیں ملی۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا چند لمحے سوچتا رہا پھر جیب سے اسپائی کیمرہ نکالا اور اسکے دو کلوز اپ لئے کیمرہ جیب میں رکھا اور بریف کیس اٹھا کر کمرے سے نکل آیا۔

بڑے محتاط انداز میں وہ برآمدے کو طے کرتا ہوا کوٹھی سے باہر آیا تھا اب وہ اس طرف بڑھ رہا تھا جس طرف اسنے اپنی کار چھوڑی تھی لیکن کار کے قریب پہونچ کر وہ ٹھٹھک گیا پھر پھرتی سے ایک کوٹھی کی دیوار سے چپک گیا کیونکہ اسنے اپنی گاڑی کے پاس ایک سایہ دیکھا تھا۔

وہ سایہ گھوم کر گاڑی کے دوسری جانب چلا گیا۔ صفدر اسی جگہہ ساکت ہو گیا اب وہ سوچ رہا تھا کہ کار کے قریب منڈھلانے والا کون ہے؟ کیا وہ سیاہ پوش کا ساتھی ہے۔؟

اگر نہیں تو پھر کون ہے۔؟ وہ ایک دو قدم آگے بڑھا اور دو کوٹھیوں کے درمیان موجود ڈھائی تین فٹ کی پتلی سی گذرگاہ میں داخل ہو کر دیوار سے چپک گیا اب وہ یہاں سے اپنی گاڑی پر نگاہ رکھ سکتا تھا۔ سایہ دوبارہ نظر نہیں آیا تھا نجانے وہ گاڑی میں ہی چھپ گیا تھا یا دوسری طرف سے نکل گیا تھا۔

چند منٹ تک صفدر اسی جگہہ کھڑا رہا پھر وہ اپنی جگہہ سے نکل کر آگے بڑھنا ہی چاہتا تھا کہ چونک پڑا۔ بائیں سمت کی ایک گلی سے دو آدمی برآمد ہوئے تھے وہ دائیں بائیں دیکھتے ہوئے چل رہے تھے پھر اسکی گاڑی پر نگاہ پڑتے ہی وہ اسی کی طرف بڑھتے چلے گئے تھے۔

پھر گاڑی کے قریب پہونچ کر انھوں نے محتاط انداز میں ارد گرد کا جائزہ لیا اور جیب سے کچھ نکالنے لگے۔ اسکے ساتھی نے دوسرے سے کچھ کہا تھا مگر وہ نفی میں سر ہلاتا ہوا گاڑی کے دروازے پر جھک گیا۔ ایک لمحے بعد ہی وہ سیدھا ہوا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر اسٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔

"کار چور" صفدر کے ذہن میں بڑی تیزی سے ابھرا تھا وہ دونوں یقیناً کار چور تھے اور اسکی کار چوری کر رہے تھے۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتا گاڑی کا انجن جاگا اور وہ حرکت میں آگئی اس کا رخ صفدر کی مخالف سمت تھا وہ بے بسی سے اپنی گاڑی کو چوری ہوتے دیکھتا رہا۔

چور اسکی گاڑی بڑی دیدہ دلیری اور صفائی سے چرا کر لے جا رہے تھے وہ اب دو ڈھائی فرلانگ دور نکل چکے تھے صفدر ساکت اپنی جگہہ کھڑا اپنی گاڑی

کو گھور رہا تھا دفعتاً ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور صفدر کی آنکھوں کے سامنے ا
گاڑی کے ٹکڑے اڑ گئے۔ فضا میں جلتے ہوئے کار کے ٹکڑے دور تک بکھرتے چلے
تھے اور بچا کچا ڈھانچہ آگ کے شعلوں میں لپٹا ہوا تھا۔ پھر آس پاس کے بنگ
کی کھڑکیاں دھڑا دھڑ کھلتی چلی گئیں۔

صفدر نے آخری نگاہ اپنی کار کے جلتے ہوئے ڈھانچے پر ڈالی او
اسی تپلی سی گزر گاہ میں آگے بڑھتا چلا گیا۔

/

"کون ہو تم۔؟" سالومن غرایا تھا۔

"گگ... گاہک۔" عمران کے منہ سے نکلا فوری طور پر اسکے ذہن میں
ایک بہانہ آیا تھا اور یہ تھا بھی بروقت۔

"گاہک ہو تو یہاں کیا کر رہے تھے۔؟"

"دروازہ کھولنے کی کوشش۔" عمران نے کہا۔

"کیوں۔؟" سالومن غرایا۔

"مجھ سے کہا گیا تھا کہ ایک دروازہ چھوڑ کر دوسرے دروازے کو کھ
اندر چلا جاؤں اور گولیاں خرید کر واپس آجاؤں۔"

"کس نے کہا تھا۔؟" سالومن خونخوار لہجے میں بولا۔

"میرے ایک دوست نے۔" عمران نے بظاہر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کون ہے وہ دوست۔؟" سالومن اسے گھورتا ہوا بولا اور ٹھیک اسی
لمحے منیجر شیانگ بھی سالومن کے پاس آ پہونچا۔

"سالومن کون ہے یہ۔؟" شیانگ نے پوچھا۔

"کہتا ہے گاہک ہوں۔" سالومن نے بتایا۔

"یہاں کیا کر رہا تھا۔؟" شیانگ غرایا جواباً سالومن نے عمران کا دوست
والا جملہ دوہرا دیا تھا۔

"ہونہہ۔" شیانگ ہنکارہ بھر کر عمران کو گھورنے لگا پھر بولا۔ اس سے
غلطی ہو گئی ہے اسے کمرے میں لے چلو اور گولیاں دے دو۔"

"کیا۔؟" سالومن غرا کر شیانگ کی طرف مڑا۔

"ہاں لے آؤ اسے۔" شیانگ نے کہا اور مڑ گیا۔

"چلو منیجر صاحب نے تم پر رحم کھایا ہے۔" سالومن ریوالور کی نال سے
عمران کو اشارہ کرتا ہوا غرا کر بولا۔

"چچ چلو مگر۔" عمران گھگھیا کر رہ گیا۔

"مگر کیا۔؟" سالومن نے پوچھا۔

"کیا اس دروازے کے اندر گگ... گولیاں...."

"اس دروازے کے اندر موت ہے۔" سالومن بات کاٹ کر بولا۔
تمہیں تمہارے دوست نے غلط بتایا ہے سمجھے۔"

"بس... بس... سمجھ گیا۔" عمران نے سر ہلایا۔

"سمجھ گئے ہو تو چلو" سالومن غرایا۔

"آ... آ چھا..." عمران نے کہا اور سہمے ہوئے انداز میں آگے بڑھنے لگا پھر وہ اسی کمرے میں پہونچے تھے کہ جس میں بیٹھ کر وہ گولیاں فروخت کرتے تھے اس وقت منیجر ریسیور کان سے لگا رہا تھا۔

"ہیلو ٹونی" شیانگ کہہ رہا تھا۔ اب کسی گاہک کو ادھر مت آنے دو میں ذرا ایک شکار کے ساتھ مصروف ہوں۔ ہاں... ٹھیک۔"

کہنے کے ساتھ ہی اسنے ریسیور رکھ دیا۔ عمران خونقوں کی طرح ان دونوں کو دیکھ رہا تھا پھر اسنے جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ سالومن نے ریوالور کی نال اسکی کنپٹی سے لگا دی اور بولا۔

"ہاتھ باہر نکالو ورنہ گولی مار دونگا"

"پپ... پپ... پیسے نکال رہا تھا" عمران ہکلا کر بولا۔

"پیسے..." شیانگ ہنسا۔ ابھی تم بہت کچھ نکالو گے"

"گک... کیا مطلب۔؟" عمران نے کہا لہجے میں احمقانہ پن کی جھلک تھی

"مطلب کے بچے اب بتا تو کون ہے۔؟" سالومن غرایا۔

"گگ... گاہک۔ ہوں" عمران رو دینے والے لہجے میں بولا۔ گگ... گولیاں لینے یہاں آیا تھا"

"کس قسم کی گولیاں۔؟" سالومن نے کہا۔ ریوالور کی گولیاں۔؟

"نن... نہیں" عمران نے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر۔؟" سالومن غرا کر بولا۔

"ہی... ہی... ہیروئین چھو... چھو... چھڑاؤ گولیاں" عمران نے ہکلا ہکلا کر بمشکل تمام جملہ ادا کیا تھا۔

"تو تم ہیروئین پیتے ہو۔ کیوں۔؟" شیانگ غرایا۔

"ہاں۔" عمران نے کہا۔ مم... مگر نہیں میں نہیں پیتا"

"کیا مطلب۔؟" سالومن غرایا۔

"پپ پہلے پیتا تھا" عمران نے کہا۔ مم... میرے دوست نے مجھے گولیاں دیں تو انکے کھانے سے ہیروئین کی طلب ختم ہو گئی"

"کتنی گولیاں پہلے کھائی تھیں۔؟"

"چھ... چھ گولیاں" عمران نے سر ہلایا اور سالومن نے معنی خیز انداز میں شیانگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"اسنے چھ گولیاں کھائی تھیں اور چھ گولیاں کھا کر ہیروئین چھوڑ بیٹھا واہ رے میرے شیر بہادر۔ واہ"

"دیکھو" شیانگ نے کہا۔ ہم لوگ آدمی کو قتل کر کے کھانا بنانے اور روٹیاں تیار کرنے والی بھٹی میں ڈال دیتے ہیں..."

"کک... کیا مطلب۔؟" عمران سہم جانے کی اداکاری کرتا ہوا لرزیدہ لہجے میں بولا۔ چہرہ بھی پیلا نظر آ رہا تھا۔

"مطلب یہ کہ بعض دفعہ زندہ آدمی کو بھی بھٹی میں جھونک دیا جاتا ہے" شیانگ نے سرد لہجے میں کہا۔

"کک... کس لئے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"اس لئے کہ جو ہم سے جھوٹ بولتا ہے اسکا ہم یہی حشر کرتے ہیں۔"

"جھوٹ۔" عمران نے تھوک نگلا۔

"ہاں جھوٹ۔" سالومن غرایا۔ "اور تم اس وقت سب سے زیادہ جھوٹ بول رہے ہو۔ ہمیں گدھا سمجھ رہے ہو۔"

"مم... میں سس... سچ کہہ رہا ہوں۔"

"اچھا۔" شیانگ نے کہا پھر سالومن سے بولا۔ "یہ ایسے نہیں مانے گا اسکی مرمت شروع کر دو اگر مر جائے تو بھٹی میں پھینک دینا۔"

"ٹھیک ہے۔" سالومن نے کہا پھر پیچھے ہٹ کر دروازے کی ٹسکنی لگائی اور ریوالور جیب میں ڈال کر عمران کی طرف بڑھا۔

عمران اپنی جگہ کھڑا اس طرح کپکپا رہا تھا جیسے لرزہ سے بخار چڑھ آیا ہو یا اسنے شیر کو دیکھ لیا ہو۔

"ارے۔" سالومن ہنسا۔ "تمہاری تو ابھی سے سٹی گم ہو رہی ہے۔"

"بھبھ... بھائی صاحب۔" عمران نے کہا۔ "مجھ پر یقین کریں میں بالکل سچ سچ کہہ رہا ہوں کہ گولیاں لینے آیا تھا۔"

"یقین کر لیا اسی لئے تمہاری خاطر کی جارہی ہے۔" شیانگ نے کہا اور سالومن کو اشارہ کیا۔ سالومن نے سر ہلایا اور اچانک عمران کے جبڑے پر گھونسہ دے مارا۔ مگر نہیں دے کہاں مارا۔؟

عمران گھونسے کے حرکت میں آتے ہی پھرتی سے جھک کر اسکی بغل سے نکل کر اسکے عقب میں پہونچ گیا تھا۔

اور اب بھی تھر تھر کانپ رہا تھا ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں اور ماتھے پر سے پسینہ اس طرح بہہ رہا تھا جیسے پانی ٹپک رہا ہو۔ سالومن جھلا کر مڑا اور لات گھما کر عمران کو مارنا چاہی مگر عمران نے نہ صرف اسکا وار خالی دیا تھا بلکہ اسکی لات پکڑ کر گھما بھی دی تھی۔

دوسرے ہی لمحے سالومن لڑکھڑا کر میز سے ٹکرایا اور میز سمیت فرش پر گرتا چلا گیا اسکے منہ سے غراہٹیں نکل رہی تھیں۔

"بھبھ... بھائی صاحب... چچ... چوٹ تو نہیں لگی۔" عمران سالومن کی طرف منہ کر کے احمقانہ انداز میں بولا۔

جواباً سالومن کے منہ سے ایک گندی سی گالی نکلی تھی پھر وہ اٹھا اور سنبھلتے ہی عمران پر جھپٹا تھا۔

"ارے... ارے... بھبھ بھائی صاحب... کک... کیا ہو گیا ہے آ... آپ کو... بچاؤ... بچاؤ..." عمران ڈرے ڈرے لہجے میں بولا۔ یہ اور بات ہے کہ سالومن کا وار اس دفعہ بھی اسنے خالی جانے دیا تھا اور اسکے ساتھ ہی اسکی لات شیانگ کے اس ہاتھ پر پڑی تھی جس میں اس نے ریوالور سنبھال رکھا تھا عمران کو دوسری طرف متوجہ پا کر اسنے ریوالور نکالا تھا۔

مگر عمران کی لات نے اسے گولی چلانے کا موقعہ نہیں دیا تھا وہ ہاتھ دبائے عمران کو گالیاں دینے لگا۔

"آہ۔" عمران نے ہلکی سی آہ بھرتے ہوئے کہا۔ "میں دوغلے چینیوں کا بھی احترام کرتا ہوں مگر اس وقت مجبوری ہے۔"

"مجبوری کی" شیانگ نے ایک گندی سی گالی بکی تھی ۔
"ارے ... تم تو پڑھے لکھے ہو" عمران نے اسے ٹوکا ۔ جواباً پڑھے لکھے کی ماں بہن ایک ہونے لگی تھی ۔ سالومن بڑھ بڑھ کر وار کر رہا تھا مگر اسے یہ حسرت ہی رہ گئی کہ وہ عمران کو ایک ہاتھ بھی مار سکتا ۔ کئی مرتبہ شیانگ نے بھی عمران کو مار لینا چاہا تھا مگر ۔ ؟
ہر بار وہ عمران کی ٹھوکر کھا کر دور جا پڑا تھا ۔ عمران کی دونوں آنکھیں گردش میں تھیں اور ان دونوں کی کوئی حرکت اس سے چھپی ہوئی نہیں تھی دفعتاً شیانگ نے ہاتھ سے سالومن کو اشارہ کیا ۔
"رک جاؤ سالومن" شیانگ نے کہا تھا ۔
"کیوں ۔ ؟" سالومن غرایا ۔ "میں اسکی چٹنی بناؤں گا"
"رہنے دو" شیانگ نے کہا ۔ پھر عمران سے بولا ۔ "نوجوان تم کون ہو اور یہاں کس مقصد سے آئے ہو ۔ ؟"
"اپنا حصہ مانگنے" عمران نے پینترا بدلا ۔
"حصہ ... ؟ کیسا حصہ ۔ ؟" شیانگ حیرت سے بولا ۔
"ہر کالے کاروبار میں میرا حصہ ہوتا ہے" عمران نے کہا ۔
"ہو کون اپنا تعارف تو کرا دو" شیانگ نے کہا ۔
"کیا اب بھی تعارف کروانا باقی ہے ۔ ؟" عمران نے ہانپتے اور خون تھوکتے ہوئے سالومن کو گھورتے ہوئے پوچھا ۔
"نام جانے بغیر مجھے کیا پتہ ہوگا کہ تم کون ہو اور تمہیں حصہ دیا جائے

یا تمہاری ہڈیاں پسلیاں برابر کر دی جائیں"
"اچھا ابھی دم خم باقی ہے" عمران غرایا ۔
"تم کیا سمجھتے ہو ۔ ؟" شیانگ نے کہا ۔ "سالومن تمہیں قابو میں نہیں کر سکتا ۔ ؟"
"پھر دیر کس بات کی ہے ۔ ؟" عمران نے کہا ۔
"ابھی تک وہ تمہیں کھلا رہا تھا" شیانگ نے کہا ۔ "اب اگر تم نے اپنا نام اور یہاں آنے کا مقصد صحیح نہیں بتایا تو تمہارے ہاتھ پیر توڑ ڈالے گا اور تم ساری زندگی کے لئے اپاہج ہو جاؤ گے"
"اچھا" عمران نے تاؤ دلانے والے لہجے میں کہا ۔ "سالومن سے کہو کہ وہ میرے ہاتھ پیر توڑ ڈالے کیونکہ میں نے آج تک کوئی اپاہج نہیں دیکھا"
"تم مذاق سمجھ رہے ہو ۔ ؟"
"نہیں" عمران نے کہا ۔ "میں سنجیدہ ہوں مائی ڈیئر"
"تو پھر بتاؤ تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو ۔ ؟"
"اس کالے دھندے سے اپنا حصہ وصول کرنے"
"شاید تمہیں نہیں پتہ کہ اس دھندے کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے ۔ ؟" شیانگ نے کہا ۔ "اسی لئے بڑھ بڑھ کر بول رہے ہو"
"کسی کا بھی ہاتھ ہو" عمران غرایا ۔ "مجھے حصہ چاہیے ہے"
"پہلے نام تو سن لو کہ یہ کس کا مال ہے کون اس دھندے کے پیچھے ہمیں سپورٹ کر رہا ہے" شیانگ نے کہا ۔
"تم بضد ہو تو بتا دو مگر ۔ ؟"

"مگر کیا۔؟" شیانگ نے پوچھا
"تمہیں حصہ ہر حال میں دینا پڑے گا۔"
"اچھا" وہ ہنسا پھر بولا۔ "اس دھندے کا باس کالا سایہ ہے کیا سمجھے۔ کالا سایہ نام سنا ہے نا۔؟"
"سایہ کالا ہو یا پیلا" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "مجھے ہر حال میں حصہ چاہیے ہے ورنہ تم یہ کاروبار چلا نہیں سکو گے"
"پولیس کو خبر کرنا چاہتے ہو تو کر دو ہمیں پرواہ نہیں ہے۔"
"جانتا ہوں" عمران غرایا۔ "اسی لئے پولیس سے مدد نہیں لیا کرتا بلکہ جہاں سے حصہ نہ ملے اس جگہ کو تباہ کر دیا کرتا ہوں"
"تباہ۔" شیانگ ہنسا۔ "شاید تم اس شہر میں نئے آئے ہو۔؟"
"پندرہ سال سے یہاں ہوں"
"جھوٹ بول رہے ہو" شیانگ غرایا۔
"مجھے جھوٹ بولنے کی ضرورت کبھی نہیں پڑی مسٹر شیانگ" عمران غرایا۔ "اور نہ ہی جھوٹ بولنے والوں کو پسند کرتا ہوں"
"تب پھر تم نے کالا سایہ کا نام کیوں نہیں سنا۔؟"
"کون ہے یہ۔؟" عمران غرا کر بولا۔
"ہمارا باس" شیانگ نے کہا۔ "اس کاروبار کا مالک"
"تو کالا سایہ ہے تمہارا باس۔؟" عمران نے دوہرایا۔
"ہاں نہ صرف ہمارا بلکہ شہر میں اس کے درجنوں سیل پوائنٹ ہیں

جہاں یہ دھندا ہوتا ہے اور وہ ان سب کی تنہا نگرانی کرتا ہے"
"وہ کہاں ملے گا۔؟" عمران غرایا۔
"کوئی نہیں جانتا" شیانگ نے کہا اور پھر اسنے اپنی دانست میں عمران کی لاعلمی میں سالومن کو اشارہ کیا تھا۔ سالومن بڑی پھرتی سے عمران پر جھپٹا تھا اسنے کوشش کی تھی کہ ہاتھ میں پکڑا ہوا چاقو عمران کے سینے میں پیوست ہو جائے مگر وہ علی عمران تھا۔
علی عمران جس کی آنکھیں اپنے دشمنوں کا ہر طرح سے احاطہ کئے رہتی ہیں وہ تو اسی وقت سے سالومن کی طرف سے چوکنا تھا کہ جب اسنے چاقو نکال کر کھولا تھا حالانکہ چاقو کھلنے کی ذرا بھر بھی آواز نہیں ہوئی تھی اور وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ عمران اسکی طرف سے غافل ہے۔
سالومن کے جھپٹتے ہی اسنے بڑی تیزی سے اسکا ہاتھ پکڑا تھا اور اس طرح گھما کر چھوڑا تھا کہ وہ اڑتا ہوا سا شیانگ سے جا ٹکرایا تھا کمرے میں شیانگ کی کراہ ابھری تھی کیونکہ سالومن کے ہاتھ میں دبا ہوا چاقو شیانگ کے بازو میں اترتا چلا گیا تھا۔
وہ خون آلود چاقو سنبھالے مڑا اور آہستہ آہستہ عمران کی جانب بڑھنے لگا ہونٹوں پر بڑی خونخوار مسکراہٹ تھی۔
"اب کتے کی طرح ذبح کر دونگا" وہ غرایا۔
"ضرور۔ ضرور" عمران نے کہا۔ "مگر خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ اس بار چاقو تمہارے ہی سینے میں نہ گھس جائے"

"پوہ" سالومن نے حقارت سے ایک جانب تھوکا اور بجلی کی طرح سے عمران پر جھپٹا۔ اسنے فلائنگ کک لگائی تھی۔

مگر عمران نہ صرف اسکی فلائنگ کک سے بچا تھا بلکہ اسنے اپنی جگہ سے جست لگائی اور شیانگ پر جا گرا جو فون کا ریسیور الگ رکھ کر نمبر ڈائل کر رہا تھا عمران کے ٹکراتے ہی وہ دوسری جانب گرا اور ساتھ ہی انسٹرومنٹ بڑے زور سے اچھل کر دیوار سے ٹکرایا۔

اور اسکے ٹکڑے کمرے میں پھیلتے چلے گئے۔ دوسرے ہی لمحے وہ ان دونوں کی مرمت کر رہا تھا لاتیں گھونسے ان پر برس رہے تھے اور وہ کتوں کی طرح سے بلبلاتے ہوئے عمران سے لپٹ پڑنے کی کوشش کرتے کرتے ادھ مرے ہو گئے اور ہاتھ پیر ڈال دیئے۔

"اب بتاؤ" عمران غرایا۔

"کک... کیا" شیانگ کراہ کر بولا۔

"سالومن نے کس کے حکم پر راحیلہ کو قتل کیا ہے۔"

"کک... کالا سایہ کے حکم پر" شیانگ نے کراہتے ہوئے کہا۔

"کالا سایہ اصل میں کون ہے۔"

"مجھے نہیں معلوم۔" شیانگ نے سر ہلایا۔

"میں تمہاری ہڈیوں سے گوشت الگ کر دونگا۔" عمران نے غرا کر کہا۔ "ورنہ بتاؤ کالا سایہ کون ہے۔"

"مجھے نہیں معلوم" شیانگ نے کہا۔

"تم اس سے رابطہ کیسے قائم کرتے ہو۔" عمران غرایا۔

"وہ ہم سے خود رابطہ قائم کرتا ہے" شیانگ نے کہا۔

"ہونہہ" عمران غرایا اور آگے بڑھ کر فرش پر سے سالومن کا چاقو اٹھایا اور اسے شیانگ کی ناک کے پاس لے جا کر بولا۔ "صحیح جواب دو گے یا میں تمہاری ناک کاٹ لوں۔"

"صحیح جواب" شیانگ نے تھوک نگلا۔ عمران کو یہی محسوس ہوا تھا کہ جیسے شیانگ نے تھوک نگلا ہو مگر نہیں اسنے تو کوئی اور چیز نگلی تھی کیونکہ ایک لمحے بعد ہی اسکے جسم کو جھٹکا لگا اور وہ ساکت ہو گیا عمران سالومن کی طرف مڑا مگر وہ بھی فرش پر ساکت پڑا ہوا تھا۔

دانش منزل کی مخصوص گاڑی طوفان کی سی تیزی سے شہر سے باہر جانے والی سڑک پر دوڑ رہی تھی اور اس کے اسٹیرنگ پر بلیک زیرو ہاتھ رکھے نگاہ سامنے سنسان سڑک پر جمائے بیٹھا ہوا تھا۔ گاڑی جس تیزی سے فاصلہ نگل رہی تھی اسی تیزی سے بلیک زیرو سوچ رہا تھا۔

طاہر نے ایک گھنٹے قبل اطلاع دی تھی کہ وہ جاوید کاظمی کی کوٹھی پہونچ گیا تھا اور وہاں اسنے ایک سیاہ کار والے کو دیکھا تھا۔

پھر وہ اس سیاہ کار والے کے تعاقب میں روانہ ہو گیا تھا کیونکہ جس قسم کی گفتگو اس نے جاوید کاظمی سے کی تھی اس کا تقاضہ یہی تھا کہ وہ اس کا تعاقب کرتا اور اس نے یہی کیا تھا ٹرانسمیٹر پر ہی اس نے خاور کو سیاہ کار والے کی رہائش گاہ کے معلوم ہوتے ہی اطلاع دینے کے لئے کہا تھا۔ مگر۔۔؟

مگر دس منٹ پہلے خاور نے اطلاع دی تھی کہ وہ سیاہ کار والا شہر سے باہر نکل آیا تھا اور اسے گھیرنے کی کوشش کی تھی اور وہ کسی طرح سے نہ صرف بچ نکلا تھا بلکہ اس نے سیاہ کار والے کی گاڑی سے بریف کیس اور ڈیش بورڈ سے کچھ کاغذات بھی غائب کر دیئے تھے مگر اب وہ خطرے میں تھا۔

وہ لوگ مختلف سمتوں سے اسے گھیر رہے تھے اور وہ اکیلا ان لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ عقب میں آنے والے ٹرک میں درجنوں آدمی تھے اور اب وہ اس جگہ کو گھیرے میں لئے ہوئے تھے جہاں خاور پناہ گزین تھا جس ٹرک سے اس کی گاڑی ٹکرائی تھی اس میں بھی کچھ لوگ تھے۔

لہذا اس نے خاور کو چوکنا رہنے اور اپنے آپ کو بچائے رکھنے کی ہدایت دی اور اپنے آنے کی اطلاع دے کر رابطہ منقطع کیا اور فوراً ہی مخصوص گاڑی لے کر روانہ ہو گیا تھا اب وہ اس جگہ کے قریب ہوتا جا رہا تھا جہاں خاور کی گاڑی ٹرک سے ٹکرا کر آگ بن گئی تھی۔

میل بھر دور ہی سے اس نے شعلے اٹھتے دیکھ لئے تھے۔ گاڑیوں میں ابھی تک آگ لگی ہوئی تھی بلیک زیرو اپنی گاڑی جلتی ہوئی گاڑیوں کے اتنے قریب لے گیا کہ اس کی گاڑی شعلوں کی روشنی کی زد میں نہ آسکے۔

اور یہ فاصلہ جلتی ہوئی گاڑیوں ہی سے نہیں عقب میں کھڑے ہوئے ٹرک سے بھی خاصہ تھا اس نے گاڑی کچے میں اتار دی کچے میں ڈھلوان تھی اگر بلیک زیرو کی آنکھوں پر رات میں دیکھنے والا چشمہ نہ ہوتا تو وہ گاڑی سمیت ہی گہری ڈھلوان لڑھک کر کھیتوں میں جا گرتا۔

گاڑی ڈھلوان کے کنارے گھنی جھاڑیوں میں روک کر وہ اترا پھر عقبی سیٹ اٹھا کر اس نے ایک بیلٹ نکال کر گردن سے گذار کر شانے پر لٹکائی پھر دوسری بیلٹ کمر سے باندھی ایک چوڑے منہ کا ریوالور جیب میں رکھا اور سب مشین گن سنبھال کر سیٹ برابر کر دی۔

پھر گاڑی لاک کی اور کچے میں جھاڑیوں کی آڑ لیتا ہوا آگے بڑھنے لگا لمحہ بہ لمحہ وہ جلتی ہوئی گاڑیوں کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ ٹرک کے پاس بھی کوئی نہیں ملا اور نہ ہی جلتی ہوئی گاڑیوں کے پاس۔ ارد گرد کسی قسم کی آواز بھی نہیں تھی مکمل طور پر سناٹا تھا۔

سناٹا ان معنوں میں تھا کہ نہ کوئی گاڑی گرج رہی تھی نہ مشین گن نہ ریوالور سے فائر ہو رہے تھے اور نہ ہی کسی اور گن سے ورنہ جنگلی کیڑوں کی آوازیں تو بہت تیز سنائی دے رہی تھیں وہ ایک جگہ جھاڑیوں کی آڑ میں ایک بڑے پتھر سے ٹیک لگا کر رک گیا۔ پھر ٹرانسمیٹر نکال کر آن کیا تھا۔

"ہیلو خاور۔ ہیلو" اس نے خاور سے رابطہ قائم کرتے ہوئے کہا۔

"یس چیف" فوراً ہی خاور کی آواز آئی تھی۔

"محفوظ ہو۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"سردست محفوظ ہوں" خاور کی آواز آئی۔ "مگر وہ لوگ میرے قریب پہونچ رہے ہیں میں آہٹیں سن رہا ہوں۔"

"تم جلتی ہوئی گاڑی سے کتنے فاصلے پر ہو۔؟"

"شاید ڈیڑھ دو فرلانگ ممکن ہے یہ فاصلہ کم زیادہ ہو۔"

"سمت" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اپ سائیڈ پر ہوں" خاور کی آواز آئی۔

"اچھا دیکھو" بلیک زیرو نے کہا۔ "روشنی کا بلٹ ہے تمہارے پاس۔؟"

"جی نہیں" خاور کی آواز آئی۔

"پھر تو یہ جاننے کے لئے کہ تم کہاں ہو ایک ہی طریقہ رہ جاتا ہے" بلیک زیرو نے سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا چیف۔؟" خاور نے پوچھا۔

"تم ان میں سے کسی پر فائر کرو" بلیک زیرو نے کہا۔ "اس طرح مجھے تمہاری سمت اور فاصلے کا اندازہ ہو جائے گا۔"

"ٹھیک ہے" خاور نے کہا۔ "مگر اس طرح وہ میری جائے پناہ سے آگاہ ہو جائیں گے جبکہ اب تک ناواقف ہیں۔"

"پرواہ مت کرو" بلیک زیرو نے کہا۔ "میں انھیں سنبھال لونگا۔"

"میں فائر کرتا ہوں چیف" خاور نے کہا۔ "اس وقت ان میں سے دو آدمی میری زد میں ہیں۔"

"کیا تم انھیں دیکھ سکتے ہو۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں" خاور نے جواب دیا۔ "البتہ انکی آوازوں سے میں اندازہ کر سکتا ہوں کہ وہ میرے ریوالور کی زد پر ہیں۔"

"ٹھیک ہے شروع ہو جاؤ" بلیک زیرو نے کہا۔ "ہاں ٹرانسمیٹر آن ہی رکھنا تاکہ میں تمہاری طرف سے ہر لمحہ آگاہ رہوں کہ تم کہاں ہو۔"

"رائیٹ چیف" خاور کی آواز آئی اور بلیک زیرو کھڑا ہو گیا ادھر شعلوں کی روشنی نہیں آرہی تھی گہرا اندھیرا تھا اور اس کا لباس بھی سیاہ تھا لہذا اب ممکن نہیں تھا کہ کوئی اسے دیکھ لے گا۔ وہ کھڑا ہوا ہی تھا کہ پے در پے دو فائر ہوئے اور دو چیخیں فضا میں لہراتی چلی گئیں۔

بلیک زیرو نے خاصی دور شعلوں کی چمک دیکھی تھی پھر فضا فائروں کی آوازوں سے گونجنے لگی۔ وہ مختلف سمتوں سے شعلے ابھرتے دیکھ رہا تھا وہ آگے بڑھا اور دوڑنے لگا۔ بے حد محتاط تھا قدموں کی ہلکی سی بھی آواز نہیں پیدا ہونے دے رہا تھا۔

پھر ایک جگہہ وہ رک گیا۔ جس ابھرے ہوئے پتھر کے پاس وہ رکا تھا اس سے دس پندرہ فٹ کے فاصلے پر ایک جھاڑی کی آڑ سے شعلے نکل نکل کر آگے کی سمت جا رہے تھے۔ بلیک زیرو نے سب مشین گن کا رخ انکی جانب کیا پھر ان جگہوں کا جائزہ لینے لگا جہاں سے اسی طرح شعلے ابھر رہے تھے۔

وہ تین جگہیں تھیں اور تینوں سب مشین گن کی رینج میں تھیں اس نے سب سے پہلے داہنی سمت والوں کا نشانہ لیا اور ٹریگر دبا دیا۔ فضا میں سب مشین گن کا قہقہہ ابھرا تھا۔

اسکے ساتھ ہی کئی چیخیں فضا میں لہراتی تھیں بلیک زیرو نے سب مشین گن دائیں سمت سے بائیں سمت گھما دی۔ بہت سی چیخیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی کئی گولیاں بلیک زیرو کے سر پر سے گذری چلی گئیں وہ پھرتی سے زمین پر گرا اور آگے رینگنے لگا۔

وہ کسی تیز رفتار سانپ کی طرح آگے بڑھ رہا تھا ابھی چار پانچ قدم ہی آگے بڑھا ہوگا کہ کوئی چیز وہاں گری جہاں سے اسنے فائر کئے تھے دوسرے ہی لمحے ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور مٹی پتھر اور جھاڑ جھنکاڑ اس کے اوپر گرتے چلے گئے ہلکی سی آنچ بھی اسنے محسوس کی تھی۔

پھر دوسرا دھماکہ ہوا مگر اب وہ ایک جست... لگا کر اس جگہ سے کافی دور نکل آیا تھا لیکن جس جگہ وہ گرا تھا وہ زمین نہیں تھی۔ وہ کچھ لوگوں پر گرا تھا۔ اسکے وزن سے دبنے والے کراہ اٹھے تھے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اسے پکڑ سکتے اسنے پھر جست لگا دی۔

اور ان سے دور ایک جگہ جھاڑیوں میں گرا اور گرتے ہی کروٹیں بدلتا ہوا جھاڑیوں سے دور ہونے لگا ایک لمحہ کی دیر ہوتی ہوتی تو اسکے پرخچے اڑ جاتے کیونکہ اسکے وہاں گرنے کے دو سیکنڈ بعد ہی ایک دھماکہ ہوا تھا اور وہ جگہ فضا میں اڑ گئی تھی۔

ایک بڑے پتھر کی آڑ ملتے ہی بلیک زیرو نے فائر کھول دیا تھا بار صرف ایک چیخ ابھری تھی۔ اسکے بعد کئی سمتوں سے اس پر گولیاں برسنے لگی تھیں وہ زمین سے چپک گیا۔

سر اٹھانے کی بھی مہلت نہیں تھی گولیاں زمین سے ایک ڈیڑھ فٹ کی بلندی سے گزر رہی تھیں اسنے لیٹے ہی لیٹے کروٹ بدلی اور اس جگہ سے دور ہونے لگا ہر لمحے اُسے ڈر تھا کہ کوئی دستی بم نہ آگرے۔ مگر وہ بخریت گولیوں کی بارش سے دور نکل آیا تھا۔

"ہیلو خاور۔" اسنے ایک محفوظ جگہ پہ ہو پہنچتے ہی خاور کو پکارا۔

"یس چیف۔" خاور کی مستعد آواز آئی۔

"سب مشین گن کا فائر تم سے کتنے فاصلے پر ہوا ہے۔؟"

"چند گز کے فاصلے پر چیف۔" خاور نے کہا۔ "آپ مجھ سے قریب ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "سگنل دو۔"

"یہاں اُلو کی آواز کا سگنل ان لوگوں کو چونکا دے گا چیف۔"

"گدھے ہو۔" بلیک زیرو ایکسٹو کی آواز میں غرایا۔ "میں نے سگنل دینے کے لئے کہا ہے نا کہ اُلو کی آواز کے لئے۔"

"اوہ چیف۔؟" خاور نے کہنا چاہا۔

"وقت مت ضائع کرو۔" بلیک زیرو غرایا۔

"یس چیف۔" خاور کی آواز آئی اور بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا فوراً ہی فضا میں کتے کے پلے کے بلبلانے کی تیز آواز ابھری تھی ایسا لگا تھا کہ جیسے کسی نے پلے کو اٹھا کر پٹخ دیا ہو۔

آواز بلیک زیرو کے قریب ہی سے ابھری تھی اور یہ فاصلہ چار فٹ سے زیادہ نہیں تھا دوسرے لمحے بلیک زیرو کے حلق سے بھی ویسی ہی

آواز نکل کر فضا میں لہرائی تھی۔

پھر وہ تیزی سے اس سمت بڑھنے لگا جس طرف سے خاور نے سگنل دیا تھا چند قدم آگے بڑھنے کے بعد ہی اسنے کسی کے سانسوں کی ہلکی سی سرسراہٹ سنی اور وہ ٹھٹھک گیا پھر آہستہ سے کھنکھارا۔

"میں ہوں" فوراً ہی خاور کی سرگوشی ابھری۔

"زخمی تو نہیں ہو۔؟"

"نہیں" خاور نے سرگوشی میں کہا۔

"بریف کیس اور کاغذات کہاں ہیں۔؟"

"میرے پاس ہیں" خاور نے کہا۔

"لو" بلیک زیرو نے کہا اور جیب سے ایک چشمہ نکال کر خاور کی طرف بڑھا دیا یہ رات میں دیکھنے والا چشمہ تھا۔

"اس کی ضرورت بھی تھی اس وقت چیف" خاور نے چشمہ لیتے ہوئے کہا، پھر اسے آنکھوں پر چڑھا لیا۔

"میرے پیچھے چلے آؤ" بلیک زیرو نے کہا اور وہ تیزی سے اُسی سمت رینگنے لگا جس طرف سے اس طرف آیا تھا۔ فائر اب بھی ہو رہے تھے مگر اب ان کی سمت متعین نہیں تھی۔

وہ ان کے نرغے سے رینگتے ہوئے نکلے چلے آئے لیکن کہاں۔؟ جس جگہ۔ بلیک زیرو کے اندازے کے مطابق وہ گھیرا ڈالے بیٹھے تھے وہاں تو صرف چند ہی افراد تھے۔ گنتی کے چند آدمی۔

اصل گھیرا تو وہ تھا جہاں اب وہ پہونچے تھے۔ یک وقت چار پانچ ٹارچوں کی روشنیاں ان پر پڑی تھیں ساتھ ہی کسی کی کرخت آواز بھی ابھری تھی بولنے والے کا لہجہ سفاکی اور درندگی سے بھرپور تھا۔

"ہاتھ سر سے بلند کر کے کھڑے ہو جاؤ ورنہ بھون ڈالے جاؤ گے"

"میں ہاتھ اٹھا رہا ہوں" بلیک زیرو نے چیخ کر کہا اور دوسرے ہی لمحے وہ لیٹے ہی لیٹے اچھلا اور فضا میں اڑتا ہوا سا روشنی کی زد سے نکل گیا کئی فائر ہوئے تھے مگر بلیک زیرو محفوظ ہی رہا اندھیرے میں پہونچتے ہی اس نے بڑے منہ کا ریوالور نکال لیا۔

پھر ایک جانب اس کا رخ کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ریوالور سے کوئی چیز سوں کی آواز سے نکلی ایک دھماکہ ہوا اور چاروں طرف سفید رنگ کا دھواں پھیلتا چلا گیا۔ ایک لمحہ بھی نہیں گزرا تھا کہ کھانسنے کی آوازیں ابھرنے لگیں۔

کھانسیوں کے ساتھ ہی مغلظات بھی سنائی دے رہے تھے۔ بلیک زیرو نے اس طرف دیکھا جس طرف خاور کو چھوڑا تھا۔ خاور وہاں نہیں تھا اسنے دوسری طرف دیکھا ہی تھا کہ برابر سے خاور کی آواز ابھری وہ اس دوران اس کے پاس پہونچ چکا تھا۔

"آؤ چلو" بلیک زیرو نے کہا اور وہ دوڑنے لگے سفید دھوئیں کا اثر ان پر نہیں ہو رہا تھا کیونکہ وہ اب سانس روکے ہوئے دوڑ رہے تھے۔ مگر کب تک۔؟

انکی سانس ٹوٹنے لگی تھی لیکن جب انہوں نے سانس لیا تو وہ دھویں کی زد سے باہر نکل آتے تھے۔ وہ دوڑتے رہے۔ آنکھوں پر رات کے اندھیرے میں دیکھنے والے چشمے کی مدد سے وہ اس طرح دوڑ رہے تھے جیسے وہاں دن کی روشنی پھیلی ہوتی ہو دفعتاً وہ ٹھٹھک گئے۔

فضا میں کسی کاپٹر کی آواز گونجی تھی بے ساختہ انکے سر اٹھ گئے۔ دور فضا میں ایک کاپٹر پرواز کر رہا تھا اور اسکے نچلے حصے میں لگی سرخ لائٹ بڑی تیزی سے انکی طرف بڑھ رہی تھی۔

" دوڑتے رہو" بلیک زیرو غرایا اور وہ دوڑتے چلے گئے۔ کاپٹر لمحے بہ لمحے قریب آتا جا رہا تھا پھر وہ انکے سر پر آپہونچا۔ سرخ لائٹ کی روشنی نے ان کو حصار میں لیا ہی تھا کہ کاپٹر میں لگی گنیں گرجنے لگیں فضا میں دو چیخیں ابھریں اور وہ دونوں گرتے چلے گئے۔ کاپٹر کی روشنی ان کو حصار میں لئے ہوئے تھے۔

" چلو" کاپٹر کے پائیلٹ نے ماؤتھ پیس میں کہا۔
" ہاں کیا رہا۔ ؟ دوسری جانب سے غراہٹ ابھری۔
" ہم نے ان کو دیکھ لیا ہے" وہ چلتی ہوئی گاڑیوں کی طرف بھاگ رہے

ہیں تعداد دو ہے۔ ایک کے ہاتھ میں بریف کیس ہے دوسرے کے ہاتھوں میں مشین گن ٹائپ کی کوئی گن ہے باس"

" ٹھیک ہے ان کو گولی مار دو" غراہٹ بھرے لہجے میں کہا گیا۔
" رائیٹ باس" پائیلٹ نے کہا۔
" گولی مارنے کے بعد بریف کیس اور انکی لاشیں ساتھ لے آنا"
" رائیٹ باس" پائیلٹ نے کہا۔
" عمل کرو" آواز کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔
" باس نے یہ نہیں بتایا کہ اپنے دوسرے ساتھیوں کی لاشوں کا کیا کرنا ہے" پائیلٹ کے برابر بیٹھے ہوئے فرد نے کہا۔
" کیا مطلب۔ ؟ پائیلٹ نے پوچھا۔
" مطلب یہ کہ انھیں یہاں چھوڑنا ہے یا اٹھا کر لے چلنا ہے۔ ؟
" یہ ان لوگوں کا کام ہے جن کے ذمے ان لوگوں کو کیا گیا تھا" پائیلٹ نے کہا اور نگاہ ان دوڑتے ہوئے افراد پر جما دی جو بہت دور زمین پر دوڑتے ہوئے اس طرف بڑھ رہے تھے جس طرف گاڑیاں چل رہی تھیں پائیلٹ کی آنکھوں پر پولرائیزڈ چشمہ تھا۔

اور وہ تاریکی میں بھی ان دونوں کو بڑے واضح انداز میں دیکھ رہا تھا کاپٹر تیزی سے انکی طرف بڑھ رہا تھا۔ کاپٹر کے نچلے حصے میں لگی سرخ لائٹ ابھی ان سے دور تھی۔
" یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں" پائیلٹ کے ساتھی نے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔" پائیلٹ نے کہا۔ "البتہ جو بھی ہیں بے حد دلیر چالاک ا
لڑائی بھڑائی کے فن سے واقف معلوم ہوتے ہیں۔"

"یہ تو میں بھی سمجھ رہا ہوں۔" اسنے کہا۔ "اگر یہ بات نہ ہوتی تو باس تمہیں کاپٹر اس طرف لانے کے لئے نہ کہتا۔"

"پیچھے ہمارے تیس آدمی ہیں۔" پائیلٹ نے کہا۔

"پینتیس کہو۔" وہ بولا۔ "پچیس عقبی ٹرک میں تھے اور دس آگے وا
ٹرک میں جو آگ لگتے ہی کود کر نکل گئے تھے۔"

"اب نجانے کتنے زندہ ہونگے۔" پائیلٹ نے کہا۔

"بہت سے مارے جا چکے ہیں اسی لئے تمہیں بھیجا گیا ہے۔" اسنے پھر کہا "ورنہ تم جانتے ہو کہ چھوٹے موٹے معاملے میں باس کاپٹر ہرگز ہرگز استعمال نہیں کیا کرتا کیا سمجھے۔؟"

"سمجھ گیا۔؟" پائیلٹ نے کہا۔ "اب بات مت کرنا۔"

"کیوں۔؟" اسنے چونک کر پوچھا۔

"وہ لوگ میری رینج میں آرہے ہیں۔"

"تمہاری یا گنوں کی۔؟" اسنے پوچھا۔

"ایک ہی بات ہے۔" پائیلٹ غرایا۔ "الفاظ مت پکڑا کرو۔"

"ہونہہ۔" وہ غرا کر رہ گیا۔

"لو جاؤ جہنم میں۔" کہتے ہوئے پائیلٹ نے ٹھیک اس وقت گنو
کے بٹن دبا دیئے جب نیچے دوڑنے والے روشنی میں نہاتے تھے۔ دوسرے ہی

لمحے اسنے ان دونوں کو زمین پر گرتے دیکھا تھا۔

"وہ مارا۔" وہ خوش ہوتے ہوئے بولا۔ وہ زمین پر لڑھک رہے تھے اور سرچ لائٹ ان کو احاطے میں لئے ہوئے تھی پھر کاپٹر ان کے اوپر سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا اور وہ سرچ لائٹ کے حصار سے نکل گئے۔ کچھ دور جاکر وہ پھر اسی طرف پلٹ آیا۔

"ارے۔؟" پائیلٹ کے منہ سے نکلا۔

"لاشیں کہاں گئیں۔" اسکے ساتھی نے حیرت سے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ انھیں گولیاں نہیں لگیں تھیں۔" پائیلٹ نے کہا لہجے میں تاسف تھا۔

"تلاش کرو انھیں ورنہ باس کچا چبا جائے گا۔" اسکا ساتھی بے تابی سے بولا لہجے سے خوف جھلک رہا تھا۔

"یقیناً۔" پائیلٹ نے کہا اور کاپٹر پھر اسی جانب موڑ دیا جس طرف ان کو گر کر لڑھکتے دیکھا تھا دفعتاً نیچے بائیں سمت شعلہ سا لپکا اور کوئی سرخ انگارہ سا کاپٹر کے ونڈ اسکرین کے سامنے سے گزرتا چلا گیا دوسرے ہی لمحے روشنی کا جھماکا ہوا تھا۔

کاپٹر ساؤنڈ پروف قسم کا تھا اس لئے وہ کسی قسم کی آواز نہیں سن سکے تھے البتہ یہ احساس ضرور ہو گیا تھا کہ نیچے سے کوئی خطرناک چیز انکے کاپٹر پر پھینکی گئی تھی۔

"کیا چیز تھی یہ۔؟" پائیلٹ کے ساتھی نے پوچھا۔

"میں کیا بتا سکتا ہوں۔" پائیلٹ نے کہا۔
"کاپٹر شکن میزائل۔؟" اسنے پوچھا۔
"میزائل یہاں کہاں سے آ گیا۔؟" پائیلٹ نے دوبارہ کاپٹر کو اسی جانب موڑتے ہوئے کہا۔ اس بار وہ حملہ کرنے والے انداز میں کاپٹر کو جھکا رہا تھا پھر جیسے ہی وہ جگہ زد میں آئی جہاں سے شعلہ لپکا تھا پائیلٹ نے گنوں کے بٹن دبا دیئے۔

کاپٹر کی گنوں سے شعلے نکلے اور اس جگہ ڈوبتے چلے گئے جہاں سے کاپٹر پر کوئی چیز پھینکی گئی تھی۔ کاپٹر آگے نکلا چلا آیا پھر وہ گھوم ہی رہا تھا کہ نیچے سے یکے بعد دیگرے دو شعلے لپکے۔ ایک شعلہ بائیں سمت سے گزر گیا اور دوسرا۔؟

دوسرا شعلہ کاپٹر کے کسی حصے سے ٹکرا کر پھٹا اور کاپٹر بری طرح ہل گیا دوسرے ہی لمحے کاپٹر میں عقبی حصے سے دھوئیں کا مرغولہ داخل ہوا اور وہ کھانسنے لگے۔

"وہ جو بھی چیز ہے کاپٹر کے پچھلے حصے سے ٹکرائی ہے۔" پائیلٹ کے ساتھی نے بری طرح کھانستے ہوئے کہا۔
"ہاں۔" پائیلٹ نے کہا ہی تھا کہ دھوئیں کے اندر شعلے سے لپکنے لگے اور پائیلٹ کا ساتھی چیخ پڑا۔
"کاپٹر تباہ ہو رہا ہے۔ اسے کسی جگہ اتار لو۔ جلدی کرو۔"
مگر اسکی چیخ پکار بے سود تھی اس سے پہلے کہ وہ کاپٹر کو اتارنے کے

لئے تھر اٹل کو حرکت دے سکتا نیلے رنگ کا شعلہ لپکا ایک دھماکہ ہوا اور کاپٹر کے ٹکڑے فضا میں دور تک بکھرتے چلے گئے۔

"پتہ لگا وہ کون تھا۔؟" کمرے میں غراہٹ ابھری اور وہاں موجود افراد کے سر جھک گئے۔
وہ ایک ہال کمرہ تھا جہاں تیس کے قریب آدمی دو قطاروں میں کھڑے ہوتے تھے کمرے میں ہونے والی روشنی اس طرح سیٹ کی گئی تھی کہ ان لوگوں پر تو روشنی پڑ رہی تھی مگر انکے سامنے بنے ہوئے اسٹیج پر تاریکی تھی۔ گہری تاریکی۔
اور اس تاریکی میں ایک سایہ نظر آ رہا تھا۔ یہ سایہ اسٹیج پر ہی تھا مگر وہ اسٹیج سے تین فٹ دور نظر آنے والے روشنی کے ہلکے سے عکس کے پس منظر میں نظر آ رہا تھا۔
"جواب دو۔؟" سایہ غرایا تھا۔
"ہم اس کا پتہ نہیں لگا سکے باس۔" ان میں سے ایک نے کہا۔ بھٹی "وہ شیانگ اور سالومن کو نیم مردہ کر گیا۔ اسکی وجہ سے رضوان کے پاس جانے والے کو خودکشی کرنا پڑی اور جاوید کاظمی کو،

سپلائی پہونچانے والا نہ صرف خود مارا گیا بلکہ اسکی وجہ سے چودہ آدمی بھی مارے گئے کیا یہ نقصان کم ہے۔؟

"نہیں باس" ان میں سے ایک نے کہا۔

"اسکے علاوہ ایک کاپٹر بھی تباہ ہو گیا دو ٹرک ضائع ہوئے۔ اور سب نقصان صرف ایک آدمی کی وجہ سے ہوا ہے۔؟" وہ دہاڑا۔ "کیا تم لوگوں سے ایک آدمی قابو نہیں کیا جا سکا۔؟"

"باس یہ ایک آدمی کا کام نہیں ہے" ایک نے کہا۔

"کیوں۔؟" وہ غرایا۔ "کیا سالومن نے نہیں بتایا تھا کہ وہ اکیلا ہی تھا۔ کیا سالومن کا بیان غلط ہے۔؟"

"میرا اشارہ شہر سے باہر ہونے والے ٹکراؤ کی جانب باس" ان میں سے ایک نے جلدی سے وضاحت کی۔

"ہاں میں سن چکا ہوں" وہ کالا سایہ غرایا۔ "کہ جس نے تعاقب کیا تھا اسکا کوئی اور ساتھی بھی وہاں پہونچا تھا"

"یس باس" اسنے کہا۔

"کاپٹر کے پائیلٹ نے بھی دو افراد کی اطلاع دی تھی" دوسرے نے کہا۔

"ہاں" کالا سایہ غرایا۔ "لیکن ایک یا دو آدمی تم لوگوں پہ بھاری پڑیں تو تمہارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے"

"باس یہ سب اچانک ہوا ہے" ایک اور بولا تھا۔

"تو گویا مخالف افراد باقاعدہ اعلان کر کے تم لوگوں پر حملہ

کیا کریں کیوں یہی مطلب ہے نا تمہارا۔؟"

"جی نہیں" وہ جلدی سے بولا۔

"پھر۔؟" وہ دہاڑا۔ "کیا تم سب لوگ اسی لئے ہو کہ جس کا جی چاہے جب چاہے وہ سارے کاروبار کا کباڑہ کر کے رکھ دے۔؟"

"باس وہ..." ایک نے کہنا چاہا۔

"مت صفائی پیش کرو" وہ غرایا۔ "تم نہیں جانتے کہ تم لوگوں کی حماقت سے کتنا بڑا نقصان ہوا ہے"

"باس سارا نقصان ہم سب مل کر پورا کر دیں گے" ان میں سے ایک نے کہا اور وہ سب ہاں میں ہاں ملانے لگے۔

"مالی نقصان تم پورا کر دو گے مگر" کالا سایہ غرایا۔ "دوسرے نقصانات کون پورے کرے گا بولو۔؟"

"ب... باس" وہ ہکلا کر رہ گئے۔

"سکون سے سارا کام ہو رہا تھا مگر ان وارداتوں نے سارے شہر کی پولیس کو چوکنا کر دیا ہے" کالا سایہ غرایا۔ "اب وہ بھوکے کتوں کی طرح تم لوگوں کی بو سونگھتی پھرے گی"

"ہم نے ساری احتیاطیں کرلی ہیں باس"

"اسکے باوجود اب سکون سے کام جاری نہیں رہ سکے گا" کالا سایہ غرایا۔ "اس وقت تک جب تک کہ وہ دونوں ہاتھ نہیں لگ جاتے کہ جن کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے"

"مگر باس" ان میں سے ایک بولا۔ "وہ ہاتھ لگیں گے کیسے۔؟"

"ہمارے پاس تو انکا کوئی پتہ نشان نہیں ہے" دوسرے نے کہا۔

"وہ تو چھلاوے کی طرح آکر غائب ہو گئے ہیں باس" تیسرے نے کہا۔ "ہم ان کا سراغ کس طرح سے لگائیں۔؟"

"یہ بھی میں ہی تمہیں بتاؤں۔؟" وہ غرایا۔

"میرے ذہن میں ایک ترکیب آتی ہے باس" ایک نے کہا۔

"وہ کیا۔؟" کالا سایہ غرایا۔

"وہ گولیوں کی وجہ سے ہمارے دوسرے اڈوں پر بھی حملہ کریں گے" اسنے تیزی سے بتایا۔

"گڈ" کالا سایہ غرایا۔

"ہم اپنے اڈوں پر چوکس رہ کر ان کو پکڑ سکتے ہیں" اسنے اپنے ذہن میں ابھرنے والی ترکیب بتلا دی۔

"ٹھیک ہے یہ ترکیب چل سکتی ہے مگر یہ"

"مگر کیا باس۔؟" اسنے پوچھا۔

"ان دوتوں کو تلاش کرنے کے لئے تمہیں پولیس اور سی آئی ڈی ان دوتوں کو بھی چیک کرنا ہوگا"

"وہ کیوں باس۔؟" اسنے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ وہ پولیس کے آدمی بھی ہو سکتے ہیں"

"ہم پولیس کو بھرپور بھتہ دیتے ہیں باس" ان میں سے ایک بولا۔

"اس لئے پولیس ہم پر یا ہمارے ساتھیوں پر ہاتھ نہیں ڈال سکتی"

"پولیس والوں پر بھروسہ کر کے تم لوگ غلطی کرو گے" کالا سایہ غرایا۔ "کیا تم نے وہ مثال نہیں سنی کہ پولیس والے اپنے باپ کے بھی نہیں ہوتے"

"یس... یس سنی ہے باس" وہ ہکلا کر بولا۔

"بس تو پولیس سے چوکتے رہو اسکی نقل و حرکت پر نگاہ رکھو اور دوسرا مکانی جگہوں پر ان دوتوں کو تلاش کرو"

"رائیٹ باس" کئی ایک کے منہ سے نکلا۔

"اگر وہ پولیس کے آدمی ہوئے تو تم لوگ آسانی سے پتہ لگا سکتے ہو" کالے سائے نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ان لوگوں نے سر ہلائے۔

"مگر کیسے۔؟" کالا سایہ غرایا۔ "تم کیسے انکا پتہ لگا سکو گے۔؟"

"اپنے مخبروں کے ذریعے" ان میں سے ایک نے کہا۔

"ہاں یہی مطلب تھا میرا"

"ہم مخبروں کا جال آج ہی سے پھیلا دیں گے باس"

"یہی میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ دو دن میں اسے زندہ یا مردہ میرے سامنے پیش کر دو ورنہ......"

"باس" وہ گھگھیا کر بولے۔

"ورنہ میں تم لوگوں کو اسکے لئے سخت سزائیں دونگا" کالا سایہ غراہٹ بھرے لہجے میں بولا۔

"ہم اسکا پتہ لگالیں گے باس۔" ان سب نے یقین دلانے والے لہجے میں کہا
اور اچانک کالے سائے کے پس منظر میں جلنے والی روشنی بجھ گئی اسکے ایک لمحے
بعد ہی وہاں بھی روشنی ہوگئی مگر اب وہاں کوئی نہیں تھا نہ کالا سایہ اور نہ
ہی کوئی اور جاندار۔

"یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں۔" ان میں سے ایک نے کہا۔
"ہاں۔" دوسرے نے کہا۔ "اور دو دن میں ہمیں ان کا پتہ لگانا ہوگا۔"
"یقیناً ورنہ باس زندہ نہیں چھوڑے گا۔"
"ہمیں پلاننگ کرنی ہوگی۔" تیسرے نے کہا اور اس نے سر ہلا دیا۔

"کالے صفر چائے۔" عمران نے آنکھیں کھولے بغیر ہانک لگائی۔
"طاہر صاحب کمرے میں نہیں ہیں صاحب۔" جوزف نے جواب دیا۔
"ابے تو وہ کہاں چلا گیا۔" عمران غرایا۔
"مجھے کیا پتہ صاحب۔" جوزف نے سر ہلایا۔
"صاحب کے بچے۔" عمران دہاڑا۔ "چائے لاؤ۔"
"چائے حاضر ہے جناب عالی۔" طاہر نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے
کہا اور عمران کرسی سے اچھل پڑا۔

"اے... تت... تم... ڈھیلی تتی جانتے ہو۔" عمران ہکلا کر بولا۔
"ڈھیلی تتی۔" بلیک زیرو نے دوہرایا۔ "یہ کیا ہوتا ہے۔"
"ہاں۔" عمران نے کہا۔ "تم نہیں جانتے یہ کیا ہوتا ہے۔"
"نہیں آپ بتا دیجئے کیا ہوتا ہے۔" بلیک زیرو نے چائے کی ٹرے
نیچے رکھتے ہوئے کہا اور چائے بنانے لگا۔
"اے وہی ہوتا ہے جس میں ایک دوسرے کے دماغ میں گھس کر
خیالات چرا لئے جاتے ہیں۔ اور کیا۔"
"اوہ تو آپ ٹیلی پیتھی کہنا چاہتے ہیں۔" بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا
اور ایک کپ بنا کر عمران کے حوالے کر دیا۔
"ٹیلی پیتھی نہیں ڈھیلی تتی۔" عمران چائے کا کپ لیتے ہوئے غرایا۔
"زیادہ بکواس کرو گے تو میلی تیلی کہنا شروع کر دوں گا۔"
"ٹھیک ہے جناب عالی۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "آپ جو دل چاہے
کہیے کوئی آپ کو روکنے والا نہیں ہے۔"
"کوئی روک کر تو دیکھے۔" عمران غرایا۔
"کسی کی شامت نہیں آئی جو آپ کو روکے گا۔"
"جی گا ڈن گارڈن کر دیا تم نے کالے صفر۔" عمران چہک کر بولا
اور چائے پینے لگا بلیک زیرو اسے گھور رہا تھا۔
"یہ کالا سایہ کیا بلا ہے۔" دفعتاً بلیک زیرو نے پوچھا۔
"وہی جو روشنی میں آنے کے بعد ہر ایک کے قدموں میں نظر آتا ہے۔"

"بتانا نہیں چاہتے آپ" بلیک زیرو نے کہا۔
"کیا بتاؤں۔؟" عمران نے کہا۔ "میں خود بھی نہیں جانتا کالے صفر کہ وہ کالا سایہ کون ہے کیا ہے۔؟"
"لیکن یہ کوئی منظم گروہ معلوم ہوتا ہے"
"ہاں" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور چائے کا آخری گھونٹ بھر کر کپ میز پر رکھا اور آنکھیں موند لیں۔
"ایک رات میں اتنے واقعات کا ہو جانا معمولی سی بات نہیں ہے جناب عالی" بلیک زیرو نے کہا۔
"ہاں میں بھی یہی سوچ رہا ہوں" عمران نے کہا۔ "تم نے کسی کو شہر سے باہر کاپٹر کے ٹکڑوں کی جانچ کے لئے بھیجا۔؟"
"جی ہاں" بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا وہ عمران کے آتے ہی اس کو سارے حالات سے آگاہ کر چکا تھا۔
"وہاں شاید ہی کوئی لاش ملے" عمران نے کہا۔ "ان کے انداز بتا رہے ہیں کہ وہ منظم ہی نہیں بہت دیدہ دلیر اور ذہین بھی ہیں"
"آخر وہ گولیاں ہیں کیسی جناب عالی کہ جن کے لئے قتل و غارت کا ایک بازار گرم ہو گیا ہے"
"ابھی تجزیہ نہیں کیا" عمران نے کہا۔
"منشیات میں سے کوئی چیز ہے۔؟"
"ایسا ہی لگتا ہے" عمران نے کہا اور جانتے ہو یہ چیزیں میرا مطلب ہے

کہ گولیاں کہاں فروخت ہوتی ہیں۔؟
"منشیات کے اڈوں پر۔؟" بلیک زیرو نے کہا۔
"نہیں" عمران نے نفی میں سر ہلایا۔
"پھر۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔
"یہ بڑے بڑے کلبوں میں فروخت ہوتی ہیں"
"اوہ" بلیک زیرو نے سر ہلایا۔
"ان پر باقاعدہ کمیشن مقرر ہو گا" عمران نے کہا۔ "جانتے ہو راحیل کا قاتل کون تھا۔؟ کس سے تعلق تھا اسکا"
"آپ نے بتایا تو ہے کہ وہ سنگ سنگ نائٹ کلب کا ایک آدمی تھا۔؟"
"ہاں سالومن" عمران نے سر ہلایا۔
"آپ نے وہیں سے شروعات کر کے اچھا کیا تھا جناب عالی مگر۔؟"
"مگر کیا۔؟" عمران نے پوچھا۔
"ان سے ٹکراؤ اچھا نہیں رہا"
"ہاں اسکا مجھے بھی احساس ہے" عمران نے کہا۔
"وہ لوگ اب ہوشیار ہو جائیں گے۔" بلیک زیرو نے کہا۔
"اور یہی ہوشیاری ان کو لے ڈوبے گی"
"اب کیا کرنا ہے۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔
"کالا سایہ" عمران نے معنی خیز لہجے میں کہا۔
"یعنی" بلیک زیرو نے کہا۔

"کوڑھ مغز کیوں ہو گئے ہو" عمران غرایا۔

"نہیں جناب کوڑھ مغز والی بات نہیں ہے" بلیک زیرو نے کہا۔ میں سمجھ گیا کہ آپ کالے سائے کو تلاش کرنا چاہتے ہیں"

"پھر۔؟" عمران نے پوچھا۔

"شروعات کہاں سے کی جائے گی۔؟

"ان لوگوں سے جن کے چیک بریف کیسوں سے برآمد ہوئے ہیں"

"کیا وہ اقرار کر لیں گے۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وہ کیا انکے بڑے بھی اقرار کر چکے ہیں کالے صفر" عمران نے کہا۔ پھر وہ اقرار کیوں نہیں کریں گے۔؟

"میرا مطلب یہ تھا کہ وہ اقرار نہیں کریں گے کہ کسی کالے سائے سے انکا تعلق ہے اور وہ اس کو بھاری رقمیں دیتے ہیں"

"دیکھتے رہو" عمران نے سر ہلایا۔

"چیکوں کی مالیت بتا رہی ہے کہ کالا سایہ ان لوگوں کو بری طرح سے بلیک میل کر رہا ہے" بلیک زیرو نے بتایا۔

"راحیلہ بھی بتانے کی کوشش میں ماری گئی ہے"

"پھر اب شروعات کے لئے کوئی اور کلیو ہے"

"کوئی اور کلیو سے کیا مراد ہے۔؟

"مطلب یہ کہ اگر ہم چیکوں سے شروعات نہ کریں تو پھر۔؟" بلیک زیرو نے کہا۔ آگے بڑھنے کے لئے کیا کریں گے۔؟

"میرے ذہن میں دو تین کلیو اور ہیں" عمران نے کہا۔

"مثلاً۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"سب سے پہلے تو اپنے ماتحتوں کو مختلف نائٹ کلبوں پر لگا دو کہ وہ یہ دیکھیں کہ کہاں کہاں گولیاں فروخت ہوتی ہیں"

"ٹھیک ہے اور بولیئے" بلیک زیرو نے کہا۔

"دوسرا مرحلہ ہے ان لوگوں کی نگرانی کا جن کے چیک بریف کیسوں سے برآمد ہوئے ہیں" عمران نے کہا۔ وہ ان لوگوں کو سپلائی بھی کرنے پہونچیں گے اور چیک لینے کے لئے بھی"

"میرا خیال ہے ایسا نہیں ہوگا جناب"

"وہ کیوں کالے صفر۔؟

"گذشتہ رات کے واقعات کے بعد وہ ہرگز ان لوگوں کی جانب نہیں جائیں گے" بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ اتنی موٹی موٹی آسامیوں کو اس آسانی سے نہیں چھوڑیں گے کالے صفر" عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ" بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"صفدر اور خاور اب کہاں ہیں۔؟

"انھیں میں نے رہائش گاہوں تک محدود کر دیا ہے"

"سردست یہ ٹھیک ہے" عمران نے سر ہلایا۔ بعد کی بات بعد میں دیکھیں گے [illegible] کو گولیاں دے دو تاکہ وہ ان کا

تجزیہ کر کے معلوم کر سکے کہ ان میں کیا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" بلیک زیرو نے سر ہلایا تھا۔

"بس تو میں چل رہا ہوں" عمران نے کہا۔

"کہاں۔؟" بے ساختہ بلیک زیرو کے منہ سے نکلا۔

"فلیٹ پر۔" عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا فی الحال وہ کیس کے بارے میں کچھ نہیں سوچنا چاہتا تھا۔ دس منٹ بعد وہ فلیٹ پہونچ گیا لیکن فلیٹ کا دروازہ بند تھا اور اس پر تالا لگا ہوا تھا۔

"ہائیں۔" عمران کے منہ سے نکلا۔ کہاں مر گیا یہ۔؟

"کہیں نہیں۔" دفعتاً سلیمان کی آواز آئی اور عمران چونک پڑا۔ اس نے اپنے چاروں طرف بڑے غور سے دیکھا اور بولا۔

"ابے کہاں ہے تو بول۔؟

"فلیٹ میں صاحب۔؟ سلیمان کی آواز آئی۔

"ہائیں۔" عمران نے تالے کو ہاتھ لگایا پھر بولا۔ ابے تو جن ہے جو دروازے کو تالا لگا کر دروازے کی جھری سے اندر چلا گیا ہے۔؟

"پہلے آپ اندر آئیے صاحب۔" سلیمان کی آواز آئی۔

"ابے میں جنوں کے خاندان سے نہیں ہوں جو دروازے کی جھری سے اندر آجاؤں۔" عمران غرا کر بولا۔

"دروازے کے نیچے چابی ہے صاحب۔" سلیمان نے کہا اور بے ساختہ عمران کی نگاہ دروازے کے نیچے فرش پر چلی گئیں جہاں چابی پڑی ہوتی تھی۔

چابی سلیمان نے اندر سے دروازے کی جھری میں سے باہر کھسکائی تھی۔ عمران نے چابی اٹھائی تالا کھولا اور اندر داخل ہو گیا سلیمان دروازے کے پٹ کی آڑ میں کھڑا ہوا تھا اس کے اندر آنے کے بعد اس نے جھپٹ کر دروازہ بند کر دیا۔

"ابے ابے یہ کیا کر رہا ہے۔؟ عمران غرایا۔

"کک... کچھ نہیں۔" سلیمان کچن کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"کچھ نہیں کے بچے ادھر آ۔" عمران سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے بولا اور سلیمان کا چہرہ فق ہو گیا۔

"جی صاحب جی۔" اس نے دروازے ہی میں رک کر پوچھا۔

"ہاں بول کس لئے باہر سے تالا لگا رکھا تھا۔؟ عمران صوفے پر بیٹھ کر سلیمان کو گھورتا ہوا بولا۔

"بس یونہی۔" سلیمان نے جلدی سے کہا۔

"بتاتا ہے یا اٹھوں میں۔؟ عمران غرایا۔

"وہ جی... روشن میرے پیچھے پڑی ہوتی ہے۔" سلیمان نے ڈرتے ڈرتے بتایا اور عمران چونک پڑا۔

"کون ہے یہ روشن۔؟ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"وہ صاحب جی اسکول میں پڑھتی تھی ایک لڑکے کے ساتھ بھاگ نکلی پھر دونوں نے شادی کر لی لڑکا ہیرو بننے لگا بس۔" سلیمان خاموش ہو گیا انداز ایسا ہی تھا جیسے آگے بتانا نہ چاہتا ہو۔

"اور لڑکی ہیرو بننے لگی کیوں۔؟ عمران غرایا۔

"پپ... پتہ نہیں صاحب" سلیمان نے جلدی سے کہا۔

"پتہ نہیں کے بچے" عمران جھلا کر بولا "پوری بات بتاؤ ورنہ یاد رکھ تجھے دو ہزار ڈنڈ بیٹھکیں لگانی پڑیں گی"

"مم... مر جاؤں گا صاحب" سلیمان جلدی سے بولا۔

"پھر شروع ہو جا" عمران نے کہا "میں تجھے مرتا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں"

"وہ صاحب شوہر کے بیمار ہونے کی وجہ سے لڑکی کو باورچی کی نوکری کرنا پڑ گئی دو تین گھروں میں کام کرتی ہوتی اب ہمارے پڑوسی کے ہاں کام کر رہی ہے میں نے کہانی سن کر ہمدردی کی تو اب وہ میرے ہی پیچھے پڑ گئی ہے کہتی ہے اسنے تو اس حال کو پہونچا دیا ہے اب تو مجھ سے شادی کر لے"

"ابے وہ ایک شوہر کے ہوتے ہوئے تجھ سے کیسے شادی کر سکتی ہے" عمران غرا کر سلیمان کو گھورتا ہوا بولا۔

"کہتی ہے طلاق لے لونگی"

"تو کیا کہتا ہے۔؟" عمران غرایا۔

"وہ صاحب جی بس وہ میرا مطلب ہے کہ وہ اچھی لگتی ہے" سلیمان نے کچھ شرماتے اور کچھ جھجکتے ہوئے بتایا۔

"اچھا" عمران غرایا پھر بولا "ذرا فون اٹھا میں گلرخ سے اس سلسلے میں بات کر لوں کہ وہ دوسری شادی کی اجازت تجھے دے گی یا نہیں"

"ارے ایسا غضب بھی مت کیجئے گا صاحب" سلیمان بوکھلا کر بولا "دن وہ تو مجھے کچا ہی چبا جائے گی"

"ہونہہ" عمران غرایا پھر بولا "تب پھر اصلی بات بتا دے جلدی سے ورنہ یاد رکھ گلرخ سے پہلے میں تیرا کچومر بنا دونگا"

"صاحب جی وہ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے شادی سے انکار کر دیا ہے"

"انکار کے بچے تیری اس سے ملاقات کیسے ہوتی تھی بول۔؟"

"ایک ماہ پہلے جب آپ باہر گئے ہوئے تھے ایک رات وہ یہاں آ گئی تھی" سلیمان نے ڈرتے ڈرتے بتایا۔

"کیا۔؟" عمران غرایا۔

"جی صاحب جی۔ کہنے لگی کہ وہ دو سو روپے دے دے تو اس کے عوض وہ رات اسکے پاس گذارے گی کیونکہ اسے اپنے شوہر کے علاج کے لئے پیسے چاہیے تھے" سلیمان نے بتایا۔ "مم... میں نے اسے دو سو روپے دے دیئے"

"اچھا" عمران کا چہرہ غصّے سے سرخ ہو گیا تھا۔

"لیکن میں نے اسے نہیں دیئے تھے میرا مطلب ہے کہ دو سو روپے میں نے اسے نہیں دیئے بلکہ رات کو اسے اسی وقت بھگا دیا تھا اور صبح میں خود اسکے ساتھ اسکے شوہر کو علاج کرانے کے لئے لے گیا تھا"

"کہاں پر۔؟" عمران نے غرا کر پوچھا۔

"انسداد منشیات اور ہیروئین کے مراکز پر"

"کیا۔؟" عمران غرایا۔

"جی صاحب جی وہاں بورڈ پر یہی لکھا ہوا تھا"

"آگے بول" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہاں انہوں نے سو سو روپے کے دو کیپسول دیئے تھے اور دوسرے دن آنے کے لئے کہا تھا کیپسول کھانے کے بعد اسکے شوہر کو نیند آ گئی تھی اور وہ دوسرے دن اٹھا تھا دوسرے دن ہم پھر علاج گاہ گئے تھے۔"

"دوسرے دن بھی انہوں نے کیپسول ہی دیئے تھے۔؟"

"نہیں دو سو روپے کے بدلے بیس گولیاں دی تھیں کہ چھ گولی صبح چھ گولی رات کو کھا لیا کریں اس سے ہیروئن چھٹ جائے گی۔"

"پھر۔؟ عمران نے پوچھا۔

"اسکے بعد مجھے نہیں پتہ صاحب کہ کیا ہوا البتہ اسنے مجھ سے بعد میں روپے نہیں مانگے۔ سلیمان نے بتایا۔

"تو کیا اسنے علاج ختم کر دیا تھا۔؟

"نہیں میرے پوچھنے پر اسنے بتایا کہ علاج برابر ہو رہا ہے۔"

"اور رقم کہاں سے آ رہی ہے۔؟

"اس کا پتہ نہیں صاحب۔ سلیمان نے کہا۔ البتہ وہ بری طرح میرے پیچھے پڑی ہوئی ہے کہ میں اس سے شادی کر لوں۔"

"ہونہہ۔ عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

"اسی کے ڈر سے میں نے دروازے میں تالا لگوا رکھا تھا کہ اگر وہ آئے تو تالا دیکھ کر واپس چلی جائے۔"

"کیا مطلب۔؟ عمران نے پوچھا۔ کیا اب وہ برابر والے فلیٹ والوں کے ہاں نوکری نہیں کر رہی۔؟

"جی نہیں صاحب۔ سلیمان نے نفی میں سر ہلایا۔

"کب چھوڑی اسنے نوکری اور اب کہاں نوکری کر رہی ہے۔؟

"علاج گاہ جانے کے آٹھویں دن وہ نوکری چھوڑ گئی تھی کہتی تھی کہ اسکے ماما آ گئے ہیں اور اب وہی اس کو اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں میں نے پتہ پوچھا تو اسنے ماما کی ناراضگی کا کہہ کر پتہ نہیں بتایا تھا۔"

"ہونہہ۔ عمران نے سر ہلایا۔ اب آئے تو اس سے کہنا کہ پتہ بتائے یا ساری بات صاف صاف بتائے تب تو اس سے شادی کرے گا۔"

"کک... کیا مطلب۔؟ سلیمان حیرت سے بولا۔

"مطلب یہ کہ اس سے شادی کا بہانہ کر کے پوچھنا کہ وہ کہاں رہ رہی ہے اور خرچ کس طرح چل رہا ہے۔" عمران نے کچھ سوچ کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔" سلیمان نے سر ہلا دیا۔ لیکن اگر وہ میرے گلے ہی پڑ گئی صاحب تو۔؟ گلرخ تو مجھے زندہ کو کھا جائے گی۔"

"وہ سب میں سنبھال لونگا تو فکر مت کر۔"

"پھر ٹھیک ہے صاحب۔" سلیمان نے کہا۔ میں اس روشن کی بچی کو وہ جھانسے دونگا کہ وہ فرفر سب کچھ بتلا دے گی۔"

"ٹھیک ہے مگر۔" عمران اسے گھور کر بولا۔ پوچھ گچھ ہی تک رہیو ورنہ سات سال کے لئے میں خود تجھے اندر پہونچوا دونگا سمجھے۔؟

"جی صاحب سمجھ گیا۔" سلیمان نے جلدی سے کہا۔

"جا اور میرے لئے چائے یا کافی بنا لا۔"

"ابھی لایا صاحب" سلیمان نے کہا اور تیزی سے کمرے سے نکلا چلا گیا عمران صوفے کی پشت سے ٹک گیا اور کیس پر غور کرنے لگا اسے یہ معاملہ خاصہ الجھا ہوا نظر آرہا تھا دفعتاً فون کی گھنٹی بول پڑی وہ کاہلوں کے سے انداز میں اٹھا اور ریسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"ہیلو دادا بھائی گڈی والا" عمران آواز بدل کر بولا۔

"طاہر بول رہا ہوں جناب۔" دوسری جانب سے بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"دادا بھائی گڈی والوں کے ہاں طاہر کا کیا کام پایا"

"ان گولیوں کے تجزیہ کی رپورٹ بتانی تھی جناب"

"ہاں کہو" عمران سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا۔

"ان گولیوں کو۔ افیون۔ مینڈریکس۔ ایل ایس ڈی۔ درد ختم کرنے والی گولیوں کے چورے اور گولیوں میں استعمال کئے جانے والے چاک کے پوڈر کو ملا کر بنایا جاتا ہے" بلیک زیرو نے بتایا۔

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا۔ "تو میرا خیال صحیح نکلا۔"

"اسکے علاوہ۔" بلیک زیرو عمران کی بات سن کر بولا۔ "ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق ان گولیوں سے ہیروئین تو چھوٹ جاتی ہے مگر آدمی ان گولیوں کا اسی طرح عادی ہو جاتا ہے جس طرح ہیروئین پینے والا ہیروئین کا عادی ہوتا ہے یہ اس سے بھی زیادہ خطرناک چیز ہے"

"ٹھیک ہے" عمران نے کہا۔

"ان گولیوں کے زیادہ استعمال سے پھیپھڑے خراب ہو جاتے ہیں دل کمزور

ہو جاتا ہے اور گاہے گاہے جی مالش کرتا رہتا ہے یعنی ان گولیوں کو کھانے والا صحت مند نہیں رہتا" بلیک زیرو نے تفصیل سے بتایا۔

"اگر یہ گولیاں کھانے والے کو ایک دو دن نہ ملیں تو۔؟"

"اس کی کنڈیشن وہی ہو جائے گی جناب جو ہیروئین نہ ملنے پر کسی ہیروئنچی کی ہو جاتی ہے وہ تڑپ اٹھے گا دیوانوں کی سی حرکتیں کرے گا اور ان گولیوں کے حصول کے لئے سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا"

"ٹھیک ہے" عمران نے سر ہلایا۔ "ماتحتوں کو روانہ کیا۔؟"

"جی ہاں" بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"اوکے" عمران نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔

"تم لوگوں نے ایک نئی مصیبت کھڑی کر دی ہے" قیمتی سوٹ میں ملبوس شخص نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے فرد سے کہا۔

"اس میں مصیبت کی کیا بات ہے۔؟" اس فرد نے کہا۔ "تم اپنے بینک منیجر کو فون کر کے چیک کینسل کروا سکتے ہو"

"چیک کینسل ہو جائے گا وہ کوئی پرابلم نہیں ہے"

"پھر۔؟" اسنے پوچھا۔ "مصیبت کیا ہے۔؟"

"مصیبت یہ ہے کہ چیک پولیس کے ہاتھ لگے ہیں اور پولیس یہ جاننا چاہے گی کہ میں نے اتنی بڑی رقم کا چیک تمہیں کیوں دیا۔؟"

"احمق ہی رہو گے تم" وہ ہنس کر بولا۔

"کیا۔؟" قیمتی سوٹ والا اچھل کر بولا۔ "تم... تم... دو ٹکے کے آدمی مجھے احمق کہہ رہے ہو۔ مجھے یعنی کروڑپتی سیٹھ رزاق....."

"بس بس" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تاؤ کھانے کی ضرورت نہیں ہے میں نے جو کہا ہے وہ صحیح ہے کیونکہ اگر تم ذرا سا غور کرتے تو بات سمجھ میں آجاتی اور چیک جاری کرنے کا بہانہ ہاتھ لگ جاتا۔"

"وہ کیا تم ہی بتلا دو" وہ غرایا۔

"تم نے چیک سیلف دیا تھا لہذا کہہ سکتے ہو کہ ایک سودے کے لئے چیک بنا کر جیب میں رکھا تھا جو کہ جیب کٹ جانے پر نکل گیا اور تم بینک کو اسکے کھو جانے اور اسے کینسل کرنے کے لئے کہہ چکے ہو"

"اوہ" اسکے منہ سے نکلا۔ "گڈ"

"اب کہو کیا میں نے تمہیں احمق کہہ کر غلطی کی تھی۔؟"

"بکو مت" وہ غرایا تھا۔

"چلو چیک بناؤ مجھے واپس بھی جانا ہے کالا سایہ منتظر ہوگا۔"

"ہاں" قیمتی سوٹ والے نے کہا۔ "ابھی بناتا ہوں"

"آج کی رقم بھی اسی میں شامل کر دینا" اسنے پھر کہا۔

"ٹھیک ہے" اسنے سر ہلایا اور چیک بنانے لگا چیک بنانے کے بعد اسنے

دستخط کئے اور چیک بک سے پھاڑ کر اسے تھما دیا۔

"ٹھیک ہے" اسنے رقم پر نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"آج کا کوٹا دو" قیمتی سوٹ والے نے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں" اسنے کہا اور اپنے قدموں میں رکھا ہوا بریف کیس اٹھا کر میز پر رکھ کر کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا بیگ نکال کر اسے تھماتے ہوئے کہا۔ "اس میں سو گولیاں ہیں"

"بس۔؟" قیمتی سوٹ والے نے کہا۔

"ہاں اور وہ اس لئے کہ ان کی پاور پہلے والی گولیوں سے ڈبل ہے یعنی وہ دو گولیاں اور یہ ایک برابر رہیں گی۔"

"اگر ایسا ہے تو ٹھیک ہے" اسنے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ میں نے کہا ہے اسے یاد رکھئے گا"

"اس میں دوبارہ کہنے والی بات کوئی نہیں ہے" قیمتی سوٹ والے نے غرا کر کہا۔ "...ہدایت پر عمل کرنے میں میرا ابھی فائدہ ہے اور کوئی شخص بھی اپنے فائدے کو نہیں ٹھکراتا"

"ویری گڈ" اسنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا ٹھیک اسی لمحے فون کی گھنٹی بجی اور وہ رک گیا اسکے ساتھ ہی قیمتی سوٹ والے نے ماسٹر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ایک بٹن دبا دیا۔

"ڈرینا بول رہی ہوں سر" دوسری جانب سے قیمتی سوٹ والے کی سکریٹری کی آواز سنائی دی۔

"ہاں کیا بات ہے ڈینا۔؟" وہ غرا کر بولا۔

"ایک انسپکٹر آپ سے ملنا چاہتے ہیں سر۔"

"انسپکٹر مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔؟" قیمتی سوٹ والے نے کہا۔ "مگر کیوں۔؟"

"یہ بات وہ آپ ہی کو بتائیں گے سر۔"

"ایک منٹ ہولڈ کرو۔" قیمتی سوٹ والے نے بریف کیس والے کا اشارہ پاتے ہوئے کہا اور بٹن آف کرتے ہوئے بولا۔ "کیا کہنا چاہتے ہو تم کیوں اشارہ کیا تھا۔؟"

"انسپکٹر کو اندر بلوا لو۔" اسنے سنجیدگی سے کہا۔

"اور تم۔؟" قیمتی سوٹ والے نے پوچھا۔

"میں ایک کاروباری آدمی ہوں۔" اسنے کہا۔ "اور کسی معاملے میں تم سے معاہدہ کرنے آیا ہوں۔"

"ہونہہ۔" وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر سر ہلا کر بولا۔ "سوچ لو ایسا نہ ہو کہ انسپکٹر تمہاری طرف سے شبہ میں مبتلا ہو جائے۔"

"نہیں ہوگا بلالو اسے۔"

"رائیٹ۔" اسنے سر ہلایا اور بٹن آن کرتے ہوئے بولا۔ "ٹھیک ہے انسپکٹر کو بھیج دو۔"

"رائیٹ سر۔" سکریٹری کی آواز آئی اور رابطہ منقطع ہو گیا پھر دو منٹ بعد ہی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

"آجائیے۔" قیمتی سوٹ والے نے کہا تھا۔

فوراً ہی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر آ گیا اس کے جسم پر قیمتی کپڑے کا سوٹ تھا اسکے اشارے پر وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب وہ ان دونوں کا جائزہ لے رہا تھا۔

"فرمائیے۔" قیمتی سوٹ والے نے پوچھا۔ "سکریٹری کے بیان کے مطابق آپ کسی معاملے میں مجھ سے ملنا چاہتے تھے۔؟"

"جی ہاں۔" انسپکٹر نے کہا۔ "ایک چیک کے سلسلے میں بات کرنا تھی۔"

"چیک۔؟" قیمتی سوٹ والے نے کہا۔

"جی ہاں۔" انسپکٹر نے سر ہلا کر جیب سے چیک نکالتے ہوئے کہا۔ "یہ چار لاکھ روپے کا چیک ہے سیلف اور بیرر۔"

"آپ اس بارے میں کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔؟" قیمتی سوٹ والے نے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ انسپکٹر کچھ کہتا بریف کیس والا انسپکٹر کی طرف مڑتے ہوئے بول پڑا۔

"آپ بغیر وردی میں پوچھ گچھ کرنے آتے ہیں۔؟"

"جی ہاں اور اسکی وجہ میرے کارڈ پر تحریر ہے۔" انسپکٹر نے سنجیدگی سے کہا اس وقت اگر ایکسٹو کے ماتحت اسکی سنجیدگی دیکھتے تو حیرت زدہ رہ جاتے کیونکہ عمران اور سنجیدگی دو متضاد باتیں تھیں جو اس وقت ایک ہی جگہ اکٹھی نظر آ رہی تھیں۔

"کارڈ۔؟" اسنے دوہرایا اور کارڈ اٹھا کر پڑھنے لگا جس پر انسپکٹر امجد فرام سی آئی بی تحریر تھا۔

"محکمہ خفیہ والوں کو وردی کی ضرورت کم ہی پڑتی ہے" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ سمجھ گیا" اس نے سر ہلایا۔

"ہاں آپ چیک کے بارے میں کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔؟

"یہی کہ یہ آپ نے کسے دیا تھا۔؟

"کسی کو بھی نہیں" قیمتی سوٹ والے نے کہا۔

"کیا مطلب۔؟ عمران نے پوچھا۔

"یہ چیک ایک پارٹی کو دینے کے لئے میں نے بنایا تھا مگر کل ساحل سے واپس آتے ہوئے جیب کٹ گئی تھی پورا بٹوا صاف ہو گیا تھا اور یہ چیک بھی اسی میں رکھا ہوا تھا جو اب آپ کے پاس ہے"

"اچھا۔؟ عمران نے سر ہلایا۔ آپ نے رپورٹ لکھوائی ہے۔؟

"میں اسکے بارے میں رپورٹ کرنے ہی والا تھا کہ آپ پہونچ گئے"

"اس چیک کے بارے میں اور کوئی بات جو آپ بتانا چاہیں۔؟

"جی نہیں" قیمتی سوٹ والے نے سر ہلا دیا۔

"جانتے ہیں یہ چیک کہاں سے ملا ہے۔؟

"مجھے آپ بتائیں گے تب معلوم ہوگا کہ یہ آپکو کیسے اور کہاں سے ملا ہے ورنہ غیب کا علم میں نہیں جانتا"

"یہ ایک ایسے بریف کیس سے ملا ہے جس میں اس قسم کے دس پندرہ چیک اور بھی موجود تھے" عمران نے کہا۔

"کیا۔؟ وہ حیرت ظاہر کرتے ہوئے بولا۔ یہ وہاں کیسے پہونچ گیا

انسپکٹر صاحب۔؟

"یہ آپ ہی بتائیں گے" عمران اسے گھور کر بولا۔

"میں سمجھا نہیں" قیمتی سوٹ والے نے کہا۔

"یوں سمجھئے کہ جس بریف کیس سے آپ کے چیک سمیت بہت سے چیک ملے ہیں اسی بریف کیس سے گولیوں سے بھرے چھوٹے چھوٹے بیگ بھی ملے ہیں اور جانتے ہیں وہ کیسی گولیاں ہیں۔؟

"آپ ہی بتلا دیجئے" قیمتی سوٹ والے نے کہا۔

"وہ گولیاں منشیات سے بنی ہوتی ہیں"

"ان کا مجھ سے کیا تعلق۔؟ قیمتی سوٹ والے نے کہا۔

"بہت بڑا تعلق ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی"

"کیا کہنا چاہتے ہیں آپ۔؟ وہ غرا کر بولا۔

"یہی کہ آپ کا یہ چیک منشیات فروخت کرنے والوں کے پاس کیسے پہونچ گیا۔؟ عمران اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے بولا۔

"منشیات فروخت کرنے والوں کے پاس" قیمتی سوٹ والے نے دہرایا اسکے چہرے پر کئی رنگ آکر گزر گئے تھے۔

"جی ہاں" عمران نے سر ہلایا۔

"اس بارے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں" قیمتی سوٹ والے نے کہا۔

"ممکن ہے جس نے جیب کاٹی ہو وہ منشیات فروش بھی ہو۔"

"تو آپ اس بارے میں کچھ نہیں جانتے۔؟

"جی نہیں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"ان دنوں کوئی آپ کو بلیک میل کر رہا ہے۔؟"

"بلیک میل اور مجھے۔؟" وہ ہنس کر بولا۔ "کس ماں کے لعل میں جرأت ہے مجھے بلیک میل کرنے کی۔؟"

"ہے ایک ہستی۔" عمران نے کہا۔ "جو آپ کو بلیک میل کر سکتی ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کر رہی ہے۔"

"کک... کیا کہنا چاہتے ہیں آپ۔" وہ غرایا۔

"یہی کہ آپ کو بلیک میل کیا جا رہا ہے اور یہ چیک آپ نے اسی بلیک میلر کو دیا ہے۔" عمران ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا۔

"آپ میری توہین کر رہے ہیں انسپکٹر۔" وہ غرایا۔

"توہین نہیں کر رہا۔" عمران نے کہا۔ "بلکہ حقائق بتا رہا ہوں۔"

"میں نے زندگی میں کوئی ایسا کام نہیں کیا جس کا سہارا لے کر کوئی مجھے بلیک میل کر سکے لہذا آپ اس بات کو بار بار نہ دوہرائیں یہی آپ کے حق میں بہتر ہے۔"

"اپنا اچھا برا میں خوب جانتا ہوں۔" عمران نے کہا۔ "البتہ آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ بلیک میل ہونا......"

"شٹ اپ۔" قیمتی سوٹ والا غرایا۔ "مجھے کوئی بلیک میل نہیں کر رہا۔ کسی میں جرأت نہیں ہے کہ مجھے بلیک میل کر سکے۔"

"ہے ایک ہستی جو ایسا کر رہی ہے۔" عمران نے کہا۔

"پھر وہی۔" وہ غرایا۔

"مجھے کہنے دیجئے۔" عمران نے کہا۔ "جو ہستی آپ کو بلیک میل کر رہی ہے اور جس کا آپ کچھ نہیں بگاڑ سکتے وہ ہے کالا سایہ۔"

"کیا۔؟" قیمتی سوٹ والا کپکپا کر بولا۔

"ہاں کالا سایہ۔" عمران غرایا اس نے قیمتی سوٹ والے کے ساتھ ہی دوسرے آدمی کو بھی کالا سایہ کے نام پر چونکتے دیکھا تھا۔

"میں کسی کالے سائے کو نہیں جانتا۔" قیمتی سوٹ والا کپکپا کر بولا۔ "آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"نہیں میں صحیح کہہ رہا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"چلے جاؤ یہاں سے۔" قیمتی سوٹ والے نے کہا۔ "تمہاری بک بک سننے کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے سمجھے۔"

"وقت نکالنا پڑے گا جناب۔" عمران نے کہا۔

"جاتے ہو یا میں سر رحمان کو فون کروں۔؟" وہ غرایا۔

"غصے میں آپ اپنا ہی نقصان کریں گے۔" عمران نے کہا۔

"تم یوں نہیں مانو گے۔" وہ ریسیور اٹھاتا ہوا بولا۔

"جا رہا ہوں۔" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

"جاؤ دفع ہو جاؤ۔" قیمتی سوٹ والے نے غرا کر کہا اور ریسیور کریڈل پر بڑے زور سے پٹخ دیا۔

"مگر اتنا بتائے دیتا ہوں کہ کالا سایہ تمہاری دولت ہی نہیں

لوٹے گا عزت تک لوٹ لے گا اور پھر تمہارے پاس خودکشی کرنے کے علاوہ
اور کوئی چارہ کار نہیں رہے گا"

"بکومت جاؤ" وہ دہاڑا اور عمران مرہلاتا ہوا کمرے سے نکل
آیا دروازے کے دوسری جانب کمرے کے کونے پر سکریٹری گم سم بیٹھی
ہوئی تھی شاید وہ اپنے باس کی دہاڑیں سن کر سہم گئی تھی۔ عمران نے اسے
مسکرا کر دیکھا اور باہر آگیا۔

عمارت سے نکل کر وہ بڑی تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا
گاڑی میں بیٹھتے ہی اسنے ڈیش بورڈ کھول کر اس میں موجود ٹرانسیٹر
کو باہر نکالا اور آپریٹ کرنے لگا وہ آتے ہوئے اسکی میز کے نیچے ایک
طاقتور بگ لگا آیا تھا۔

"تم نے اپنے رویئے سے اسے مشکوک کر دیا ہے" عمران نے ریسیور
پر اس دوسرے آدمی کی آواز سنی۔

"تم نے دیکھا اور سنا نہیں کہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔؟"

"سب کچھ دیکھا اور سب کچھ سنا ہے" وہ بولا۔ "مگر تمہیں وہ
رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے تھا"

"پھر" اسنے قیمتی سوٹ والے کی آواز سنی۔ "کیا میں اسے یہاں
بیٹھا کر چائے یا کافی پلاتا۔؟"

"ایسا کرتے تو بہت ہی اچھا ہوتا"

"بس بس رہنے دو" وہ غرایا۔

"آئندہ وہ آئے تو اپنے آپ پر قابو رکھنا" وہ تنبیہہ کرنے والے لہجے میں بولا۔ "جو
لوگ پولیس کی نگاہوں میں مشکوک ہو جاتے ہیں باس ان کو پسند نہیں کرتا اور اس ناپسندیدگی
کا مطلب تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ کیا ہوتا ہے"

"سمجھ گیا" قیمتی سوٹ والے کی آواز ابھری۔ اب اسکی آواز میں غراہٹ نہیں
تھی" وہ پھر بولا۔ "کیا وہ پھر آئے گا۔؟"

"آنا چاہیے" بریف کیس والے نے کہا "کیونکہ تم نے اسے مشکوک کر دیا ہے
وہ پوچھ گچھ کے لئے دوبارہ آسکتا ہے"

"ٹھیک ہے" قیمتی سوٹ والے کی آواز آئی۔ "اگر وہ دوبارہ آیا تو میں اسے
ہموار کرنے اور ہڈی منہ میں دینے کی کوشش کرونگا"

"اس طرح تم براہ راست مشکوک ہو جاؤ گے" وہ بولا۔ "اسے یقین ہو جائے
گا کہ جیک تم ہی نے ہمیں دیا ہے"

"یقین تو اسے اب بھی ہے" قیمتی سوٹ والے نے کہا۔

"ہاں مگر تمہارا بہانہ ایسا ہے کہ وہ اسے رد نہیں کر سکتا"

"اسی لئے میں اسکے منہ میں ہڈی دینا چاہتا ہوں یہ کہہ کر کہ میرے پاس وقت
نہیں ہے اور وہ اس معاملے کو اسی جگہ ختم کر دے"

"یہ تم عقلمندی کرو گے" بریف کیس والے نے کہا۔ "بشرطیکہ وہ دوبارہ
آجائے اور تمہاری طرف سے زیادہ مشکوک نہ ہو"

"ٹھیک ہے اب میں اس معاملے کو نمٹا لونگا"

"پھر میں چلوں۔؟" بریف کیس والے نے کہا۔

"ہاں۔" قیمتی سوٹ والے کی آواز آئی اور خاموشی چھا گئی۔ عمران اپنی جگہ بیٹھا عمارت کی جانب دیکھتا رہا تین چار منٹ بعد بریف کیس والا نظر آیا تھا وہ ایک سیاہ گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔ عمران نے سیاہ گاڑی کے نمبر ذہن نشین کئے اور اپنی گاڑی سیاہ گاڑی کے تعاقب میں ڈال دی۔

سیاہ گاڑی کا سفر ایک دوسری کاروباری عمارت کے گیٹ پر ختم ہوا تھا بریف کیس والا گاڑی پارکنگ میں روک کر عمارت میں داخل ہو گیا۔ عمران نے اپنا کوٹ الٹ کر پہنا پھر گاڑی لاک کر کے عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ لفٹ باکس میں دس بارہ آدمی سوار تھے۔

وہ بھی اندر گھسا اور ایک کونے میں کھڑا ہو گیا بریف کیس والا آخری کونے میں تھا اور عمران نے سر جھکا رکھا تھا اس لئے اسے امید نہیں تھی کہ اسنے عمران کو دیکھا اور پہچانا ہو گا چھٹی منزل پر لفٹ رکی اور وہ اتر گیا کچھ اور لوگ بھی اترے تھے۔

عمران بھی اتر گیا۔

پھر وہ بریف کیس والے کے مخالف سمت رخ کر کے ایک بورڈ پڑھنے لگا بریف کیس والا ایک دروازے میں داخل ہو گیا تھا۔

عمران مڑا اور اسی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا پھر دروازے میں داخل ہوتے ہی اسنے بریف کیس والے کو دیکھا جو اس کمرے میں داخل ہو رہا تھا جس پر ڈائریکٹر کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔ عمران اندر داخل ہو کر دروازے سے ذرا آگے بنے ہوئے دفتر استقبالیہ پر رک گیا۔

"فرمایئے۔؟" لیڈی ریسیپشنسٹ نے پوچھا تھا۔

"ڈائریکٹر صاحب سے ملاقات کرنی ہے۔"

"آپکا نام۔؟" وہ اسے گھور کر بولی۔

"انسپکٹر امجد علی۔" عمران نے کہا اور اسی نام کا کارڈ نکال کر اسکے سامنے رکھ دیا۔ اسنے ایک نگاہ کارڈ پر ڈالی اور بولی۔

"دس منٹ انتظار کرنا ہو گا جناب۔"

"کیوں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"صاحب مصروف ہیں کوئی کاروباری میٹنگ چل رہی ہے اسکے خاتمے پر ہی میں آپ کو اندر بھیج سکونگی۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے سر ہلایا۔

"اتنے آپ برابر والے کمرے میں بیٹھ جایئے صاحب کے فارغ ہوتے ہی میں آپ کو بلوا لونگی۔ ٹھیک ہے۔؟"

"ہاں۔" عمران نے کہا اور اس کمرے میں چلا آیا جس کی طرف لڑکی نے اشارہ کیا تھا یہ کمرہ ڈائریکٹر کے کمرے کے برابر والا تھا اندر داخل ہوتے ہی عمران نے لڑکی کی طرف دیکھا جو اپنے کام میں مصروف ہو گئی تھی۔

لڑکی کی طرف سے مطمئن ہو کر وہ کمرے کا جائزہ لینے لگا اس کمرے اور ڈائریکٹر جنرل کے کمرے کے درمیان ایک روشندان موجود تھا خاصہ چوڑا روشندان تھا اور بلندی بھی زیادہ نہیں تھی۔ عمران اسی طرف بڑھا۔ روشندان کے نیچے ایک میز رکھی تھی اور اس پر چائے کے برتن رکھے ہوئے تھے۔

عمران نے برتن سرکائے اور میز پر چڑھ گیا میز پر چڑھنے کے بعد اس کا سر بڑی آسانی سے روشندان تک پہنچ گیا اس نے روشندان کا شیشہ ذرا سا ہٹا کر اندر جھانکا بریف کیس والا ایک موٹے اور لحیم شحیم آدمی کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور وہ لحیم شحیم آدمی اس سے کہہ رہا تھا۔

" یہ تم لوگوں کی حماقت ہے مسٹر سولارڈ "

" کیا مطلب۔؟ بریف کیس والے نے کہا۔

" مطلب یہ کہ تم لوگوں سے یہ حماقت کیسے ہوئی کہ چیک پولیس تک پہنچ گیا" لحیم شحیم آدمی غرا کر بولا۔

" اس بحث کو چھوڑو " سولارڈ نے کہا۔ اور میری بات توجہ سے سنو"

" کیا کہنا چاہتے ہو۔؟

" یہ کہ اگر کوئی انسپکٹر اس سلسلے میں پوچھ گچھ کرنے آئے۔۔۔۔"

" تو کیا پولیس اس سلسلے میں انکوائری کر رہی ہے۔؟ لحیم شحیم آدمی سولارڈ کی بات کاٹ کر بولا تھا۔

" ہاں " سولارڈ نے کہا۔ اور تمہیں یہی کہنا ہے کہ وہ چیک تم سے کہیں گر گیا ہے اور تم نے بنک کو اسے کینسل کرنے کی اطلاع دے دی ہے۔"

" ہونہہ " لحیم شحیم آدمی غرایا تھا۔

" بلکہ ابھی بنک کو کال کر کے اس چیک کی منسوخی کی اطلاع کر دو تاکہ تمہاری بات میں وزن رہے " سولارڈ نے کہا۔

" یہی کرنا ہوگا" وہ رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرتا ہوا بولا " تم لوگوں کی حماقتوں نے میرے لئے مصیبت کھڑی کر دی ہے"

" کوئی مصیبت نہیں ہے " سولارڈ نے کہا۔ البتہ اگر تم نے خود پر قابو نہیں رکھا اور پوچھ گچھ کے دوران انسپکٹر کو مشکوک کر دیا تو بات دوسری ہو جائے گی اور شاید پھر تم حقیقتاً مصیبت میں پڑ جاؤ "

" بکو مت۔" لحیم شحیم آدمی غرایا پھر کچھ کہنے سے پہلے ہی فون کی طرف متوجہ ہو گیا کیونکہ دوسری جانب سے لائن مل گئی تھی وہ پانچ چھ منٹ فون پر بات کرتا رہا پھر رسیور رکھ کر کچھ سوچنے لگا۔

" کیا ہوا۔؟ سولارڈ نے پوچھا۔

" میں نے چیک کینسل کرنے اور گم ہونے کے بارے میں بنک کو بتا دیا ہے"

" گڈ" سولارڈ نے کہا۔ اب تم مجھے دوسرا چیک بنا دو "

" کیا۔؟ لحیم شحیم آدمی غرایا۔

" میں نے کوئی آفاقی زبان استعمال نہیں کی ہے" سولارڈ نے کہا۔

" اب میں تمہیں کوئی چیک نہیں دوں گا"

" کیا۔؟ سولارڈ غرایا۔ دماغ ٹھکانے ہے تمہارا۔؟

" پہلے نہیں تھا مگر اب آ گیا ہے " لحیم شحیم آدمی نے کہا۔

"کیا مطلب۔؟" سولارز غرایا۔

"کل جب تمہیں چیک دیا تھا تو۔۔۔۔"

"چیک مجھے نہیں دیا تھا۔" سولارز نے بات کاٹ کر کہا۔ "اور جسے دیا تھا وہ اب تک موت کی آغوش میں جا چکا ہے۔"

"کیا۔؟" وہ چونک کر بولا۔

"ہاں۔" سولارز نے کہا۔ "پولیس مقابلے میں وہ مارا جا چکا ہے۔"

"کب۔؟" لحیم شحیم آدمی نے کہا۔ "میں نے تو اسے کل رات۔۔۔۔"

"کل رات ہی کی بات ہے۔" سولارز نے جھوٹ پر جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔

"بہرحال میں کل ہی سے سوچ رہا تھا کہ تم لوگوں کو اتنی بڑی رقم دے کر میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے مسٹر سولارز۔"

"اوہ۔" سولارز غرایا۔

"اب یہ میری خوش قسمتی ہے کہ وہ چیک تم سے گم ہو گیا اور میں ایک بڑی رقم کے خسارے سے بچ گیا۔"

"تو گویا تم اب وہ رقم نہیں دو گے۔؟"

"نہیں دینی نہیں اب میں کوئی رقم بھی نہیں دونگا۔"

"اس کا انجام جانتے ہو نا۔؟" سولارز غرایا۔

"ہاں اور وہ یہ کہ تم گولیوں کی سپلائی بند کر دو گے بس۔"

"سپلائی بند ہونے کے بعد تم کتوں کی طرح بلبلاتے پھرو گے عورتوں کی طرح روؤ گے اور مرتے ہوئے آدمی کی طرح تڑپو گے اور تمہارے لبوں پر ایک ہی جملہ

ہو گا اور تم کہو گے سولارز خدا کے لئے گولیاں دے دو ورنہ میں مر جاؤں گا۔ رحم کرو مجھ پر۔ میری دولت لے لو اور گولیاں دے دو۔" سولارز غراہٹ بھرے لہجے میں بولا۔

"اب ایسا نہیں ہو گا مسٹر سولارز۔" لحیم شحیم آدمی نے کہا۔

"سوچ لو ایسا نہ ہو کہ بعد میں پچھتانا پڑے۔"

"نہیں۔" لحیم شحیم آدمی نے کہا۔ "میں نے اچھی طرح سوچ لیا ہے۔"

"کیا کسی دوسری جگہ سے گولیاں مل گئی ہیں۔؟" سولارز نے پوچھا اسکے لہجے میں ہلکی سی جھلاہٹ تھی۔

"ایسا ہی سمجھ لو مسٹر سولارز۔"

"کون ہے وہ جو تمہیں مال سپلائی کر رہا ہے۔" سولارز غرایا۔

"تمہیں اس سے کیا۔؟"

"ہونہہ۔" سولارز نے ہنکارہ بھرا پھر بولا۔ "گویا تم کالے سائے سے ٹکر لینا چاہ رہے ہو اس کا انجام جانتے ہو کیا ہو گا۔؟"

"یہی کہ جب نیا مال سپلائی کرنے والا تمہارے سارے گاہک توڑ لے گا تو کالے سائے کو خودکشی کرنا پڑ جائے گی۔"

"تو یہ بات ہے۔" سولارز نے کہا چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا۔ "اب تم اپنی موت کا انتظار کرو۔"

"میں یا تم۔؟" وہ ہنس کر بولا۔

"موت کا چہرہ دیکھ کر تمہاری یہ ہنسی گم ہو جائے گی۔" سولارز غرایا۔ "میں جا رہا ہوں اور اس یقین کے ساتھ کہ تم کل صبح کا سورج اسی صورت میں

دیکھ سکو گے کہ جب کالے سانپ کا ہر مطالبہ پورا کر دو گے۔"

"دفع ہو جاؤ۔" وہ غرایا۔ "اور اب اگر یہاں پھر کبھی نظر آئے تو یاد رکھو میں تمہیں پولیس کے حوالے کر دونگا۔"

"ٹھیک ہے۔" سولارز نے غرا کر کہا۔ "کالے سانپ سے ٹکرانے والے کبھی زندہ نہیں رہتے اور اس حقیقت کو بہت جلد تم خود بھی پا لو گے۔"

"شٹ اپ اینڈ گیٹ آؤٹ۔" وہ غرایا اور سولارز پیر پٹختا ہوا کمرے سے نکل گیا عمران جلدی سے میز سے اترا اور پھرتی سے دروازے تک آ گیا پھر اس نے دروازے سے جھانکا سولارز دفتر کے مین گیٹ سے باہر نکل رہا تھا وہ بھی کمرے سے نکل کر مین گیٹ کی جانب بڑھا تھا۔

"ارے کیا آپ صاحب سے نہیں ملیں گے۔؟" ریسپشنسٹ نے پوچھا۔

"ایک کام یاد آ گیا ہے۔" عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا سولارز اسے راہداری کے آخری کونے پر باتھ روم کے قریب نظر آیا تھا پھر جیسے ہی وہ باتھ روم میں گھسا عمران اسی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دو باتھ روموں کے دروازے بند تھے عمران نے ایک کے دروازے سے کان لگا دیئے۔

اندر سے صرف پانی گرنے کی آواز آتی رہی۔ عمران نے دوسرے باتھ روم کا رخ کیا تھا دروازے سے کان لگاتے ہی وہ چونک پڑا اندر سے ایسی آوازیں آ رہی تھیں جیسے کوئی ٹرانسمیٹر آپریٹ کیا جا رہا ہو عمران نے کی ہول سے جھانکا اندر سولارز موجود تھا۔ اسکے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر تھا جس پر وہ کال کر رہا تھا۔

"ہیلو۔" چند لمحے بعد ایک کرخت آواز سنائی دی لہجہ کرخت ہی نہیں تھا اس میں ہلکی سی غراہٹ بھی موجود تھی۔

"سولارز بول رہا ہوں باس۔"

"کیا بات ہے۔؟" غراہٹ بھری آواز نے پوچھا۔

"ایک گڑبڑ پیدا ہو گئی ہے باس۔"

"وہ کیا۔؟" دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

"ایک شکار نے رقم دینے سے انکار کر دیا ہے۔"

"کون بدنصیب ہے وہ اور کیوں انکار کر رہا ہے۔؟"

"اسے دوسری جگہ سے دوا کا آسرا ہو گیا ہے باس۔"

"دوسری جگہ سے۔؟" سولارز کا جملہ دوہرایا گیا۔

"یس باس۔" سولارز نے کہا۔ "آپ مطلب سمجھ رہے ہیں نا۔؟"

"ہاں۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ "اور کیا کہتا ہے وہ۔؟"

"اسکا کہنا ہے کہ...." سولارز وہ گفتگو دوہرانے لگا جو اسکے اور لحیم شحیم آدمی کے درمیان ہوئی تھی پھر بولا۔ "آخر میں اسنے مجھے بہت ذلیل کر کے دفتر سے نکالا ہے باس اور آپ کو بھی بہت کچھ کہا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ "اب اسے بھول جاؤ۔"

"میرے لئے کیا حکم ہے باس۔" سولارز نے پوچھا۔

"دوسرے شکاروں کو دیکھو ہو سکتا ہے کوئی اور بھی تعاون کر رہا ہو اور وہ اسکے پاس بھی پہنچ گئے ہوں۔"

"رائیٹ باس" سولارز نے کہا۔

"ابھی کتنی وصولی ہوتی ہے۔؟" دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

"چھ جگہوں پر گیا تھا پانچ سے وصولی ہو گئی ہے۔"

"ٹھیک ہے بقیہ کو دیکھو جا کر۔" جملے کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تھا عمران اپنی جگہہ سے اٹھا اور برابر والے باتھ روم میں گھس گیا ایک لمحے بعد ہی اسنے سولارز والے باتھ روم کا دروازہ کھلتے دیکھا تھا دروازے کی جھری سے اسے سولارز باہر جاتا نظر آ رہا تھا اسکے باہر نکلتے ہی وہ باتھ روم سے نکل آیا۔

پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا اور دوسری جانب جھانکا سولارز بریف کیس سنبھالے لفٹ بکس میں داخل ہو رہا تھا لفٹ بکس کا دروازہ بند ہوتے ہی عمران زینوں کی طرف جھپٹا تھا۔ وہ اس وقت گراؤنڈ فلور پر پہونچا تھا کہ جب سولارز عمارت سے نکل رہا تھا۔

تعاقب پھر شروع ہو گیا تھا مگر اس بار سولارز کسی دفتر میں نہیں گیا تھا بلکہ وہ ایک ہوٹل پر رک گیا تھا۔ چند منٹ بعد عمران کافی پی رہا تھا جبکہ سولارز لنچ کرنے میں مصروف تھا عمران نے اسکی طرف سے پیٹھ کر رکھی تھی مگر دیوار گیر شیشے میں وہ اُسے واضح طور پر دیکھ رہا تھا۔

لنچ ختم کر کے وہ اٹھ گیا رخ باتھ روم کی جانب تھا۔ عمران سوچ رہا تھا کہ باتھ روم کی جانب جا کر اسے دیکھے یا نہیں۔؟ پھر اسنے باتھ روم جانا بیکار جانا تھا۔ سولارز ہاتھ دھونے گیا تھا اور اسکی واپسی اسی جگہہ ہونی تھی کیونکہ بریف کیس دوسری کرسی پر رکھا ہوا نظر آ رہا تھا۔

دو تین لمحوں تک تو عمران نے خیال نہیں کیا مگر جب چار یا پانچ منٹ گزر گئے اور سولارز نہیں پلٹا تو عمران کو چوکنا پڑا۔ وہ اٹھا اور باتھ روم کی طرف بڑھا ابھی وہ کاؤنٹر تک ہی پہونچا تھا کہ ایک ہولناک دھماکہ ہوا عمران تیزی سے اپنی سیٹ کی طرف مڑا۔

وہ جگہہ آگ بنی ہوئی تھی جہاں سولارز اور عمران بیٹھے ہوئے تھے دھماکے سے چھت کا ایک حصہ ٹوٹ کر نیچے آ گرا تھا اور بہت سے آدمی زخمی ہو گئے تھے عمران نے بریف کیس کا ایک حصہ مین گیٹ کے پاس پڑا دیکھا وہ جل رہا تھا اسکا مطلب یہ تھا کہ دھماکہ بریف کیس میں ہوا تھا۔

اور اس سے صاف ظاہر تھا کہ سولارز اپنے تعاقب سے آگاہ ہو گیا تھا اور اسنے یا تو بریف کیس سے سارا سامان نکال کر ٹائم بم سیٹ کر کے اس میں رکھ دیا تھا یا پھر وہ دوسرا بریف کیس تھا بہر حال وہ دھماکہ ٹائم بم ہی کا نتیجہ تھا اور وہ بم بریف کیس میں ہی تھا۔

عمران دروازے کی طرف جھپٹا تھا مگر پارکنگ میں سولارز کی کار نہیں تھی وہ اسے بری طرح سے چوٹ دے گیا تھا۔

راحیلہ اور اسکے باپ کا قتل فیاض کے لئے ایک معمہ بن کر رہ گیا تھا اسے

بعد میں شمیلہ کو کریدنے کی کوشش کی تھی اسکے باپ سے پوچھ گچھ کی تھی مگر دونوں نے اس معاملے سے اجنبیت کا اظہار کیا تھا شمیلہ نے تو اس سے بھی انکار کیا تھا کہ راحیلہ عمران کی موجودگی میں فیاض کو کچھ بتا رہی تھی کہ قتل کر دی گئی۔ دونوں باپ بیٹی ہر بات سے منکر ہو گئے تھے۔

اور یہ چیز فیاض کے لئے الجھن بن گئی تھی گو کہ وہ سمجھ گیا تھا کہ شمیلہ اور اسکے باپ کو کوئی زبردست دھمکی دی گئی ہے اسی وجہ سے وہ لوگ اس سے تعاون نہیں کر رہے مگر وہ کیا کرے۔؟ یہ سوال اسکے لئے جان لیوا بن کر رہ گیا تھا اور وہ بری طرح پریشان تھا۔

مشہور صنعتکار کا قتل معمولی بات نہیں تھی چہ جائیکہ اسکی بیٹی بھی بھرے پُرے ہال میں قانون کے ایک محافظ کے سامنے قتل کر دی جاتے۔؟ اخبارات نے اسکا ناطقہ بند کر کے رکھ دیا تھا۔ وہ لعن طعن کی تھی کہ فیاض باہر نکلتے ہوئے جھجک محسوس کرنے لگا تھا۔

رہی سہی کسر رحمان صاحب نے پوری کر دی تھی۔ انکے نزدیک بھی یہ ایک ڈوب مرنے والی بات تھی کہ اسکی موجودگی میں قتل ہوا اور وہ قاتل کو نہیں پکڑ سکا۔ حالانکہ اسنے تو قاتل کو دیکھا تک نہیں تھا ویسے اسے یقین تھا کہ عمران نے قاتل کو دیکھا ہے۔

نہ دیکھا ہوتا تو وہ بعد میں چلائی جانے والی گولی سے اسے اور شمیلہ کو کیسے بچاتا مگر جانے کیوں عمران نے یہ بات قبول نہیں کی تھی۔ اور اب وہ عمران ہی کی تلاش میں سرگرداں تھا۔

چند لمحے بعد اسنے عمران کے فلیٹ کے سامنے گاڑی روکی مگر اترنے سے پہلے ہی اسے چونکنا پڑا تھا عمران کا نوکر سلیمان اپنی بلڈنگ سے نکل کر ایک ٹیکسی کی طرف بڑھ رہا تھا اور اس کے ایک ہاتھ میں کی رنگ تھا جسے وہ انگلیوں پر گھماتا جا رہا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ عمران فلیٹ میں نہیں ہے۔

اسنے گاڑی آگے بڑھا دی اسکا ذہن سوچ رہا تھا کہ وہ عمران کو کہاں تلاش کرے کس جگہ وہ مل سکتا ہے۔؟ دفعتاً اسنے ایک دھماکہ سنا آواز خاصی زوردار تھی ایسا ہی لگا تھا کہ جیسے کہیں کوئی چیز دھماکے سے پھٹی ہو اسنے گاڑی روکی اور اتر کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

پھر اسی سڑک پر کافی دور اسے دھواں اور گرد و غبار نظر آیا تھا وہ گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی اسی طرف دوڑا دی وہ ایک ہوٹل کی عمارت تھی جہاں دھماکہ ہوا تھا لوگ نکل نکل کر بھاگ رہے تھے اور چیخ و پکار سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

بہت سے لوگ پیدل نکل آتے تھے اور بہت سے اپنی گاڑیوں میں وہاں سے بھاگ رہے تھے پھر اس سے پہلے کہ فیاض گاڑی سے اتر کر دھماکے کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش کرتا اسکا چہرہ کھل اٹھا ابھی ابھی ہوٹل کے پارکنگ سے نکلنے والی گاڑی میں عمران کا چہرہ نظر آیا تھا۔

اسنے گاڑی اسی کے پیچھے لگا دی اب اسے دھماکے کی وجہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں تھی یا یوں کہہ لیں کہ اب اسے دھماکے کی وجہ معلوم کرنے کے لئے وہاں جانے کی ضرورت نہیں تھی کہ جہاں دھماکہ ہوا تھا۔

وہ عمران سے سب کچھ معلوم کر سکتا تھا۔ کچھ دیر بعد عمران کی گاڑی، ٹپ ٹاپ کے پارکنگ میں داخل ہوگئی۔ فیاض اس وقت تک پارکنگ میں گاڑی نہیں لے گیا کہ جب تک عمران ہال میں نہ چلا گیا۔ چند لمحے بعد وہ ہال کے دروازے پر تھا اسے عمران ایک میز پر بیٹھا نظر آ گیا تھا وہ اسی طرف بڑھا۔

"آخاہ سوپر فیاض چلو اچھا ہوا کہ تم مل گئے" اسے دیکھتے ہی عمران نے بڑے والہانہ لہجے میں کہا تھا۔

"کیوں۔؟" فیاض غرایا۔ "میرے ملنے سے کیا بات نئی ہے۔؟"

"بہت بڑی بات نئی ہے سوپر" عمران نے کہا۔

"وہی جاننا چاہتا ہوں" فیاض غرا کر بولا۔

"میں یہاں تمہاری ہی تلاش میں آیا تھا سوپر فیاض"

"اچھا۔؟" فیاض غرایا لہجے میں بے یقینی تھی۔

"یقین کرو سوپر میں سچ کہہ رہا ہوں"

"تمہیں میری تلاش کیوں تھی۔؟"

"اس لئے کہ میں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا" عمران نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "یہ سوچ کر ادھر آیا تھا کہ تم مل گئے تو بریک فاسٹ اور لنچ دونوں ہی ایک ساتھ کر لوں گا سوپر"

"ہونہہ" فیاض اکڑا ہی رہا۔

"اب تم لنچ کا آرڈر دو سوپر" عمران نے کہا۔ "کیونکہ میری جیبیں خالی ہیں اور خالی جیب کوئی آرڈر سرو نہیں کیا جاتا"

"بکواس مت کرو" فیاض غرایا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں سوپر" عمران نے کہا۔ "یقین نہ ہو تو فلیٹ کال کر کے سلیمان سے پوچھ لو وہ تمہیں بتائے گا کہ دودھ والے نے پرچون والے نے بیکری والے نے سب نے ادھار دینا بند کر رکھا ہے"

"تم دونوں نوکر مالک جھوٹے ہو" فیاض غرایا۔

"ارے۔ کک۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو سوپر" عمران جلدی سے بولا۔ "سلیمان نے سن لیا تو بے حد ناراض ہوگا"

"ناراض کے بچے وہ تمہارا نوکر ٹیکسیوں میں گھومتا پھر رہا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ کھانے کو کچھ نہیں ہے"

"ہائیں" عمران چونکا۔ "وہ ٹیکسی میں پھر رہا ہے۔؟"

"ہاں ابھی چند منٹ پہلے میں نے اسے ٹیکسی میں بیٹھے دیکھا ہے"

"اوہ تو یہ بات ہے" عمران ہاتھ نچا کر بولا۔ "سمجھ لوں گا اس ناہنجار سے"

"سمجھتے رہنا" فیاض نے کہا۔ "پہلے یہ بتاؤ کہ میں تمہارے ہاتھوں میں یہاں ہتھکڑیاں لگاؤں یا دفتر لے جا کر"

"وہ سوپر تم نے سنا نہیں سیانے کیا کہہ گئے ہیں" عمران نے کہا۔ پھر خود ہی بولا۔ "وہ کہہ گئے ہیں کہ پہلے پیٹ پوجا پھر کام دوجا لہٰذا پہلے تم لنچ کا آرڈر دو پھر دوسرا کام ہوگا"

"لنچ میں تمہیں سلاخوں کے پیچھے کراؤں گا" فیاض نے دانت پیسے

"ہائیں" عمران اس طرح چونکا جیسے فیاض کے موڈ کو پہلی بار سمجھا ہو

پھر بولا۔ یہ تم کیا اُول فول بک رہے ہو سوپر۔؟

"اُول فول نہیں" فیاض غرایا۔ صحیح کہہ رہا ہوں تم پر ایک دھماکے کا الزام ہے جس میں کچھ لوگ مر بھی گئے ہیں"

"دھماکہ کیسا دھماکہ سوپر" عمران دھماکے کے نام پر چونکا ضرور تھا مگر اسنے فیاض کو اسکا احساس نہیں ہونے دیا اور بولا۔ کہیں گھاس تو نہیں کھا گئے ہو۔؟

"گھاس کے بچے وہ دھماکہ کیسا تھا۔؟ فیاض غرایا۔

"مجھے کیا پتہ تم کس دھماکے کی بات کر رہے ہو۔؟ عمران نے شانے اچکا کر بڑی لاپرواہی سے کہا اور فیاض غرایا۔

"اسی ہوٹل کے دھماکے کی جہاں سے ابھی نکل کر بھاگے ہو اور سیدھے یہاں آکر دم لیا ہے۔ بولو۔ کہہ دو یہ جھوٹ ہے۔؟

"تو یہ بات ہے" عمران نے سر ہلایا۔

"ہاں" فیاض نے کہا۔ کہو ڈال دوں ہتھکڑیاں۔؟

"ضرور" عمران نے سر ہلایا پھر بولا۔ مگر پیٹ پوجا کے بعد"

"میرے پاس فالتو رقم نہیں ہے جو تم پر لٹاتا پھروں" فیاض غرایا۔

"فالتو نہیں" عمران نے کہا۔ میں اس رقم کی بات کر رہا ہوں جو تم نے کل لیڈی عامر سے وصول کی ہے"

"کیا۔؟ فیاض چونکا تھا۔ تم۔۔۔۔ تم۔۔۔۔"

"ہاں ہیں" عمران نے کہا۔ غالباً مردہ بچے کی لاش غائب کرنے والا کیس دبانے کے تم نے پچاس ہزار وصول کئے ہیں"

"بس بس احمق کہیں کے خاموش رہو" فیاض بوکھلا کر بولا اسکی غراہٹ اور تیزی ایک لمحے میں غائب ہو گئی تھی۔

"چلو خاموش ہو جاتا ہوں مگر کیا تم کاروان ہوٹل سے ہونے والی دو لاکھ کی آمدنی میں سے مجھے کچھ۔۔۔۔۔"

"عمران کے بچے" فیاض نے دانت پیسے پھر ویٹر کو بلا کر لنچ کا آرڈر دینے لگا عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"یہ ہوئی نا بات" فیاض کے آرڈر دینے کے بعد عمران نے کہا۔

"کبھی ہتھے چڑھے تو ساری کسر نکال لونگا سمجھے" فیاض نے دانت پیستے ہوئے کہا وہ شعلہ بار نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔

"ضرور ضرور" عمران نے کہا۔ ہاں تو سوپر تمہیں میری تلاش کیوں تھی۔؟

"کیا۔؟ فیاض بری طرح سے چونکا تھا۔

"میں نے آسان اردو میں کہا ہے سوپر" عمران نے کہا۔

"مجھے کیوں ہونے لگی تمہاری تلاش۔؟ فیاض جھلا کر بولا لیکن اسکے لہجے کے کھوکھلے پن سے صاف ظاہر تھا کہ وہ غلط کہہ رہا ہے اور عمران جیسے جہاندیدہ فرد نے ایک لمحے میں اسے بھانپ لیا تھا۔

"پھر مجھے تمہاری تلاش ہوگی سوپر" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"اندازے مت ٹھوکا کرو" فیاض غرایا۔

"اندازوں پر ہی سراغرسانی کا تاج محل کھڑا کیا جاتا ہے مائی ڈیئر سوپر فیاض" عمران نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا بس۔" فیاض نے کہا لہجہ نرم تھا۔

"ہاں تو جب تک لنچ سرو ہو تم شروع ہو جاؤ۔"

"کیا شروع ہو جاؤں۔؟" فیاض نے پوچھا۔

"یہی کہ تمہاری بکری کے کتنے بچے ہیں اور بطخ نے کتنے مگرمچھ جنے ہیں اور گائے کے انڈے......"

"بس بس بکواس مت کرو۔" فیاض جھلا کر بولا۔

"تو پھر واقعی تم کو میری تلاش نہیں تھی۔؟"

"نہیں۔" فیاض نے نفی میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا۔ "میں لنچ کرتے ہی اٹھ جاؤں گا۔"

"میری بلا سے چاہو تو ابھی اٹھ جاؤ۔"

"ابھی نہیں۔" عمران نے ویٹر کو آتے دیکھ کر کہا۔ "لنچ کرنے اور بیس ہزار کمیشن لینے کے بعد اٹھوں گا۔"

"ہتھکڑیاں لگا دوں گا۔" فیاض غرایا مگر لہجے میں وزن نہیں تھا۔

"ضرور۔" عمران نے کہا اور خاموش ہو گیا۔ ویٹر سر پر آ گیا تھا وہ ٹرالی سے نکال کر پلیٹیں لگانے لگا پھر ویٹر کے جاتے ہی عمران مربھکوں کی طرح کھانے پر ٹوٹ پڑا تھا۔

"کھانا کہیں بھاگ نہیں رہا۔" فیاض غرایا۔

"اس کی پرواہ کیے بغیر تم بھی شروع ہو جاؤ۔" عمران نے کہا اور چکن روسٹ ادھیڑنے لگا۔ فیاض نے بھی ہاتھ بڑھا دیا تھا۔

کھانا ختم ہونے کے بعد فیاض نے کافی کا آرڈر دیا اور سوچنے لگا کہ وہ کس طرح سے بات شروع کرتے جبکہ وہ کہہ چکا ہے کہ اسے عمران کی تلاش نہیں تھی ادھر عمران بڑی لاپرواہی سے ایک عورت کو گھور رہا تھا وہ ایک قیمتی ساڑھی میں ملبوس تھی کانوں اور گلے میں زیور بھی موجود تھا۔

رکھ رکھاؤ سے وہ خاصی معزز لگ رہی تھی اور وہ عمران ہی کی جانب دیکھ رہی تھی کبھی کبھی وہ فیاض کو بھی دیکھ لیتی تھی جس کی پیٹھ عورت کی جانب تھی، یک بیک عمران کو شرارت سوجھی اور اس نے گردن سے خفیف سا اشارہ اس عورت کو کر دیا۔

عورت نے مسکرا کر گردن کی اثباتی جنبش سے جوابی اشارہ کیا پھر بڑی ادا سے اٹھی ساڑھی درست کی اور نپے تلے قدم رکھتی ہوئی عمران کی میز کی طرف آنے لگی ایک لمحے میں اس نے اپنا معززپن ختم کر دیا تھا اور اب ایک عام سی کال گرل بن گئی تھی۔

"ہیلو۔" وہ عمران کے برابر والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"کیسے ہلوں گر پڑوں گا۔" عمران نے جواباً کہا تھا۔

"تم۔" دفعتاً فیاض کے منہ سے غراہٹ نکلی عورت نے سر گھما کر فیاض کو دیکھا اور پھر اس طرح ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی جیسے بیٹھتے ہی الیکٹرک شاک لگا ہو دوسرے ہی لمحے وہ مڑی اور تیزی سے خارجی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی عمران ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا۔

"کال گرل تھی۔" فیاض نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"آ...آ...اچھا..." عمران نے ہکلا کر کہا۔

"خود کو بڑا معزز پوز کرتی ہے ریٹ بھی خاصا اونچا ہے ایک دفعہ ایک بنگلے میں چھاپے کے دوران یہ بھی دوسری عورتوں کے ساتھ پکڑی گئی تھی بس جب ہی سے میری صورت دیکھ کر بھاگتی ہے۔"

"اوہ... اچھا..." عمران نے سر ہلایا۔

"چھوڑو اسے" فیاض نے کہا۔ "تم بتاؤ راحیلہ کے قاتل کا کیا بنا۔"

"کک... کیا مطلب۔؟" عمران نے انجان بن کر پوچھا۔

"راحیلہ کا اور اسکے ساتھ تاج کے ریکریشن ہال میں دوسرے معزز گاہک کا قتل پھر راحیلہ کے باپ کا قتل اور اسکے دوسرے دن صبح ایک عورت اور ایک مرد کی گولیوں سے چھلنی ملنے والی لاشوں نے مجھے پاگل کر رکھا ہے اس لئے پلیز سنجیدہ ہو جاؤ عمران۔"

"چلو ہو گیا" عمران نے کہا۔ "تم بتاؤ گولیوں سے چھلنی لاشیں کس کی ہیں اور کہاں ملی ہیں۔؟"

"انکی شناخت ہو گئی ہے مرد کی لاش اسٹار نائٹ کلب کے مالک پارکر کی ہے اور عورت جوگندر نامی آدمی کی بیوی ہے۔"

"لاشیں کلب میں ملی ہیں۔؟"

"نہیں ملی تو کلب سے بہت دور ہیں مگر جس جگہ لاشیں ملی ہیں، وہاں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں ملا اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انھیں قتل کہیں اور کر کے لاشیں وہاں ڈالدی گئی تھیں۔"

"تم نے کلب میں تحقیقات کی۔؟"

"ہاں مگر کوئی ایسی بات نہیں معلوم ہوئی جس سے اسکے قتل پر روشنی پڑ سکتی" فیاض نے کہا۔ "پارکر کا اسسٹنٹ باقر بھی نہیں بتا سکا کہ اسکی کس سے دشمنی تھی اور قاتل کون ہو سکتا ہے۔"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا۔

"اب تم بتاؤ راحیلہ کا قاتل کون ہے۔؟"

"ابھی نہ پوچھو تو اچھا ہے" عمران نے کہا۔

"وہ کیوں۔؟" فیاض نے پوچھا۔

"اس لئے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ سارے مجرم ایک ہی دفعہ تمہارے حوالے کر دوں" عمران نے کہا۔

"مجھے کم از کم اتنا تو معلوم ہو کہ یہ سب چکر کیا ہے۔؟"

"منشیات ہی کا چکر ہے سوپر" عمران نے کہا۔

"وہ تو میں راحیلہ کی باتوں ہی سے سمجھ گیا تھا" فیاض نے کہا۔ "مگر ان گولیوں کی خاطر قتل و غارت گری سمجھ سے باہر ہے۔"

"میں بھی اسی پر کام کر رہا ہوں سوپر"

"تو تھوڑا بہت بھی نہیں بتاؤ گے۔؟" فیاض نے پوچھا۔

"یوں سمجھ لو کہ اس سارے چکر کے پیچھے جو دماغ کام کر رہا ہے وہ اپنے آپ کو کالا سایہ کہلواتا ہے۔"

"کالا سایہ۔؟" فیاض نے دوہرایا۔

"ہاں" عمران نے کہا۔ "اور اسکی دہشت بری طرح لوگوں پر بیٹھی ہوئی ہے اس طرح کہ وہ اسکے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں بتاتے"

"اوہ" فیاض کے منہ سے نکلا۔

"اور کالا سایہ کے ہاتھوں بلیک میل ہو کر بڑی بڑی رقمیں اسکے حوالے کر رہے ہیں اور اس طرح وہ دیوالیہ ہوتے جا رہے ہیں"

"گویا راحیلہ صحیح کہہ رہی تھی۔؟"

"ہاں" عمران نے سر ہلایا اور جیب سے ایک چیک نکال کر فیاض کے سامنے رکھتے ہوئے بولا۔ "یہ دیکھو دو لاکھ کا چیک ہے یہ"

"ہاں" فیاض نے کہا۔ "مگر کیا بتانا چاہتے ہو۔؟"

"یہی کہ یہ چیک کالا سایہ کے لئے تیار کیا گیا تھا اسکے آدمی کے حوالے بھی کر دیا گیا مگر....." عمران خاموش ہو گیا۔

"مگر کیا۔؟" فیاض نے پوچھا۔

"کسی نہ کسی طرح ایسے کئی چیک کیش ہونے سے پہلے میرے پاس پہونچ گئے ہیں" عمران نے کہا۔ "اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی" کہتے ہوئے عمران نے وہ چھوٹا بیگ بھی نکال لیا جس میں بھوری گولیاں تھیں۔

"یہ وہی گولیاں ہیں۔؟" فیاض نے پوچھا۔

"ہاں" عمران نے سر ہلایا پھر پیکٹ اسکی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "تم ایک کام کرو گے اور فوراً"

"وہ کیا بولو۔؟" فیاض نے پوچھا۔

"اپنے آدمی شہر بھر میں پھیلا دو اور معلوم کراؤ کہ یہ گولیاں کہاں کہاں اور کس کس ہوٹل نائٹ کلب اور بار میں فروخت ہو رہی ہیں"

"ٹھیک ہے" فیاض نے کہا۔ "یہ میں کل شام تک معلوم کروا لونگا اور اگر ہو تو ان سب کو پکڑوا بھی لوں۔؟"

"ایسی غلطی بھی نہیں کرنا" عمران نے کہا۔ "ورنہ کالا سایہ پھر زندگی بھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا سوپر"

"کالا سایہ" فیاض نے دوہرایا۔ "بڑا عجیب اور پراسرار نام ہے"

"ہاں اور وہ ہے بھی اتنا ہی پراسرار"

"کہیں یاد کر اور جوگندر کی بیوی کے قتل میں اسکا ہاتھ تو نہیں۔؟" کچھ دیر سوچنے کے بعد فیاض نے کہا۔

"سر دست کچھ کہنا مشکل ہے" عمران نے کہا۔

"ہاں ایک بات اور بتانا بھول گیا ہوں"

"وہ کیا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"گزشتہ رات ہی شہر سے باہر زیر تعمیر عمارتوں سے آگے بہت سے لوگوں میں گن فائٹنگ ہوئی تھی"

"اچھا" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"اور اس گن فائٹنگ میں نہ صرف سب مشین گنیں استعمال کی گئیں بلکہ ایک ہیلی کاپٹر نے بھی اس میں حصہ لیا تھا"

"اب وہ کاپٹر کہاں ہے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"رات ہی کو انکے مخالف افراد نے اسے گرا لیا تھا۔" فیاض نے بتایا۔ بعد کی تحقیقات سے پتہ چلا کہ وہ کاپٹر سول ایوی ایشن والوں کا تھا اور اسے ناجائز اور غیر قانونی طور پر ہیلی پیڈ سے اڑایا گیا تھا۔"

"اسکی ذمے داری کس پر عائد ہوتی ہے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"رات کے نگران کے۔" فیاض نے کہا۔ اسے متعلقہ لوگوں نے کاپٹر کے بارے میں اطلاع دے دی تھی مگر اسنے کوئی کارروائی نہیں کی۔"

"کیوں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"اسکا کہنا یہ تھا کہ ایئر پورٹ منیجر نے کال کر کے کاپٹر بھیجنے کیلئے کہا تھا اس لئے اسنے کوئی کارروائی نہیں کی تھی۔"

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلایا۔

"ایئر پورٹ منیجر سے میں نے معلومات کرنا چاہی تو پتہ چلا کہ وہ کل صبح سے صوبہ سرحد کے صوبائی دارالحکومت گیا ہوا ہے۔"

"گویا ایئر پورٹ منیجر والی بات غلط تھی۔؟"

"نہیں۔" فیاض نے نفی میں سر ہلایا۔ "ٹیپ پر ایئر پورٹ منیجر کی کال اور اسکا حکم دوسری کالوں کے ساتھ ٹیپ ہے۔"

"کیا آواز کی شناخت کروالی۔؟"

"ہاں وہ آواز ایئر پورٹ منیجر کی نہیں ہے۔"

"اوہ۔" عمران کے منہ سے نکلا۔ تم نے تو ایک دن میں خاصی معلومات حاصل کر لی ہیں سوپر۔"

"یہ پھر انہیں تمہارے والد صاحب کا کارنامہ ہے جو انہوں نے جان عقب میں کر رکھی ہے اور اوپر سے اخبارات نے لعن طعن کر رکھی ہے۔"

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلایا پھر بولا۔ چند دن بعد ہی اخبار والے تمہاری تعریفوں و تصویروں سے بھرے ہوئے ہونگے۔"

"شاید۔" فیاض نے کہا۔

"شاید نہیں یقیناً کہو۔" عمران نے کہا۔ اور جو کام میں نے کہا ہے اس پر آج ہی سے کام شروع کروا دو۔"

"آج نہیں ابھی سے کہو۔" فیاض نے کہا۔

"ارے۔" عمران نے کہا۔ وہ چائے نہیں آئی ابھی تک۔؟"

"کافی کا آرڈر دیا تھا میں نے۔" فیاض نے کہا اور ویٹر کی تلاش میں ادھر ادھر نگاہیں دوڑانے لگا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ جولیا نے اسے کاپٹر کے بارے میں اطلاع کیوں نہیں دی کیا اسنے کاپٹر کے تباہ ہونے والی جگہ پر کسی کو نہیں بھیجا۔؟ وہ بھول گئی یا جسے بھیجا تھا اس نے جولیا کو رپورٹ نہیں دی۔؟ یہ بھی ممکن تھا کہ جولیا نے دانش منزل کے نمبروں پر کال کی ہو اور بلیک زیرو نے ایکسٹو کی حیثیت سے جولیا سے رپورٹ وصول کر لی ہو۔ ویسے ایک خیال اور اسکے ذہن میں تھا۔

سنگ سنگ نائٹ کلب جانے سے پہلے اسنے بلیک زیرو کو وہاں پہنچنے کے لئے کہا تھا مگر وہ وہاں نہیں پہنچ سکا تھا اور ملاقات ہونے کے باوجود وہ بلیک زیرو سے اسکی وجہ نہیں پوچھ سکا تھا۔

بہرحال وجہ اب وہ دوبارہ ملاقات پر ہی معلوم کر سکتا تھا۔ ویسے ممکن تھا
کہ خاور کی طرف جانے کی وجہ سے بلیک زیرو سنگ سنگ نائٹ کلب نہ پہونچ سکا
ہو۔؟ بہرحال وجہ جو بھی رہی ہو بلیک زیرو خاصہ ذمے دار شخص تھا اور وہ
کسی اہم وجہ کے بغیر اسکے حکم سے فرار حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

فیاض کے بارے میں وہ سوچ رہا تھا کہ ملاقات خاصی سود مند رہی ہے
اب اسے جوگندر کا پتہ معلوم کرنا تھا تاکہ اس سے وہ مزید معلومات حاصل
کر سکے اور اسکے بعد باقر سے نمٹنا تھا۔ اسکے خیال میں پارکر کا نائب ہونے کی
وجہ سے باقر بہت کچھ جانتا تھا۔

یہ اور بات ہے کہ اسنے فیاض کو کچھ بھی نہیں بتایا تھا اور اسکی وجہ
یہ تھی کہ فیاض اسٹار کلب سے ہر ماہ ایک معقول رقم اس بنا پر حاصل کرتا
تھا کہ وہاں پہونچنے والی اسمگل شدہ ناجائز شراب سے چشم پوشی کرتا
رہے لہذا باقر نے اسے در خود اعتنا نہیں سمجھا تھا۔

"کافی لو" فیاض نے کہا اور وہ چونک پڑا خیالات میں گم ہونے
کے بعد اسے پتہ بھی نہیں چل سکا تھا کہ کب کافی آئی اور کب فیاض نے
بنا کر کپ اسکے سامنے رکھا۔

"شکریہ سوپر" عمران نے سر ہلایا۔

"کوئی خاص بات سوچ رہے تھے۔؟" فیاض نے پوچھا۔

"کیس ہی کا معاملہ تھا" عمران نے کہا۔

"کوئی کلیو...." فیاض نے کہنا چاہا۔

"بس جو کہا ہے وہ کر دو اور نتیجے کا انتظار کرو" عمران اسکی بات کاٹ کر
بولا۔ "رام بھلی ہی کرے گا سوپر"

"یہ کام تو میں یہاں سے اٹھتے ہی شروع کروا دونگا مگر۔"

"مگر کیا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"یہ کالا سایہ میرے ذہن میں کھٹک رہا ہے"

"اسکی پرواہ مت کرو" عمران نے کہا۔ "میں اسے سفید سایہ بنا کر
اور پلیٹ میں سجا کر تمہارے سامنے پیش کر دونگا"

"ہونہہ" فیاض نے سر ہلا دیا۔



"کیا بات ہے۔؟" چپراسی کو اندر آتے دیکھ کر رحمان صاحب نے پوچھا۔

"یہ کارڈ سر" چپراسی نے ایک وزیٹنگ کارڈ رحمان صاحب کی
طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بلاؤ انہیں" رحمان صاحب نے کارڈ پر نظر ڈالتے ہوئے
کہا۔ کارڈ پر سنہرے حروف میں جاوید کاظمی تحریر تھا۔

چند لمحے بعد ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا اس کے جسم پر شلوار سوٹ
تھا اور اس نے قمیض کے اوپر ایک چادر اس طرح اوڑھ رکھی تھی کہ اسکا چہرہ

نصف سے زیادہ اس میں چھپ گیا تھا۔ اندر آنے کے بعد اسنے چادر ہٹادی تھی رحمان صاحب نے اسکا چہرہ دیکھا اور طویل سانس لے کر بولے۔

"بیٹھئے۔ ویسے مجھے آپ کو اس حلیے میں دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے۔"

"حیرت کی بات نہیں رحمان صاحب" جاوید کاظمی نے کہا۔ میں نے اپنی جان بچانے اور قانون کی مدد کرنے کے لئے یہ روپ اختیار کیا ہے۔"

"بہر حال فرمایئے۔؟ رحمان صاحب نے کہا۔

"میں نے کیپٹن فیاض کو ٹال دیا تھا اور کچھ نہیں بتایا تھا۔"

"مجھے معلوم ہے۔" رحمان صاحب نے کہا۔

"اب میں آپ کو سب کچھ بتانے آیا ہوں۔"

"اب بتانے میں کوئی مصلحت ہے کیا۔؟

"جی ہاں" جاوید کاظمی نے کہا۔ "پہلے میری اور شمیلہ کی نگرانی کی جارہی تھی اور نگرانی کرنے والے کو حکم تھا کہ اگر ہم زبان کھولیں تو وہ ہمیں گولی ماردے اسی لئے ہم خاموش تھے۔"

"نگرانی کرنے والا تمہارے آس پاس موجود تھا۔؟

"جی نہیں۔" جاوید کاظمی نے کہا۔ انہوں نے میرے اور میری بیٹی کے لباس میں ایسے آلات لگا رکھے تھے کہ جن کی مدد سے وہ ہم دونوں کے آس پاس ہونے والی ہر گفتگو سے آگاہ ہوتے رہتے تھے۔"

"گویا آپ کے لباسوں میں انہوں نے بگ چھپا رکھے تھے۔؟

"جی ہاں بگ وہ بٹن کی شکل کے تھے۔"

"تو اب بگ نہیں ہیں۔؟ رحمان صاحب نے پوچھا۔

"جی نہیں وہ کل رات واپس لے لئے گئے ہیں انکو یقین ہو گیا ہے کہ میں یا شمیلہ جان کے خوف سے کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے۔"

"ہونہہ" رحمان صاحب نے سر ہلایا۔

"دراصل مجھے اور رضوان بھٹی کو ان گولیوں کا عادی ہمارے ایک مشترکہ دوست نے بنایا تھا۔" جاوید کاظمی نے کہا۔

"کون ہے وہ۔؟ رحمان صاحب نے پوچھا۔

"آپ بھی اسے جانتے ہیں۔" جاوید کاظمی نے کہا میرا اشارہ غیر ملکی اخباری رپورٹر جان پال کی جانب ہے۔"

"اوہ" رحمان صاحب کے منہ سے نکلا۔

"جان پال نے ہمیں یہ کہکر وہ گولیاں کھلائی تھیں کہ وہ بلڈ پریشر کا بہترین علاج ہیں اسکے کہنے پر ہم نے چھ ہفتے کا کورس مکمل کیا تھا مگر اس سے ہمارا بلڈ پریشر تو ٹھیک نہیں ہوا البتہ ہم ان گولیوں کے بری طرح عادی ہوتے چلے گئے۔"

"ہونہہ" رحمان صاحب نے سر ہلایا۔

"بس اسکے بعد جان پال نے ہمیں بتایا کہ وہ بھی ان گولیوں کا عادی ہے اور کالا سایہ نامی ایک پراسرار آدمی نے اسے مجبور کیا تھا کہ وہ مجھے اور رضوان بھٹی کو انکا عادی بنائے انکار کی صورت میں اسے گولیوں کی سپلائی بند کر دی گئی تھی۔"

"آپ نے اس سے پوچھا کہ کالا سایہ کون ہے۔؟

"ہاں مگر اسنے صرف اتنا بتایا کہ وہ ایک خوفناک انسان ہے اسکے بارے میں پوچھ گچھ کرنے والے مار ڈالے جاتے ہیں لہذا رقم دو اور گولیاں حاصل کرتے رہو دوسری کوئی بات نہ سوچو یہی بہتر رہے گا۔"

"گولیاں جان پال دیتا تھا۔؟

"ہاں مگر صرف چھ ہفتے تک اسکے بعد اسنے ہمیں بتایا کہ اب کوئی دوسرا آدمی ہمیں گولیاں لاکر دیا کرے گا اور وہی رقم وصول کرے گا پھر یہی ہونے لگا تھا ایک آدمی آتا گولیوں کا بیگ دیتا اور رقم لے کر چلا جاتا مگر ایک دن اسکے خلاف ہوا۔"

"یعنی۔" رحمان صاحب نے پوچھا۔

"اس دن گولیاں دینے کوئی نہیں آیا اور گولیاں نہ ملنے کی وجہ سے ہماری بری حالت ہوگئی دوسرے دن بھی گولیاں نہیں ملیں اور ہمیں ایسا لگنے لگا کہ جیسے گولیاں نہیں ملیں تو یا تو ہم پاگل ہو جائیں گے ورنہ پھر ہمارا دم نکل جائے گا۔"

"تم نے جان پال سے گولیاں طلب نہیں کیں۔؟

"وہ ہمیں کہیں نہیں مل سکا تھا۔" جاوید کاظمی نے کہا۔ "پھر ہمیں اس پراسرار آدمی کالے سائے کا فون ملا کہ اگر ہم دو لاکھ روپے ہفتہ دینے کے لئے تیار ہیں تو گولیاں ملیں گی ورنہ ہمیں اسی طرح تڑپ تڑپ کر مرنا پڑے گا۔"

"اور تم لوگوں نے رقم دینے کی حامی بھر لی۔؟

"ہاں اسکے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا۔"

"اب تک کتنی رقم کالے سائے کو دے چکے ہو۔؟

"چالیس لاکھ سے زیادہ۔"

"کیا تم اپنا علاج کروا کر ان گولیوں سے نجات حاصل نہیں کر سکتے تھے۔؟" رحمان صاحب نے پوچھا۔

"یہ بھی کیا تھا۔" جاوید کاظمی نے کہا۔ "ایک ڈاکٹر سے علاج شروع کرایا تھا مگر چوتھے دن وہ ڈاکٹر مار ڈالا گیا اور ہمیں وارننگ ملی کہ اگر پھر علاج کی طرف توجہ دی تو ختم کر ڈالے جائیں گے۔"

"ہونہہ۔" رحمان صاحب نے سر ہلایا پھر بولے۔ "فیاض کو بیان نہ دینے کی وجہ بھی کالا سایہ ہی تھا۔"

"جی ہاں اور میں اس بارے میں بتا چکا ہوں۔"

"کالا سایہ خود آیا تھا یا فون پر اسنے کہا تھا۔؟

"وہ خود آیا تھا۔" جاوید کاظمی نے کہا۔ "اور اسی لئے میں اس دن جان سکا کہ کالا سایہ کون ہے۔"

"کیا۔؟" رحمان صاحب چونکے تھے۔

"جی ہاں۔ کالا سایہ جان پال ہی ہے۔" جاوید کاظمی نے کہا۔

"اس خیال کی وجہ۔؟" رحمان صاحب نے پوچھا۔

"رضوان بھٹی کے قتل والے دن پہلے اسکا ایک آدمی آیا تھا پھر رات کے

آخری حصے میں کالا سایہ خود آیا تھا وہ آکر چلا گیا مگر میں پہچان گیا کہ وہ جان پال ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جان پال جب بیٹھتا ہے تو بار بار اپنے ہاتھ کی مٹھی بنا کر اپنی ران پر مارتا رہتا ہے یہ اسکی پرانی اور مستقل عادت ہے اور اس دن کالا سایہ یہی کر رہا تھا۔"

"اسکے علاوہ اور کوئی خاص بات۔؟"

"اسکے جاتے ہی میں نے جان پال کو کال کی تھی اور اسکی سکریٹری نے بتایا تھا کہ وہ کہیں گیا ہوا ہے پھر پندرہ منٹ بعد کال کی تو وہ موجود تھا اور اس چیز نے میرا شبہ مضبوط کر دیا کہ وہی کالا سایہ ہے۔"

"جان پال نے کال کرنے کی وجہ نہیں پوچھی تھی۔؟"

"پوچھی تھی" جاوید کاظمی نے کہا۔ "اور میں نے اسے یہی بتایا تھا کہ میرے پاس کالا سایہ خود آیا تھا اسی لئے میں نے اسے کال کی تھی تاکہ اسے بھی اس بات سے آگاہ کر دوں۔"

"ہونہہ" رحمان صاحب نے سر ہلا دیا۔

"اب آپ کالا سایہ کو پکڑ کر ہمیں اس سے نجات دلا سکتے ہیں رحمان صاحب"، جاوید کاظمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے" رحمان صاحب نے کہا۔ "آپ کالا سایہ کی ہدایت پر عمل کیجئے میں دیکھتا ہوں کہ اس بارے میں کیا کچھ کر سکتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے" جاوید کاظمی نے سر ہلا دیا۔

"کوئی اور بات ہوئی تو آپ مجھے کس طرح مطلع کریں گے۔؟"

"اسی طرح آنے کی کوشش کرونگا۔"

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔" رحمان صاحب نے سوچتے ہوئے کہا۔

"میں چلوں۔؟" جاوید کاظمی نے کہا۔

"آئے کیسے ہو۔؟" رحمان صاحب نے پوچھا۔ ظاہر ہے راز داری کے خیال سے اپنی کار تو لاتے نہیں ہو گے۔؟

"جی ہاں" جاوید کاظمی نے کہا۔ "میں واپسی کی ٹیکسی کر کے آیا ہوں اور اب اسی میں لوٹ جاؤنگا۔"

"او کے" رحمان صاحب نے کھڑے ہو کر ہاتھ ملاتے ہوئے کہا اور جاوید کاظمی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ رحمان صاحب اسے گھورتے رہے پھر ریسیور اٹھا کر بٹن دبایا اور بولے۔

"فیاض کے آتے ہی اسے میرے پاس بھیج دینا۔"

"یس سر" فیاض کی سکریٹری کی آواز آئی اور انہوں نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

/

عمران بدلے ہوئے میک اپ میں اسٹار نائٹ کلب کی ایک میز پر بیٹھا ہوا تھا اسکے آگے کافی کے برتن رکھے ہوئے تھے اور وہ کافی پیتے ہوئے ہال کا جائزہ لے رہا

تھا اُسے باقر کی تلاش تھی باقر جو اسٹار کلب کے مالک پارکر کا نائب اور اب کلب کا مالک تھا فیاض سے الگ ہونے کے بعد وہ سیدھا جوگندر کے پاس گیا تھا اس وقت جوگندر کی حالت بہت بُری تھی۔

اسے گولیاں نہیں ملی تھیں اسی لئے وہ نیم پاگل سا ہو رہا تھا عمران نے جوگندر کو کچھ گولیاں کھلائی تھیں اور پھر مزید گولیوں کا لالچ دے کر اس سے سب کچھ معلوم کر لیا تھا اس نے جو کچھ کہا تھا وہ حیرت انگیز ہی نہیں بلکہ بہت خوفناک حقیقت بھی تھی عمران لرز کر رہ گیا تھا۔

جوگندر کے بیان کے مطابق وہ ہیروئن سے پیچھا چھڑانے کی خاطر ایک ایسے مرکز چھاپ انسداد منشیات کے مرکز میں پہونچ گیا تھا کہ جہاں ہیروئن کا علاج شرطیہ کیا جاتا تھا۔ ان لوگوں نے کثیر رقم کے بدلے پہلے اسے چار کیپسول دیئے تھے پھر گولیاں دینی شروع کی تھیں۔

ان گولیوں کے استعمال سے اسکی ہیروئن تو چھٹ گئی مگر وہ گولیوں کا عادی بنتا چلا گیا اور یہ حالت ہو گئی کہ وہ ان کے بغیر ایک دن نہیں رہ سکتا تھا رفتہ رفتہ اسکا سارا کاروبار اور دولت یہاں تک کے گھر کا سامان تک فروخت ہو کر ہیروئن کا گولیوں سے علاج" کی بھینٹ چڑھ گیا اور نوبت یہاں تک پہونچ گئی کہ اُسے بیوی کو داؤ پر لگانا پڑا۔

جوگندر سے جو شخص ڈاکٹر کے بھیس میں ملا وہ پارٹی اور بوڑھا تھا مگر بعد میں اس پر یہ راز کھلا کہ وہ بوڑھا نہیں ہے بلکہ بوڑھے کا میک اپ کر کے وہ ڈاکٹر بن کر مریضوں کو گولیوں کا عادی بناتا ہے۔

اور یہ کہ وہ ایک بڑے نائٹ کلب اسٹار کا مالک ہے اور باقر اسکا اسسٹنٹ۔ باقر نے جوگندر سے کہا تھا کہ اگر اسکی بیوی انکے ساتھ تعاون کرنے پر راضی ہو جائے تو اسے نہ صرف گولیاں ملتی رہا کریں گی بلکہ ایک معقول رقم بھی ہر ہفتے دی جایا کرے گی اور جوگندر راضی ہو گیا تھا۔

جس صبح جوگندر کی بیوی اور اسٹار نائٹ کلب کے مالک پارکر کی لاش ملی تھی اسی رات جوگندر نے بیوی کو پہلی مرتبہ انکے ساتھ بھیجا تھا اور پھر دوسرے دن کیپٹن فیاض کی زبانی اسکی موت کی خبر سنی تھی اور اب عمران سوچ رہا تھا کہ یہ سلسلہ معمولی نہیں ہے بہت بڑے پیمانے پر کام ہو رہا ہے۔

جوگندر کے بیان کے بعد اب یہ بات سامنے آئی تھی کہ یہ نشے آور گولیاں نہ صرف کچھ بڑے ہوٹلوں اور کلبوں سے تقسیم کی جا رہی تھیں بلکہ نام نہاد انسداد منشیات و ہیروئن کے مرکزوں سے بھی جرائم پیشہ افراد ڈاکٹر بن کر بھی فروخت کر رہے تھے اور دولت بٹور رہے تھے۔

وہ لوگوں کو ہیروئن چھڑانے کا جھانسہ دے کر اس سے زیادہ خطرناک اور جان لیوا نشے کا عادی بنا رہے تھے اسے حیرت اس بات کی تھی کہ ابھی تک یہ معاملہ قانون کے محافظوں کی نگاہوں سے کیسے بچا ہوا ہے اس پر کوئی کاروائی کیوں نہیں کی گئی۔؟

اسنے سوچا کہ باقر سے نمٹتے ہی وہ انسداد منشیات کے ان نام نہاد مرکزوں کے بارے میں فیاض سے بات کرے گا۔ وہ سوچتا رہا اور کافی پیتا رہا کافی ختم کر کے اسنے کپ رکھا ہی تھا کہ چونک پڑا۔

اسے باقر کو دیکھا تھا وہ اندرونی راہداری سے نکل کر آیا تھا چند لمحے کاؤنٹر پر کھڑا کاؤنٹر مین سے بات کرتا رہا پھر واپس لوٹ گیا اسکے جاتے ہی کاؤنٹر مین نے ایک آدمی کو بلا کر کچھ کہا تھا۔ وہ آدمی سر ہلاتا ہوا ایک طرف بڑھتا چلا گیا پھر اس راہداری کے سرے پر جا کر رک گیا جس میں باقر گیا تھا عمران کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں۔

"کیا باقر نے خطرہ بھانپ لیا ہے۔" عمران نے سوچا۔

مگر نہیں ایسا نہیں ہو سکتا تھا اسنے تو ابھی کوئی بھی کام کوئی بھی حرکت نہیں کی تھی پھر باقر کیسے خطرہ بھانپ سکتا تھا۔ "یقیناً کوئی اور بات تھی اور پھر یہ کوئی اور بات سامنے آ گئی"۔

ہال سے ایک آدمی اٹھا اور راہداری میں داخل ہو گیا۔ عمران نے سر ہلا دیا۔

اس آدمی کے واپس آتے ہی دوسرا آدمی اٹھا اور راہداری میں چلا گیا جو آدمی واپس آیا تھا وہ ہال میں رکے بغیر باہر کی جانب بڑھتا چلا گیا تھا لوگ اندر جاتے رہے آتے رہے اور عمران بغور انھیں دیکھتا رہا وہ سمجھ گیا کہ باقر گولیاں فروخت کر رہا ہے۔

بارہ بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا اس دوران اس راہداری اور اس کے ارد گرد چار پانچ غنڈے منڈلاتے رہتے تھے اگر عمران چاہتا تو اندر داخل ہو جاتا مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

اس لئے کہ وہ دو چار منٹ سے زیادہ اندر نہیں رہ سکتا تھا اور اس دو چار منٹ میں وہ باقر سے کچھ بھی نہیں پوچھ سکتا تھا۔

بارہ بجے کے بعد باقر اس راہداری سے نکلا اور اوپری منزل کے زینوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران سوچنے لگا کہ وہ اب کس طرح سے باقر تک پہونچے۔؟ کیونکہ اوپری منزل کے زینے کاؤنٹر کے قریب ہی تھے۔ جس راہداری میں زینے تھے کاؤنٹر اسی کے سرے پر تھا۔

چند لمحے بعد عمران اٹھا اور تیزی سے باتھ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا پھر ایک باتھ روم میں گھس کر وہ بیسن پر چڑھا اور چھت میں لگا بلب اتار لیا پھر بلب کے اوپری حصے پر ایک سکہ رکھا اور اسے ہولڈر میں لگا دیا فوراً ہی چنگاریاں چھوٹیں اور تاریکی چھا گئی۔

عمران بلب نکال کر تیزی سے نیچے اترا اور باتھ روم سے باہر نکل آیا ہال میں اندھیرا تھا اور ہڑبونگ مچی ہوئی تھی عمران پھرتی سے زینوں والی راہداری میں گھسا اور زینے چڑھتا چلا گیا ابھی اوپری پہونچا تھا کہ ہلکی سی چمک ہوئی اور روشنی بحال ہو گئی۔

عمران نے تیزی سے چاروں طرف کا جائزہ لیا۔ یہاں صرف تین کمرے اور ایک بالکنی تھی ان تینوں کمروں میں روشنی ہو رہی تھی دفعتاً عمران نے کسی کے قدموں کی چاپ سنی اور چونک گیا زینوں کی جانب سے دو آدمی اوپر چڑھتے چلے آ رہے تھے۔

عمران تیزی سے آگے بڑھا اور بالکنی کے ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا آنے والے اوپر آ گئے تھے اور اب چاروں طرف دیکھ رہے تھے انداز ایسا ہی تھا کہ جیسے کسی کو تلاش کر رہے ہوں۔

"تمہیں دھوکہ تو نہیں ہوا۔" عمران نے ایک کی آواز سنی۔

"نہیں" دوسرے نے کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ کوئی اندھیرے سے فائدہ اٹھا کر اوپر ضرور آیا ہے"

"اس یقین کی وجہ۔" پہلے نے پوچھا۔

"وہ جو بھی کوئی تھا راہداری میں مجھ سے ٹکراتا ہوا اندر گھسا تھا۔"

"اوہ" عمران چونکا تھا تو اندھیرے میں وہ اندر آتے ہوئے جس فرد سے ٹکرایا تھا وہ کوئی عام آدمی نہیں بلکہ باقر کا یہ غنڈہ تھا۔

"لیکن یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔" پہلے نے کہا۔

"دیکھنا پڑے گا" دوسرے نے کہا۔ "تم کمروں کو دیکھو"

"تینوں کمرے لاک ہیں ان میں قفل لگے ہوتے ہیں" کچھ دیر بعد پہلے نے اپنے ساتھی سے کہا۔

دوسرا ریوالور سنبھالے آہستہ آہستہ عمران کے نزدیک آتا جا رہا تھا اسے اس طرف آتے دیکھ کر دوسرے نے بھی ریوالور نکالا اور اسی طرف آنے لگا۔ عمران سمجھ گیا کہ انہیں اسکی یہاں موجودگی کا شبہ ہوگیا ہے۔ اسی لئے وہ محتاط انداز میں اس طرف آرہے ہیں۔

اگر وہ اسی طرح ستون کے قریب آجاتے تو عمران بری طرح سے پھنس جاتا اسے اس سے پہلے ہی کچھ کرنا تھا۔

وہ اور قریب آگئے تھے نگاہیں ستون ہی کی جانب اٹھی ہوئی تھیں دفعتاً عمران کو ایک ترکیب سوجھ گئی۔

اسنے جیب سے ایک سکہ نکالا اور اس طرح دوسری جانب اچھالا کہ اس کا ہاتھ ستون کی آڑ سے باہر نہ نکلے۔ سکہ انکے عقب میں ایک دیوار سے ٹکرا کر فرش پر لڑھکتا چلا گیا بس ایک لمحے کے لئے انکی نگاہ اس طرف ہوئی تھی کہ عمران حرکت میں آگیا وہ بجلی جیسی تیزی سے اپنی جگہ سے نکلا تھا۔

پھر دو قدم آگے بڑھ کر اچھلا اور اسکے پیر کی ٹھوکریں ان دونوں کے سینوں پر پڑیں اور وہ الٹ کر فرش پر جا گرے ریوالور بھی ہاتھوں سے نکل گئے تھے پھر وہ اٹھ ہی رہے تھے کہ ایک کی کمر پر عمران کا گھٹنا لگا اور دوسرے کے جبڑے پر جوتے کی ضرب۔

گھٹنے کی ضرب کھانے والا کراہتا ہوا ڈھیر ہوگیا تھا جبکہ جبڑے پر ضرب کھانے والے کے منہ سے چیخ نکلی تھی اور اسنے پلٹ کر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر عمران کے پیر کی دوسری ٹھوکر نے اسے بھی فرش پر لمبا لمبا لٹا دیا تھا وہ دونوں ہی بیہوش ہوچکے تھے۔

عمران سیدھا کھڑا ہوا ہی تھا کہ تینوں کمروں کی جانب سے ایک آدمی نمودار ہوا اسکے ہاتھوں میں بھی ریوالور دبا ہوا تھا عمران، اور اپنے دونوں ساتھیوں کو فرش پر پڑا دیکھ کر وہ ششدر رہ گیا تھا۔

اور اسکی یہ حیرت ہی عمران کے لئے کافی تھی جب تک وہ چونکتا عمران اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ اسنے بڑی تیزی سے ٹریگر دبایا تھا ٹھس کی آواز ہوئی اور گولی عمران کے بائیں سمت سے نکلی چلی گئی۔ پھر اسے دوسرے فائر کی مہلت نہیں ملی تھی۔

عمران کا ایک ہاتھ اسکے ریوالور والے ہاتھ سے ٹکرایا تھا اور دوسرے ہاتھ کا گھونسہ اسکی کنپٹی پر پڑا تھا۔ وہ لہرایا اور اسی جگہہ ڈھیر ہوگیا۔ عمران نے اسکا سائیلنسر لگا ریوالور اٹھایا اور آگے بڑھا۔ اس کا رخ اسی جانب تھا جس طرف سے وہ نمودار ہوا تھا۔

تینوں میں سے ایک کمرے کی دیوار کے برابر عقب میں زینہ بنا ہوا تھا اور وہ اس طرح بنا ہوا تھا کہ راہداری میں سے نظر نہیں آسکتا تھا۔ عمران زینے چڑھتا چلا گیا۔ دس بارہ سیڑھیاں طے کرنے کے بعد وہ ایک دروازے پر جا رکا۔

دروازہ بند نہیں تھا اس میں معمولی سی جھری موجود تھی۔ عمران نے اس جھری سے اندر جھانکا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور کسی نے عمران کو پکڑ کر اندر گھسیٹا اور فرش پر اچھال دیا۔

فرش پر گر کر عمران پھرتی سے اٹھا تھا اسے اندر گھسیٹنے والا باقر تھا جو دروازہ لاک کر کے اسے گھور رہا اور اسکے ہاتھ میں دبے ہوئے ریوالور کی نال کا رخ عمران ہی کی جانب تھا۔

"کون ہو تم۔؟" باقر غرایا تھا۔ "اور یہاں کیوں آئے ہو۔؟"

"کالا سایہ" عمران نے اندھیرے میں تیر چلایا۔

"بکواس" باقر خونخوار لہجے میں کہا۔

"کیا تم کالے سائے سے ٹکر لو گے۔؟" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ "کالا سایہ تمہارے جیسا گدھا نہیں ہے"

"اوہ تو یہ بات ہے" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کونسی بات۔؟" باقر غرایا۔

"یہی کہ یاور کے قتل میں تمہارا ہاتھ ہے"

"کیا بکواس ہے یہ۔؟" باقر نے باؤلے کتے کی طرح پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ "تم ہو کون اور یہ اول فول کیوں بک رہے ہو۔؟"

"باقر تم نے یاور اور جوگندر کی بیوی کو قتل کیا ہے۔؟" عمران نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔ "تم انکے قاتل ہو۔؟"

"یہ بکواس ہے" باقر غرایا۔

"جب تھانے چلو گے تو سب کچھ قبول دو گے" عمران نے کہا۔

"تھانے۔؟" باقر ہنسا۔ "کیا تمہیں امید ہے کہ تم یہاں سے زندہ نکل سکو گے۔؟"

"ہاں" عمران نے کہا۔ "اور تمہیں قانون کے حوالے بھی۔۔۔۔"

"قانون کے پجاری پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہاں تک آنے کی جرأت کیسے کی ہے" باقر نے عمران کی بات کاٹ کر کہا۔

"تم جیسے سماج دشمن اور کالی بھیڑوں کو قانون کے حوالے کرنے" عمران نے کہا۔ "کیا تم یہ سمجھتے تھے کہ جو زہر تم لوگوں کو گولیوں کی شکل میں کھلا رہے ہو اس کے بارے میں قانون خاموش رہے گا۔؟"

"قانون" باقر ہنسا۔ "قانون ان کالے دھندے چلانے والوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اسلئے کہ قانون کا منہ رشوت سے بند کر دیا جاتا ہے قانون کے ہاتھ سنہری زنجیروں سے جکڑ دیئے جاتے ہیں"

"اس معاملے میں اب ایسا نہیں ہوگا۔" عمران غرایا۔

"ہوگا یا نہیں یہ بعد کی بات ہے پہلے تم اپنے انجام سے تو آگاہ ہو جاؤ۔"
باقر نے کہا اور ریوالور کی نال عمران کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا ٹھس کی آواز ہوئی تھی مگر گولی عمران کو نہیں لگی باقر نے دوسرا فائر کیا تھا۔ پھر وہی کہانی دوہرائی جانے لگی جو ایسے مواقعوں کے لئے لازمی ہوگئی ہے ریوالور خالی ہونے پر باقر نے ریوالور بھی کھینچ مارا تھا۔

"بس" عمران غرایا اور ریوالور نکال کر باقر کی طرف کر دیا۔

"تم آدمی نہیں بھوت ہو" باقر نے غرا کر کہا۔ "ورنہ کوئی آدمی ریوالور کی گولی سے زیادہ پھرتیلا نہیں ہو سکتا۔"

"اب بتاؤ میرے سوالوں کے جواب دو گے یا نہیں۔؟"

"کیا چاہتے ہو تم۔؟"

"یہی کہ تم نے پارکر اور جوگندر کی بیوی کو کیوں قتل کیا۔؟"

"کالے سائے کے حکم سے" باقر نے کہا۔

"گویا تم اس سے مل گئے تھے۔؟"

"نہیں" باقر نے نفی میں سر ہلایا پھر بولا۔ "میں شروع ہی سے کالے سائے کا آدمی تھا پارکر گولیوں کے سلسلے میں اس کا ایجنٹ تھا کسی طرح اسے پتہ لگا لیا کہ گولیاں کیسے اور کن اجزا سے بنائی جاتی ہیں۔"

"پھر۔؟" عمران نے پوچھا۔

"بس وہ کالے سائے سے باغی ہو گیا اور خود گولیاں بنا کر فروخت بھی

نے لگا اور کالے سائے کے بہت سے سیل پوائنٹوں کے مالکوں کو اپنے ساتھ ملا کر انھیں
مر نے کالے سائے سے الگ کر دیا بلکہ وہاں اپنا مال یعنی اپنی تیار کردہ گولیاں فروخت بھی
انے لگا کالے سائے نے اسے متعدد مرتبہ وارننگ دی تھی مگر پارکر باز نہیں
یا تھا۔"

"اور تم نے اسے قتل کر دیا۔؟"

"میں نے قتل نہیں کیا" باقر نے کہا۔ "بلکہ جب کالے سائے نے آخری وارننگ دی تو مجھے بھی اسنے کال کی تھی اور پوچھا تھا کہ میں کیا چاہتا ہوں زندگی یا موت ظاہر ہے میں مرنا نہیں چاہتا تھا لہٰذا کالے سائے کے بھیجے ہوئے آدمیوں کو میں نے ساری سہولتیں فراہم کیں اور وہ انھیں قتل کر کے لاشیں ساتھ لے گئے۔"

"کالا سایہ کون ہے بتا سکتے ہو۔؟"

"نہیں" باقر نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیوں کیا کبھی تم نے یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ کالا سایہ کون ہے۔؟"

"اسکی نہ تو ضرورت محسوس کی اور نہ ہی کالا سایہ کے خوف نے ایسا کرنے دیا۔"

"کیا مطلب ہوا اس جملے کا۔؟"

"کالا سایہ نہ مخالفوں کو برداشت کرتا ہے اور نہ ہی ان کو جو اسکے بارے میں جاننے کی جستجو کرتے ہیں۔"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا پھر بولا۔ "ابھی تم نے کہا تھا کہ تم شروع ہی سے کالے سائے کے آدمی ہو اگر یہ صحیح ہے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ۔۔"

"میں اس کا آدمی ضرور ہوں" باقر عمران کی بات کاٹ کر بولا۔ "مگر اس
ت بھی وہ میرے سامنے نہیں آیا تھا کہ جب اسکا یہ کام محدود پیمانے پر تھا

اور وہ ڈاکٹر بن کر لوگوں کو دھوکہ دیتا تھا۔"

"وضاحت کرو۔" عمران نے کہا۔

"اسنے مجھے اس وقت ساتھ ملایا تھا کہ جب وہ ساتویں اسٹریٹ کی ایک دوکان میں ڈاکٹر بن کر لوگوں کا ہیروئن چھڑانے کا علاج کرتا تھا۔" باقر نے کہا۔ "اس وقت وہ ایک بوڑھے ڈاکٹر کا میک اپ کر کے آیا کرتا تھا۔"

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلایا پھر بولا۔ "یہ کتنے عرصے کی بات ہے۔؟"

"دو ڈھائی سال کی۔" باقر نے بتایا۔

"اور اتنے کم عرصے میں اسکا کاروبار اتنا پھیل گیا۔؟" عمران نے کہا۔

"ہاں اور اسکی بڑی وجہ ہیروئن سے تنگ آتے ہوئے افراد ہیں وہ ہر قیمت پر اس موذی شے سے چھٹکارہ پانے کے چکر میں بڑی سے بڑی رقم دے کر بھی اپنا علاج کرانا چاہتے ہیں اور یہ انہیں آسان علاج نظر آیا تھا۔"

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلایا۔

"وہ آدمی کی مالی حیثیت جانچ کر اس سے رقم وصول کیا کرتا تھا۔" باقر نے کہا۔ "پھر اسکے پاس ۔۔ دوسرے ملک کے دادوں نے علاج کی غرض سے خفیہ طور پر رابطہ قائم کیا ان سے اسنے ایک لمبی رقم بٹوری اور وہیں سے اسکے ذہن نے یہ بات نکالی کہ اسے یہ کام بڑے پیمانے پر کرنا چاہیے اور اس نے چند ہی دنوں میں اس کام کو پھیلا کر پورے شہر میں اپنے سیل پوائنٹ قائم کر دیئے۔"

"وہاں گولیاں ہی فروخت ہوتی ہیں یا اور بھی کچھ ہے۔؟"

"صرف گولیاں کالے ساتے نے صرف گولیاں فروخت کرنے کے لئے سیل پوائنٹ

بناتے ہیں اور وہ وہاں سے دولت بٹور رہا ہے۔"

"پھر۔؟" عمران نے کہا۔ "جو گندر کی بیوی کو کیوں بلایا تھا۔؟"

"یہ صرف یادکر کے ذہن کی کارستانی تھی۔" باقر نے کہا۔ "وہ مجبور لوگوں کی بیوی اور بیٹیوں کو بلوا کر اپنے ایک اڈے پر بھجوا دیا کرتا تھا جہاں وہ رات بھر مشقت کر کے صبح واپس پہنچوا دی جاتی تھیں۔"

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلایا پھر بولا۔ "تم نے یہ سب باتیں مجھے بتا دیں کیا تمہیں کالے ساتے کا خوف دامن گیر نہیں رہا۔؟"

"اس کا خوف تمہارے اس آرٹ نے ختم کر دیا تھا جس کی مدد سے تم میری گولیوں سے بچے ہو۔" باقر نے کہا۔ "یوں سمجھ لو کہ میں تو دس ہو کر تمہیں بہت کچھ بتا بیٹھا تھا جب اس کا احساس ہوا تو سوچ لیا کہ جب سب کچھ بتا دیا تو پھر ڈرنا کیا ویسے بھی میں اس کاروبار سے تنگ آ چکا ہوں۔"

"وہ کیوں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"لوگ یہاں جب اپنی بیوی اور بیٹیوں کو صرف اس لئے لے آتے ہیں کہ میں ان سے گولیوں کی قیمت وصول کروں تو میرا رواں رواں کانپ جاتا ہے میں جرائم پیشہ ضرور ہوں مگر دلال نہیں ہوں۔"

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلایا۔

"یہ گولیاں جو ہیروئن چھڑانے کے لئے۔" انسداد منشیات "اور" ہیروئن چھوڑیئے بغیر کسی تکلیف کے "کے مراکز پر فروخت ہوتی ہیں ہیروئن سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔" باقر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"تب پھر کالے سائے کو پکڑوانے میں مدد دے سکتے ہو۔" عمران نے کہا۔ "بتا سکتے ہو کہ اسکا اصل اڈہ کہاں ہے وہ کہاں مل سکتا ہے۔؟"

"اس بارے میں بھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ تین اڈوں پر مل سکتا ہے مگر کب کہاں ہوگا کون جانے۔"

"ان تینوں اڈوں کے نام بتاؤ۔"

"نام" باقر نے دوہرایا پھر تینوں اڈوں کے نام دوہرا دیئے۔

"گڈ" عمران نے کہا۔ کالے سائے کا حلیہ بتاؤ اور کوئی ایسی نشانی کہ وہ آسانی سے شناخت کیا جا سکے۔"

"اسکی کان کی لو کے نیچے ایک سیاہ مسّہ ہے جسے وہ نقلی داڑھی سے چھپاتے رہتا تھا۔" باقر نے حلیہ بتانے کے بعد کہا۔

"ان مراکز کی تفصیل بتا سکو گے جہاں جہاں یہ گولیاں فروخت کرائی جا رہی ہیں۔" کچھ دیر بعد عمران نے پوچھا۔

"ہر اس جگہ یہ گولیاں فروخت ہو رہی ہیں جو "انسداد منشیات" اور "بغیر تکلیف کے ہیروئن چھوڑ دیئے" کے مراکز ہیں۔"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔ کالا سایہ تم سے کب اور کس طرح رابطہ قائم کرتا ہے۔؟"

"فون پر اور جب اسکا دل چاہے۔"

"جتنی بڑی تعداد میں یہ گولیاں شہر بھر میں فروخت ہو رہی ہیں انکی تیاری کے لئے تو سینکڑوں آدمی درکار ہونگے۔" عمران نے کہا۔ کیا تمہیں

علم ہے کہ یہ کہاں تیار ہوتی ہیں۔؟"

"انہی تینوں اڈوں میں سے کسی ایک میں یا پھر تینوں میں۔"

"شہر کے ان بڑے آدمیوں کی فہرست بتا سکتے ہو جو اس لعنت میں مبتلا ہو کر دیوالیہ ہوتے جا رہے ہیں۔؟"

"نہیں۔" باقر نے کہا۔ کیونکہ دو تین سے زیادہ میرے علم میں نہیں ہیں۔"

"اچھا باقر۔" عمران نے کہا۔ اب ایک بات بتاؤ اور وہ یہ کہ میرے یہاں سے جانے کے بعد تمہارا ردعمل کیا ہوگا۔؟"

"کس بارے میں۔؟" باقر نے پوچھا۔

"کالا سایہ" عمران نے کہا۔ کیا تم اسے اطلاع دو گے۔؟"

"اگر میں نے اسے اطلاع دی تو سب سے پہلے وہ گولی میرے ہی سینے میں اتار دے گا۔" باقر نے کہا۔ لہذا اس سے بے فکر رہیں کہ میں اسے کچھ بتاؤنگا البتہ میرے ساتھ یہ رعایت کریں کہ مجھے قانون کی زد میں نہ لایا جائے۔"

"کوشش کرونگا۔" عمران نے کہا اور ریوالور جیب میں رکھ لیا۔

فیاض نے شام تک ان تمام مراکز کی فہرست تیار کرالی تھی جہاں ہیروئن چھڑانے کے علاج کے لئے بھوری ... گولیاں فروخت کی جا رہی تھیں۔

اب تک کی فہرست کے مطابق یہ چار سو مراکز تھے اور شہر بھر میں پھیلے ہوئے تھے ان میں کچھ ہوٹل اور نائٹ کلب بھی شامل تھے جہاں بڑے لوگوں کو مہنگے داموں گولیاں فروخت کی جاتی تھیں۔ فہرست کی تیاری کے بعد سے وہ عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ نہیں مل رہا تھا۔

اور اب تھک ہار کر وہ کرسی کی پشتگاہ سے سر ٹیکے بیٹھا ہوا تھا اسکی سکریٹری کمرے میں نہیں تھی چپراسی سے معلوم ہوا تھا کہ وہ ایک گھنٹے کے لئے باہر گئی ہے اور وہ سوچ رہا تھا کہ وہ ڈیوٹی کے اوقات میں کہاں جا سکتی ہے۔ ؟ کیا اسنے کوئی دوست بنا لیا ہے۔ ؟

لیکن اسے زیادہ سوچنے کی مہلت نہیں ملی اور چک اٹھا کر اسکی سکریٹری اندر داخل ہوئی اور اس پر نگاہ پڑتے ہی ٹھٹھک گئی۔

”آؤ۔ آؤ۔“ فیاض نے کہا۔ کہاں گئی تھیں۔ ؟

”آپ کو علم ہے سر کہ میری والدہ ہسپتال میں ہیں۔ ؟“ سکریٹری نے کہا۔

”ہاں۔“ فیاض نے سر ہلایا۔ انھیں دیکھنے گئی تھیں۔ ؟

”جی اور وہیں سے آ رہی ہوں۔“

”ٹھیک ہے۔“ فیاض نے کہا۔ کوئی رپورٹ۔ ؟

”جی نہیں۔“ سکریٹری نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ البتہ ڈائریکٹر صاحب نے آپ کو طلب کیا تھا۔“

”کب کی بات ہے یہ۔ ؟“ فیاض نے چونک کر پوچھا۔

”دوپہر کی۔“ سکریٹری نے کہا۔ انہوں نے کہا تھا کہ آپ جب بھی آئیں تو آپ

کو ان کے پاس بھیج دیا جائے۔“

”کوئی خاص بات ہے۔ ؟“ فیاض نے پوچھا۔

”کہہ نہیں سکتی۔“ سکریٹری نے کہا۔

”ہونہہ۔“ فیاض نے سر ہلایا چند لمحے سوچتا رہا کہ رحمان صاحب اسے کیوں بلا رہے ہیں پھر وہ اٹھنا ہی چاہتا تھا کہ سکریٹری بول پڑی۔

”آپ جا رہے ہیں۔ ؟ میرا مطلب ہے ڈائریکٹر صاحب کے پاس جا رہے ہیں۔ ؟“

”ہاں۔“ فیاض نے کہا۔

”وہ ایک گھنٹے کے لئے کہیں گئے ہیں۔“ سکریٹری نے مسکرا کر کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم۔ ؟“ فیاض غرا کر بولا۔

”ابھی جب میں ٹیکسی سے اتر رہی تھی تو وہ جا رہے تھے۔“ سکریٹری نے کہا۔ انہوں نے گاڑی روک کر مجھ سے کہا تھا کہ ایک گھنٹے بعد وہ آئیں گے اس وقت تک آپ آ جائیں تو ملے بغیر کہیں نہ جائیں۔“

”ہونہہ۔“ فیاض نے سر ہلایا پھر بولا۔ ”یہ تم اب بتا رہی ہو۔ ؟“

”بس ذہن ہسپتال کی طرف لگا ہوا ہے۔“

”ٹھیک ہے۔“ فیاض نے بگڑے ہوئے موڈ سے کہا۔ چائے اور کھانے کے لئے کچھ منگا لو جلدی۔“

”بہتر۔“ سکریٹری نے کہا اور فون پر کینٹین والے کو آرڈر نوٹ کرانے لگی فیاض پھر کرسی کی پشت گاہ سے ٹک گیا تھا۔ فون کر کے سکریٹری نے فیاض کو ایک نگاہ دیکھا اور سر ہلا کر رہ گئی۔

ادھر فیاض یہی سوچ رہا تھا کہ عمران نے ان مراکز کا پتہ لگانے کے لئے کیوں کہا ہے جہاں گولیاں فروخت ہوتی ہیں۔ ؟ کیا وہ ان جگہوں پر چھاپہ ڈلوانا چاہتا ہے۔ ؟ اگر ایسا تھا تو بیک وقت اتنا بڑا آپریشن کرنا اسکے بس کی بات ہرگز نہیں تھی۔

اسکے لئے اسے رحمان صاحب کو ساری بات بتانا پڑتی اور اسکی وجہ یہی تھی کہ اس آپریشن کے لئے سینکڑوں افراد درکار تھے اور جدید اسلحہ بھی اور اس کی ماتحتی میں اتنے افراد ہرگز نہیں تھے وہ سوچتا رہا اور وقت گزرتا رہا چونکا اس وقت کہ جب سکرٹیری نے اسے ٹوکا تھا۔

"کافی حاضر ہے سر" وہ کہہ رہی تھی۔

"اوہ ... ہاں" فیاض نے چونک کر کہا پھر میز پر نگاہ پڑی جہاں کھانے پینے کی چیزوں سے بھری کئی پلیٹیں موجود تھیں۔

"تم بھی لو" فیاض نے کہا اور ایک سینڈوچ اٹھا کر کھانے لگا۔

"آپ بہت زیادہ فکرمند ہیں سر" سکرٹیری نے اپنی نازک انگلیوں سے ایک کاجو اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں" فیاض نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کوئی خاص وجہ۔ ؟"

"ہاں" فیاض نے پھر مختصر سا جواب دیا تھا۔

"کوئی کیس الجھ گیا ہے یا کوئی ذاتی مسئلہ ہے۔ ؟" سکرٹیری نے پوچھا لہجے میں ہمدردی تھی۔

"ایک کیس ہی ہے" فیاض نے کہا اور کافی کے گھونٹ بھرنے لگا۔

"لیکن ابھی تک میرے سامنے کوئی رپورٹ ......"

"اسٹار نائٹ کلب کے مالک پارکر اور مشہور صنعتکار رضوان بھٹی والا معاملا ہے" فیاض نے بتایا۔

"تو یہ معاملا اب تک چل رہا ہے۔ ؟" سکرٹیری نے کہا۔

"ہاں" فیاض نے کپ خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا پھر کیپ پہنی وردی درست کی اور کمرے سے نکل آیا رحمان صاحب کا چپراسی دروازے پر موجود تھا اسکا مطلب یہی تھا کہ وہ واپس آ چکے ہیں وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔

"بیٹھو" رحمان صاحب نے اسے دیکھتے ہی کہا۔ کہاں تھے اب۔ ؟

"رضوان بھٹی اور راحیلہ والے کیس پر کام کر رہا تھا سر"

"اب تک کچھ کامیابی ہوئی۔ ؟" رحمان صاحب نے پوچھا۔

"جی ہاں" فیاض نے کہا۔ سارا چکر نشے آور گولیوں کا ہے جو شہر بھر میں پھیلے ہوئے ہیروئن چھڑاؤ مرکزوں سے فروخت ہوتی ہیں"

"ہونہہ" رحمان صاحب نے سر ہلایا۔

"ان گولیوں کی وجہ سے کئی بڑے سرمایہ دار دیوالیہ ہو چکے ہیں" فیاض نے کہا اور عمران کے ساتھ ہونے والی گفتگو بڑھا چڑھا کر دہراتا چلا گیا پھر بولا۔ ہمیں صرف کالا سایہ کی تلاش ہے سر جیسے ہی یہ پتہ چلا کہ وہ کون ہے میں سارے گینگ کا خاتمہ ایک دن میں کر دوں گا"

"گڈ۔ اچھے جا رہے ہو" رحمان صاحب نے کہا۔ کالا سایہ کے بارے میں

میں تمہیں بتا دوں گا مگر اس سے پہلے یہ بتاؤ کہ اتنے مرکزوں پر چھاپہ کیسے مارو گے کیونکہ کئی سو افراد کی ضرورت ہوگی۔"

"اس کا انتظام آپ کو کرنا ہوگا جناب۔" فیاض نے کہا۔ "جب تک سارے مراکز پر چھاپہ پڑ کر گرفتاریاں نہیں ہونگی یہ معاملہ ختم نہیں ہوگا اور وہ لوگ یہ مذموم کام جاری رکھیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" رحمان صاحب نے کہا۔ "میں اسے دیکھ لوں گا تم کالا سایہ کی بابت سنو وہ جان پال ہے۔"

"جان پال۔" فیاض نے دوہرایا۔ "وہی غیر ملکی اخباری رپورٹر؟"

"ہاں۔" رحمان صاحب نے کہا۔

"مگر۔" فیاض نے کہنا چاہا مگر رحمان صاحب نے اسکی بات کاٹ دی اور اسے جاوید کاظمی سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتانے لگے۔

"تو یہ اسکا شبہ ہے۔" فیاض نے کہا۔

"ہاں اور یہ غلط بھی نہیں ہو سکتا۔" رحمان صاحب نے کہا۔ "تم اسکی نگرانی کرواکر اس معاملے کے سچ جھوٹ کا پتہ لگا سکتے ہو۔"

"ٹھیک ہے جناب۔" فیاض نے کہا۔ "میں ابھی سے اسکی نگرانی شروع کروا دیتا ہوں پھر جو کچھ ہے سامنے آجائے گا۔"

"بہت ہوشیاری سے۔" رحمان صاحب نے کہا۔ "اور کل صبح تم اسکے بارے میں یہ بھی معلوم کرو کہ کس کس بنک میں اسنے اکاؤنٹ کھول رکھا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" فیاض نے سر ہلا دیا۔

"بس اب جاؤ اور کام شروع کر دو۔" رحمان صاحب نے کہا اور فیاض اٹھ کھڑا ہوا اسکے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں کالا سایہ جان پال ہے یہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اپنے کمرے میں آکر وہ چند لمحے سوچتا رہا کہ وہ عمران کو کال کر کے اس بارے میں بتائے یا نہیں۔؟

پھر یہ سوچ کر کہ اس طرح بات لیک آؤٹ بھی ہو سکتی ہے اسنے عمران کے پاس خود جانے کا فیصلہ کیا تھا سکریٹری کو ہدایت دے کر وہ کمرے سے نکل آیا چند لمحے بعد اسکی جیپ عمران کے فلیٹ کی طرف اڑی جا رہی تھی۔



عمران کے جسم پر اوباش قسم کے لوگوں کا لباس تھا اور وہ سلور نائٹ کلب کے کیبرے ہال میں کونے کی اس میز پر بیٹھا ہوا تھا جو اندرونی راہداری کے قریب تھی سلور نائٹ کلب باقر کے بتائے ہوئے کالا سایہ کے تین اڈوں میں سے ایک تھا اور عمران نے براہ راست کالا سایہ سے ٹکرانے کا فیصلہ کیا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ ضروری تیاریوں کے ساتھ یہاں موجود تھا۔

فیاض کو انسداد منشیات کے اڈوں اور ہیروئن چھڑاؤ گولیاں فروخت کرنے والوں کی تلاش میں لگا کر اسنے ایکسٹو کے ماتحتوں کو انکی تلاش سے ہٹا لیا تھا اور اب وہ اسکے ساتھ ہی تھے۔

صفدر، خاور، صدیقی اور چوہان میک اپ میں مختلف میزوں پر اس طرح سے بیٹھے ہوئے تھے کہ کوئی بات ہو تو وہ ایک لمحے میں پورے ہال کو اپنے ریوالوروں کی زد پر لے لیں اور یہ عمران کی پلاننگ تھی باقر سے بات کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ براہ راست ٹکرا جاتے۔

اس طرح وہ یہ پوز کرتا کہ وہ باقر کا خفیہ ساتھی ہے اور اب نہ صرف کالا سایہ سے باقر کا انتقام لینا چاہتا ہے بلکہ وہ گولیوں کے کاروبار پر بھی قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح مجبوراً کالا سایہ اسکے سامنے آتا اور پھر وہ اسکے نمٹ لیتا۔

دوسرے طریقے اختیار کرنے پر کالا سایہ ہاتھ تو لگ جاتا مگر بہت دیر میں اور ممکن تھا کہ وہ ثبوت بھی ضائع کر دیتا۔ لہذا عمران نے برق رفتاری سے اس پر چھا جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور اس وقت ایکسٹو کے ماتحت اسکے ملنے سے اشارے کے منتظر تھے۔

ان کے پاس ریوالور ہی نہیں تھے دھوئیں کے بم اور ملکی سب مشین گنیں بھی کوٹ کے اندر موجود تھیں۔ عمران کی میز پر شراب کا بھرا ہوا گلاس رکھا تھا مگر اس نے ایک گھونٹ بھی نہیں بھرا تھا دفعتاً ایک عورت قریب کی میز سے اٹھی اور عمران کے سامنے آ بیٹھی۔

"کیا بات ہے ڈارلنگ" وہ مسکرا کر بولی۔ "کیا پہلے شراب نہیں پی" جواب اسے دیکھ کر برے برے منہ بنا رہے ہو۔؟"

"پی ہے سینکڑوں بار پی ہے مگر خالی نہیں" عمران نے اس لہجے میں کہا

جیسے اس کا نشہ ٹوٹ رہا ہو۔

"پھر کیسے پی ہے۔؟" وہ مسکرائی۔ "کیا کسی کو گود میں لے کر پیتے رہے ہو۔؟"

"نہیں" عمران نے نفی میں سر ہلایا "میں ہمیشہ ہر گلاس میں دس گولیاں ڈال کر پیا کرتا ہوں مگر آج ایک بھی گولی نہیں ہے"

"کونسی گولیاں۔؟" وہ ہنسی۔ "سویٹ یا ٹافی۔؟"

"ہشت" عمران ہنسا۔ "میں ان بھوری گولیوں کی بات کر رہا ہوں جو ابھی ایک گھنٹے بعد سے یہاں ملنی شروع ہونگی"

"تو کیا ہوا" وہ مسکرائی۔ "ایک گھنٹے بعد شراب میں ڈال کر پی لینا اب سادہ شراب ہی پی جاؤ اور نشہ تیز اور دو آتشہ کرنا ہے تو میرے ساتھ اوپر کی منزل پر چلو دل خوش کر دونگی"

"تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں مگر" عمران نے کہا۔ "گولیوں کے بغیر میں ایک ناکارہ اور کاہل آدمی بن کر رہ جاتا ہوں سمجھیں"

"اوہ" اسکے منہ سے نکلا۔

"اگر ساتھ لے چلنا ہے تو گولیاں لا کر دو" عمران نے کہا۔ "تم تو کلب سے تعلق رکھتی ہو اپنے تعلقات آزماؤ"

"ہونہہ" وہ ہنسی پھر بولی۔ "اتنی ہی ضرورت ہے آپکی۔؟"

"بہت زیادہ" عمران نے کہا۔ "اپنا اب تک کا کوٹہ میں دوپہر سے بھی پہلے ختم کر گیا ورنہ یہ پریشانی نہ ہوتی"

"پھر تو تمہیں ڈبل رقم دینا پڑے گی"

"رقم کی فکر مت کرو۔" عمران نے کہا اور جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر دکھائی اور واپس رکھ لی۔

"چلو اٹھو پھر۔" وہ کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔

"کہاں۔؟" عمران نے کہا اور ہاتھوں سے مخصوص اشارے کرنے لگا وہ اشاروں کی زبان میں صفدر وغیرہ کو ہدایت دے رہا تھا۔

"میں تمہیں باس کے کمرے سے گولیاں دلواتی ہوں پھر گولیاں لیتے ہی اوپر کمرے میں چلیں گے کیوں ٹھیک ہے۔؟"

"ہاں۔" عمران نے کہا اور کھڑا ہو گیا وہ اسے ساتھ لئے ہوئے اندرونی راہداری کی طرف بڑھی راہداری میں داخل ہوتی ہی تھی کہ دو ہٹے کٹے افراد نے اس کا راستہ روک لیا وہ بے حد خونخوار تھے۔

"یہ پنچر میرے ساتھ ہے باس کے کمرے میں جانا ہے اور پھر اوپر۔"

"تمہیں معلوم ہے کہ باس نے کتنی سختی کی ہوئی ہے۔؟" ان میں سے ایک نے غرا کر کہا۔ اور اسکے باوجود تم اسے یہاں لے آئی ہو۔؟

"مجھے سب معلوم ہے۔" اسنے کہا۔ اور عمران کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھنے لگی عمران اس کے ساتھ چل نہیں رہا تھا گھسٹ رہا تھا راہداری کا موڑ عبور کر کے وہ ایک بڑے دروازے کے سامنے رک گئی۔

"آجاؤ۔" فوراً ہی اندر سے ایک کرخت آواز سنائی دی اور وہ بری طرح سے چونک پڑی شاید یہ آواز اس کے لئے غیر متوقع تھی وہ اس طرح تیزی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی کہ جیسے ایک لمحے کی دیر

ہوتی تو موت اس کا گلا دبا دے گی اندر داخل ہو کر وہ دو قدم آگے بڑھے تھے کہ دروازہ بند ہو گیا اور وہ بری طرح سے بوکھلا گئی۔ عمران اب بھی اسی طرح کھڑا تھا اس پر کسی چیز کا بظاہر کوئی اثر نہیں ہوا تھا وہ اس آدمی کو گھور رہا تھا جو ایک میز پر بیٹھا نوٹوں کی گڈیاں گن رہا تھا اسکے سامنے میز پر گولیوں کے چھوٹے بیگ پڑے تھے۔ اور میز کے برابر سیاہ رنگ کے درجنوں بریف کیس رکھے ہوئے تھے۔ نوٹوں کی گڈیوں کے ساتھ ہی میز پر درجنوں لفافے بھی رکھے ہوئے تھے۔ لیکن عمران بظاہر ان سب چیزوں سے لاتعلق نظر آ رہا تھا۔

"ہدایت کی خلاف ورزی کیوں کی ہے۔؟" دفعتاً کمرے میں اسکی آواز گونجی۔ بولو۔ کیوں بے وقت اندر آئی ہو۔؟

"وہ... باس یہ گولیاں چاہتا ہے۔" وہ بوکھلا کر بولی۔

"گولیوں کا وقت ایک گھنٹے بعد کا ہے کیا تمہیں اس کا علم نہیں ہے۔؟" وہ خونخوار لہجے میں بولا اور وہ تھرا کر رہ گئی۔

"بب... باس یہ ڈبل ریٹ دے رہا تھا اور اس کی جیب میں کم از کم پچاس ہزار ہیں اور میں وہ سب کلب کو دلوانا چاہتی تھی۔"

"یہ کام ایک گھنٹے بعد بھی ہو سکتا تھا۔" وہ غرایا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اسکی آنکھوں سے خون ٹپکنے ہی والا ہے۔

"جی ہاں۔" وہ خوفزدہ لہجے میں بولی۔ "مگر آپ کو علم ہے کہ اب سے ڈیڑھ گھنٹے بعد مجھے گھر جا کر اپنی ماں کے کفن دفن کا انتظام کرنا ہے اور اس کے لئے میں نے پہلے ہی بتا دیا تھا۔"

"تم سے کہدیا گیا تھا کہ کفن دفن سب ہو جائے گا تم اپنا کام کرتی رہو مگر تم نے اس پر دھیان نہیں دیا۔ آخر کیوں۔؟

"وہ... وہ میری ماں ہے کیا میں خود اسے چرچ نہیں لے جا سکتی تابوت میں نہیں اتار سکتی" وہ روہانسے لہجے میں بولی۔

"بکواس مت کرو" وہ غرایا۔ کالا سایہ کے آدمی صرف حکم سے مطلب رکھتے ہیں جذبات سے نہیں ورنہ زندگی سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔"

"نہیں" وہ چلائی۔ بلاؤ کالے سائے کو میں خود اس سے بات کروں گی۔"

"کیا بات کرے گی لڑکی" دفعتاً وہاں ایک کرخت اور غراتی ہوئی آواز ابھری اور اسکے ساتھ ہی کمرہ تاریک ہو گیا صرف انکے عقب میں روشنی نظر آنے لگی وہ ادھر مڑے اور چونک پڑے۔ عقبی دیوار کی جڑ سے ہلکی سی روشنی پھوٹ رہی تھی اور اس کے پس منظر میں ایک سایہ نظر آ رہا تھا۔

کالا سایہ جس کی کمر سے دو ہولسٹر لٹکے ہوئے تھے جن سے ریوالوروں کے دستے جھانک رہے تھے وہ سر سے پیر تک سیاہ لبادے میں ملبوس تھا اور ایک سائے ہی کی طرح نظر آ رہا تھا۔ عمران اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"وہ... وہ... باس... وہ..." وہ ہکلا کر رہ گئی۔

"تمہاری اس گستاخی اور غلطی کی سزا موت ہے" کالا سایہ غرایا۔

"رحم باس رحم..." وہ گڑگڑائی۔ میں اسے واپس لے جاتی ہوں اور اپنی ماں کے پاس کبھی نہیں جاؤں گی باس رحم کر دو۔"

"تم سے غلطی یہ نہیں ہوئی کہ تم اپنی ماں کے پاس جانے کے لئے جلدی کی

ظاہر ایک پسنجر کو یہاں لے آتی ہو" کالا سایہ غرایا۔

"بب... پھر باس" وہ ہکلا کر بولی اور نوٹ گننے والا بھی چونک پڑا اس نے نوٹ رکھ کر دراز میں سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال لیا۔

"اپنے ساتھ ایک جاسوس کو لگا لاتی ہو" کالا سایہ غرایا۔

"جج... جاسوس..." وہ ہکلائی۔

"ہاں جاسوس سی آئی بی کے ڈائریکٹر جنرل کے بیٹے علی عمران کو تم یہاں لے آئی ہو" کالا سایہ غرایا اور عمران چونک پڑا۔

"مم... میرا نام ارشد ہے" عمران نے جلدی سے کہا۔ عمران نہیں۔"

"احمق پن مت دکھاؤ عمران" کالا سایہ غرایا۔ اشاروں کی زبان میں بھی سمجھتا ہوں اور جب تم نے نازلی کے کھڑے ہوتے ہی اشاروں کی زبان میں کسی کو ہدایت دی ہیں تو میں تمہیں دیکھ رہا تھا۔"

"ہونہہ" عمران نے ہنکارہ بھرا ویسے وہ پوری طرح چوکس تھا۔

"پھر تمہیں مشکوک پا کر میں نے پولرائیزڈ کیمرے سے یعنی اینٹی میک اپ کیمرے سے تمہاری تصویر اتاری تو ثابت ہو گیا کہ تم میک اپ میں ہو تمہاری اصل شکل دیکھ کر میں تمہیں پہچان گیا تھا" کالا سایہ نے کہا اور ایک تصویر عمران کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔ لو دیکھو۔"

عمران نے آگے بڑھ کر تصویر اٹھائی یہ اس وقت کی تصویر تھی جب نازلی کھڑی ہو گئی تھی اور عمران اشاروں کی زبان میں صفدر وغیرہ کو ہدایت دے رہا تھا تصویر میں اسکا اصلی چہرہ نظر آ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے" عمران نے کہا۔ جب پہچان چکے ہو تو سمجھ لو کہ اب تمہارا آخری وقت آپہونچا ہے خود کو قانون کے حوالے کر دو۔"

"قانون۔" وہ ہنسا۔ قانون میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا البتہ تم اب زندہ یہاں سے ہرگز نہیں جا سکو گے علی عمران۔"

"اگر تمہیں قانون کے حوالے نہیں کر سکا تو زندہ جانا بھی مجھے گوارہ نہیں ہوگا۔" عمران نے منہ بنا کر کہا۔ چلاؤ گولی۔"

"گولی نہیں تمہیں تو بڑی اذیت سے ماروں گا علی عمران کیونکہ تمہاری وجہ سے مجھے بڑا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔"

"اچھا۔" عمران نے کہا پھر جیب سے ایک قلم نکالتا ہوا بولا نقصان کی تفصیل بتاؤ میں لکھے لیتا ہوں۔"

"ساری شوخیاں موت کے سامنے دھری رہ جائیں گی۔" کالا سایہ غرایا تھا پھر نوٹ گننے والے سے بولا۔ "اسے پکڑ کر تہہ خانے میں لے چلو۔"

"ایک منٹ۔" عمران نے کہا۔ پہلے یہ تو بتلا دو کہ گولیاں بنانے کا کارخانہ تم نے کہاں لگا رکھا ہے۔؟"

"وہ اسی کلب کے تہہ خانے میں ہے اور ایک سو آدمی گولیاں تیار کرنے کا کام کرتے ہیں بے فکر رہو وہ دکھانے کے بعد ہی تمہیں قتل کیا جائے گا۔" کالا سایہ غرایا۔ مگر سسکا سسکا کر۔"

"اچھا۔" عمران نے کہا پھر وہ کوٹ کے کالر میں لگے ہوئے بگ کے پاس منہ لے جا کر بولا۔ شروع ہو جاؤ مگر ایک فیاض کو آپریشن شروع کرنے کا

سگنل ضرور دے دے فیاض نہ ہو تو ڈیڈی کو اطلاع کر کے واپس ساتھیوں میں شامل ہو جاتے۔"

"منہ موڑنے سے کچھ نہیں بنے گا۔" کالا سایہ غرایا اور عمران کے عقب میں آنے والے نے ریوالور کا دستہ عمران کے سر پر مارنا چاہا مگر وہ اچھل کر بائیں سمت ہٹ گیا اور وہ اپنی ہی جھونک میں آگے نکل گیا پھر وہ سنبھل ہی رہا تھا کہ باہر سے فائرنگ کی بڑی تیز آواز سنائی دی تھی۔

"تو تمہارے ساتھیوں نے حرامزدگی شروع کر دی۔" کالا سایہ غرایا پھر عمران پر حملہ کرنے والے سے بولا۔ جا کر انہیں سنبھالو میں اس سے نمٹ لونگا جاؤ اور ایک کو بھی زندہ مت چھوڑنا۔"

"یس باس۔" اس نے کہا اور دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ کالا سایہ نے ایک ہاتھ اپنی کمر سے بندھی بیلٹ پر رکھا دوسرے ہی لمحے دروازہ کھلتا چلا گیا شاید دروازہ ریموٹ کنٹرول تھا اور کالے سائے کی بیلٹ میں ریموٹ کنٹرول لگا ہوا تھا عمران اسے گھورنے لگا نازلی بے حس و حرکت کھڑی تھی۔

"لو اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔" کالے سائے نے دونوں ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔ میں بھی دیکھوں کہ تم دو ریوالوروں سے کیسے بچتے ہو۔"

"ضرور۔" عمران نے ہاتھوں میں پکڑا ہوا پین اسکی طرف کرتے ہوئے کہا پھر اس سے پہلے کہ وہ گولی چلاتا عمران نے پن کا کلپ دبا دیا فوراً ہی پن سے نیلے رنگ کی روشنی نکل کر کالے سائے کے جسم سے ٹکرائی۔

دوسرے ہی لمحے کالا سایہ لڑکھڑا گیا ایسا ہی لگا تھا اسے جیسے نیلی روشنی اسے نہیں ٹکرائی بلکہ بجلی کا ننگا تار جسم سے لگ گیا ہو۔

نیلی روشنی کے ٹکراتے ہی کرنٹ کا تیز جھٹکا اسے لگا تھا اور لڑکھڑاتے ہی دونوں ریوالور اسکے ہاتھوں سے نکل گئے۔ تھے بس اتنا موقعہ کافی تھا عمران نے جست لگائی اور کالے سائے پر جا گرا۔ کالے سائے نے عمران کی گرفت سے بچنے کی کوشش کی تھی مگر لاحاصل عمران کی فولادی گرفت سے نکلنا آسان کہاں تھا۔؟

پے در پے گھونسے لاتیں اسکے جسم پر پڑ رہے تھے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ہاتھ پیر ڈالدیئے اور وہ بے دم ہو گیا۔ عمران نے اسکے منہ پر سے وہ ٹوپ کھینچ لیا جو اسکے چہرے کو چھپاتے ہوئے تھا۔

"جان پال تم۔؟" عمران کے منہ سے نکلا۔

"ہاں میں۔" جان پال نے کراہ کر کہا۔ "مگر میں کالا سایہ نہیں ہوں۔"

"کیا اب بھی دھوکہ دینا چاہتے ہو۔؟" عمران غرایا۔

"دھوکہ نہیں دے رہا۔" جان پال نے کہا۔ "میں اس بزنس میں شریک ضرور ہوں مگر کالا سایہ نہیں ہوں مسٹر عمران۔"

"اور یہ جو ابھی تم کالا سایہ بنے ہوئے تھے اس بارے میں کیا کہو گے۔؟" عمران نے خونخوار لہجے میں کہا۔

"کالا سایہ کوئی اور ہے اور میں اس کا رول کبھی کبھی کر لیا کرتا ہوں۔" جان پال نے کہا۔ "اور وہ بھی صرف اس کلب کی حد تک۔"

"کالا سایہ پھر کون ہے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"وہ..." جان پال نے کالے سائے کا نام بتایا اور عمران بری طرح سے چونک پڑا اور جان پال کو گھورتے ہوئے بولا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو جان پال۔" عمران غرایا۔

"بالکل سچ یقین نہ ہو تو ثبوت دوں۔؟" جان پال نے کراہ کر کہا۔

"وہ کیا ثبوت ہے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"اسنے مجھے کہا تھا کہ عمران کے خاتمے کے بعد میں اسے اطلاع دوں۔"

"اسے میری یہاں موجودگی کا علم تھا۔؟"

"ہاں میرے اس کمرے میں آنے تک وہ یہاں موجود تھا اسکے جانے کے بعد ہی میں کالا سایہ بن کر ظاہر ہوا تھا۔" جان پال نے کہا۔ "اب میں اسے فون پر اطلاع دیتا ہوں تم سنتے رہو۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور جان پال نے ماسٹر فون پر نمبر ڈائل کئے جو نمبر ڈائل کئے وہ عمران کے ذہن میں پہلے سے تھے پھر جان پال کالا سایہ کی آواز سنتے ہی عمران اور اسکے دو ساتھیوں کے قتل کے بارے میں بتلانے لگا دوسری جانب سے سب کچھ سننے کے بعد کہا گیا کہ وہ عمران کی لاش تہخانے میں رکھ دے وہ خود اسے دیکھے گا اور اسکے ساتھیوں کی لاشیں باہر پھنکوا دے ہدایت کے بعد سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔

"کیسے یقین آیا۔؟" جان پال نے کہا۔ "کہ اسنے مجھے پھنسا کر خود کو بچانے کی کوشش کی ہے۔"

"ہاں آ گیا۔" عمران نے کہا ہی تھا کہ راہداری میں قدموں کی چاپ ابھری اور صفدر اور خاور مشین گنیں سنبھالے اندر آ گئے۔

"فیاض کو کال کی تھی۔؟" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں اور فیاض باہر موجود ہے۔" صفدر نے کہا دوسرے ہی لمحے فیاض

کمرے کے اندر تھا جان پال کو دیکھتے ہی وہ چلا پڑا۔

"یہی کالا سایہ ہے عمران۔"

"صبر کرو صبر" عمران نے کہا پھر وہ فیاض کو ہدایت دینے لگا اور فیاض کمرے سے نکل گیا تاکہ اپنے ماتحتوں کو ہدایت دے سکے۔

"اسکے خلاف کوئی اور ثبوت کہ وہی کالا سایہ ہے۔؟" عمران نے جان پال سے پوچھا۔ کیونکہ وہ صاف انکار۔۔۔"

"وہ انکار نہیں کر سکے گا" جان پال نے کہا۔ "اسکی خوابگاہ والی تجوری میں گولیوں کے عادی افراد سے لوٹی ہوئی رقم اور تمام سرمایہ داروں کے نام پتے اور گولیاں فروخت کرنے والے مرکزوں کے نام پتے ان سے وصول ہونے والی اور بقیہ رقمیں اور سپلائی کی گئی گولیوں کی تعداد سب کچھ رجسٹروں میں لکھا ہوا وہاں موجود ہے۔"

"گڈ" عمران نے سر ہلا کر کہا ٹھیک اسی لمحے فیاض کمرے میں داخل ہوا تھا۔

"میں نے سارا انتظام کر دیا ہے" فیاض نے کہا۔

"آؤ چلو" عمران نے کہا اور آگے بڑھتے ہوئے صفدر سے بولا۔ "تم لوگ واپس جاؤ میں بعد میں ملونگا۔"

"ٹھیک ہے" صفدر نے سر ہلا دیا۔ چند منٹ بعد وہ فیاض کی جیپ میں جاوید کاظمی کی کوٹھی کے گیٹ پر کھڑے ہوتے تھے۔ گیٹ بند نہیں تھا، لیکن انہوں نے جیپ وہیں روک دی اور اندر داخل ہو گئے۔ کوٹھی سنسان پڑی تھی وہ مختلف کمرے دیکھتے ہوئے خوابگاہ تک جا پہونچے۔

خوابگاہ میں نظر ڈالتے ہی وہ چونک پڑے اندر کمرے میں دیوار گیر تجوری کے پاس دو بڑے بڑے سوٹ کیس رکھے ہوئے تھے اور جاوید کاظمی ان میں نوٹوں کی گڈیاں بھر رہا تھا۔ شمیلہ ایک جانب گم صم کھڑی تھی اور فرش پر بھوری گولیوں کے چھوٹے چھوٹے بیگ بکھرے پڑے تھے۔

"کہیں جا رہے ہو جاوید کاظمی" دفعتاً عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اور جاوید کاظمی اچھل پڑا۔ پھر اسنے بڑی تیزی سے سوٹ کیس کے پاس رکھی مشین گن اٹھائی ہی تھی کہ عمران کی جیب میں موجود ریوالور سے فائر ہوا اور جاوید کاظمی کا ہاتھ لٹک گیا اور گن گر پڑی خون کی بوندیں کوٹ کو رنگین کرنے لگی تھیں شمیلہ نے چیخ ماری اور باپ سے لپٹ گئی۔

"فیاض ہتھکڑیاں" عمران نے کہا اور فیاض ہتھکڑیاں نکال کر اسکی طرف بڑھا ہی تھا کہ وہ بول پڑا۔

"شمیلہ اس دھندے میں شامل نہیں ہے اسکا خیال رکھنا" کہنے کے ساتھ ہی ایسا لگا کہ جیسے اس نے کچھ نگلا ہو دوسرے ہی لمحے اسکے جسم کو جھٹکا لگا اور وہ فرش پر گر کر ساکت ہو گیا شمیلہ باپ کی لاش پر گری اور بے تحاشہ رونے لگی۔

"انجام کو پہونچا" عمران نے کہا۔

"ہاں" فیاض نے کہا۔ "اب تک ہیروئن کے علاج کے بہانے یہ نشے آور بھوری گولیاں فروخت کرنے والے سارے مراکز اور انھیں چلانے والے پکڑے جا چکے ہونگے اس طرح ایک لعنت کا خاتمہ ہو گیا۔"

"شاید" عمران نے کہا اور روتی ہوئی شمیلہ کو دیکھنے لگا۔

"ختم شد"

ہنگامے ہو ہنگامے سسپنس ہو سسپنس

عمران سیریز کا شاہکار

مسٹر فراڈی

مصنف :- ایس قریشی

o- ایک کروڑ کے ہیرے خرید کر وہ بے حد خوش تھا مگر جب وہ انہیں تجوری میں رکھنے لگا تو ... ؟ اسکے منہ سے چیخ نکلی اور وہ دل تھام کر گر پڑا۔

o- ملک کے سب سے بڑے بنک میں ڈاکو مگر ڈاکو کلاشنکوف لے کر نہیں آئے تھے مگر اسکے باوجود وہ ایک کروڑ روپے بنک سے نکال لے گئے۔ بنک مینجر نے خوشی خوشی سب کے سامنے رقم انھیں دی تھی۔ مگر..... ؟

o- سیٹھ راشد نے خودکشی کر لی کیونکہ بنک سے اسکے پچاس لاکھ روپے نکلوائے گئے تھے رقم خود انہوں نے نکالی تھی مگر وہ اس سے انکاری تھے پھر رقم کس نے نکالی تھی اور چیک پر دستخط کرنے والا کون تھا۔ ؟

مسٹر فراڈی تجسس اسرار اور ایکشن سے بھرپور نئے طرز کی مکمل کہانی۔

عمران اور ایکسٹو کی ٹیم کا دلچسپ کارنامہ۔ آج ہی طلب کیجئے

خط وکتابت و آرڈر بھیجنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

اپنی دوکان خوبصورت بنایئے

جی ہاں دوکان جتنی شوخ دار ہوگی گاہک اتنے ہی زیادہ آئیں گے اور آمدنی بڑھے گی۔ لائبریریوں بک سٹال اور نیوز ایجنٹ کی دوکانوں پر لگانے کے لئے ہم ایس قریشی کے ناولوں کے دس بارہ رنگوں کے خوبصورت حسین اور بڑے سائز کے دیدہ زیب۔

پبلسٹی کارڈ

شائع کرتے ہیں۔ یہ کارڈ آپ اس ماہ کے شائع ہونے والے ناولوں کا مکمل سیٹ اپنے ایجنٹ سے خرید کر مفت طلب کیجئے۔

اس کے علاوہ ایس قریشی کے ناولوں کی مکمل فہرست اور کارڈ بالکل مفت ہم سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ آج ہی خط لکھئے۔

رابطے کا پتہ

ایوب اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

